

خاتمہ الطبع مع قطعہ تاریخ طبع از ہیچیز زہجد ان احقر العباد
 نابلد جادہ سخن شناسی بندہ ناچیز ابوناظم محمد حامد علی حامد مع طبع
 خلف حافظ غلام علی خان شاہ آبادی عفا عنہما الہادی

محمد چشم بر راہ تنائیت
 خدا مداح مدح مصطفیٰ بس

خدا در انتظار حمد نیست
 محمد حامد حمد بس

اما بعد سخنوران عالی وقار و نکته سنجان و الاتبار کو نوید بہبت افزا اور قردہ
 فرحت فرا ہو کہ ان ایام فرخی القیام پر بنارین (کہ گل و بلبل میں باہم محبت کے
 نظارے ہیں اُلفت کے افشائے بہن سر و دقمری میں اتحاد ہر سخن گلشن رشک مینو سواد ہے
 نوجوانان چین پر جو بن بر غیرت و دہ گلازارم صفیر چین بر شمشاد ادب کے استاد ہر صنوبر
 رہتی پر آمادہ عنادل شور مچاتے ہیں بچول خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے ہیں ہر
 کیاری کا نیارنگ ہی ہر نونال کا زلاڈھنگ کلام بلاغت نظام فصاحت انصاف
 فارس مشمار سخنہ انی یکے تازہ عنکہ خوش بیانی شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال خوش فکر
 عالی زنا جناب نشی و بی پر ساد و صاحب سخن بدایونی سابق سبٹ پی انیکٹر مدرس
 ضلع بدایون مال نشینر سلمہ اللہ الاکبر جو دو دیوان پر تقسیم ہے ہر ایک دیوان لایق تعظیم
 و تکریم ہے دیوان اول موسوم بہ سخنر سامری اور دیوان دوم ملقب بہ طامات سخن
 ہے دونوں بمثل ولاتانی ہیں دونوں میں کرامات سخنر ہے خوبی و ترکیب بندش مضامین حسنی
 الفاظ و رسی مطالب دیکر صنائع بدائع میں دونوں دیوان اپنے آپ ہی نظیر ہیں مقبول طبائع
 بر نائے پیر ہیں مصنف مدوح بھی ماشاء اللہ بڑے تہے کے شاعر ہیں جملا اصناف سخن پر قادر
 ہیں شریعت انقوم و عالیجا ندان ہیں بڑے نکتہ سنج فصیح البیان ہیں مدوح کی اور تصانیف
 بھی ہیں جو بفضلہ تعالیٰ اسی مطبع فیض منیع میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں الغرض حسب تحریک
 مصنف صاحب لوح الصدور یہ ہر دو دیوان بآئین شالیستہ بقوا میں بابائے اس کے پیشتر چند بار
 مطبع اودہ اخبار واقع لکھنؤ مملوکہ مفتخر و زکا ر شہرہ المصار و دیار ناموزنا مدار عالی جناب

ہو کسی طور نہ قشر لب کے لاسے میں دریاغ جوشش دل سے پھر لہریں لافا تین ہوں جان ناشاد کو خوش کیجیے دکھ لاکے جمال دل مشتاق کو ممنون کر م کیجیے گاہ قوم کے قہنے براور ہیں وہ سب شاد رہیں عذر کچھ پیش نہ کیجے گاہ یہ ٹھہری ہو نہیں زندہ ہو جائیں پھر اخلاق کے زعم و آئین منتظر ہوں دل تیا ب کو دیجے تسکین خانہ چشم میں رکھیے جو قدم با تمکین اس دعا پر ہو دل سحر سے ہر دم آمین

مستزاد و صحت تو شیخ با سم بالہی کہ بہ استعبد او غریزی لقلعہ آمد

ماہ ریشل ترے کوئی بھی اری بار نہیں۔	دوسرا کوئی سنا۔
ای پری تجھ ساز مانہ میں طر حد از متین۔	کوئی دیکھا بخدا
لب شیرین کی محبت میں لبو پیر ہی جان۔	لب پہ ہر آہ و فغان
تجھ کو پروا مگر اس حال کی زہار نہیں۔	لے خبر تیری بلا
پہ صیبت ہر کہ بیان جان تو آئی لب پر۔	ہجر میں اوسکے نگر
واقف حال دل اپنا وہ جفا کار نہیں۔	سخت مشکل ہو دلا

رباعیات

وہ طعنت و نشاط زندگانی زہا	وہ مجمع و شغل شعر خوانی زہا
کیا روئے اگلی صحبت کو آخر سحر	افسوس وہ عالم جوانی زہا

ایضاً

فانی ہو جہان کی شادمانی اری سحر	ہر نقش بر آب زندگانی اری سحر
ذات باری کو ہر فقط ایک بقا	باقی جو کچھ ہر سب ہی فانی اری سحر

ایضاً

ای دل نہو پیر از مضطربت ہو	کیون اتنا ہی اضطراب مضطربت ہو
ناشیر اگر عشق میں تیرے ہوگی	آجائے گا خود ہی یار مضطربت ہو

خط نظم شعر نوید جلوسہ کا یہ سہ سبھا کہ بفرمائش منشی سنگا پرشاد صاحب
انسپکٹر نوکر نیر خامہ گردید

فردہ ای صاحبان اہل وقار
فردہ ای جملہ یاوران قوم
کہ پڑے باہم اتصال کی طرح
یعنی بی لائے جلسہ دومین
ہو بعد از بحار عرض نجیف
ہو تما کہ با نشاط و طرب
ہوں ہم ای طرح سے ہم اور آپ
مہربان جان بقرار میں ہر
مرحبا ہر زبان پر پیسہ

النوید ای اکابر و اخبار
النوید ای برادران قوم
ابکی بھی پھر گزشتہ سال کی طرح
فضل خالق سے ہو گیا تعین
بالضرور آپ لائے تشریف
ملین آپس میں بھائی بھائی سب
جس طرح سے ہوا تھا بھرت ملاپ
چشم دل راہ انتظار میں ہر
خانہ چشم میں جو رکھے قدم

ایضاً

منعقد ہوئے کوہی کونسی بزم رنگین
کن گل اندامونکے آمد کی یہ تیاری ہر
غنجیہ نے باندھی ہر کیون سر پہ گلابی و تار
کیون خوشی کا ہر اثر برکہ دمہ کے دین
مرحبا کا ہر ترانہ لب لب لب پر کیون ب
کون آیا ہو کہ جو بہر مبارکبادی
ہر ہی وجہ کہ احباب کا گورکھ پور میں
جمع ہونگے جو تمام اہل دل و اہل تہن
قوم کے جتنے بھی خواہ ہن لائیں تشریف
تھوڑی تکلیف قدم رنجہ گوارا کیجئے

روکش محن چین کیلئے ہر سطح زمین
باغ میں کیلئے سبزہ کا بچھا ہر قالین
گل نے کیواسطے پہنی ہو قبائے زرین
وٹھوٹھو ہر چند ملے کوئی نہ خاطر انگین
کس لیے باد صبا آج ہر محو ترن
خیر مقدم کی صدا پہونچی ہو تاعیش برین
دوہین جلسہ سالانہ ہوا ہر تعین
کیا عجب ناز کرے خلد پر گریا کی زمین
اپنے دیدار سے جلسہ کو کرین نوز آگین
ہو جیے انجمن انس میں آمد رنشین

وہ زینتِ فخر و فخر و فخر و فخر
وہ مخزنِ عدل و وجود و انعام
قیاضِ حیاں غریب پرور
ہر شخص ہی بامراد و بخواہ
اس عہد میں شاد ہی ہر اک قوم
ہر قوم ہی خوشدلی سے مشغول
قائم ہیں کیشیاں سجھائیں
یستحکم ہو جو کہ قوم و نشان
ہر جابطہ حق خوب آسن
اس قوم کے حال کی ترقی
لے سکول و پاٹ شالا
قائم کب جابلہ گرامی
ہو کر سب جمع حاصل و عام
ہیں ہم ہمیش و عشرت
ہو ہو کر منتخب تدابیر
ماسد گئے گو حسد سے جل سے
پٹنہ لاہور و لکھنؤ میں
انکی یہ جلسہ پانچواں ہی
یہ خوب خبر نہ لے لی
نہ پہنچیں نہ خلق کو فو
خاد خدمت کو ہو جو درکار

وہ راحتِ جان و جانِ عام
وہ مامنِ خلق و علما و عام
مخلوق نواز و سایہ
نظم و نسق و ہر اشارہ
غم سے آزاد ہی ہر اک قوم
تدبیر میں اپنی اپنی مصروف
سب بے تہ ہیں بہتری کی راہیں
غافل نہیں وہ بھی اس اک آن
یستحکم سجھائیں کیشیاں
جان و دل سے غرض ہو جسکی
تاریکی میں کر دیا احساں
سالانہ کنفرنس نامی
اس بزم کا کرنے ہیں سر انجام
اٹھنا ہی خوب لطف و محبت
ہوتی ہیں بشرح و بسط تحریر
پر چار یہ ہو چکے ہیں جلسے
پرباک میں بھی ہوئیں چھین چھوڑ
جو مجمع اہل غر و شان ہی
امسال معام ہی ہو بریلی
سب جمع ہیں قوم کے عمائد
حاضر ہو کشف و برقا

اللہ سے تاقیامت

جلسہ یہ بنار سے سلامت

تو ہی فرزندِ خدا اور بھی خدا تو آب ہے

بیر سے عدل درِ حرم کے قربانِ امیرِ بیتِ کریم
ہم گنہگار و نکی خاطر تو نے حینِ الرحیم
سب پر ظاہر تو نے اپنا کردیا رحمِ عظیم
اپنا بیٹا ہم پر قربان کر دیا بخوت و بیم

ذلت و حقیر ہم سب کے سب او سکو ہوئی
جس سزا کے مستحق ہم تھے وہ سب او سکو ہوئی

حیف سرزد تو ہو سے ہم غامیہ نے بھی گناہ
یارِ کتنا اسے بندوں پر ہر گنج گویا دل
بیر سے فرزندِ گرامی کی ہوئی حالتِ تباہ
ہو رحیم و عادل کا مل تو ہی بے اشتباہ

عدل کے پردے بن تو نے رحم ظاہر کر دیا
ابنی شانِ رسم سے ہر اک کو ماہر کر دیا

یہ دعا ہی سحر کی اب تجھے امیرِ بیتِ قدیر
ہوں نہ پابندِ خلافت ہوں نہ درِ فتنِ اسیر
نورِ ایمان سے ترے ہر دم رہو نہیں مستغیر
تجوڑ دنیا کی امارت ہوں ترے در کا فقیر

بدنہ و عیبِ سجود میرا جو کہ تیرا عیسر ہو
پاک بناؤں بہاؤں نے یعنی خاتمہ باخیسر ہو

شنوئی کہ برائے جلسہ کا استہکانِ نفرینِ بریلی بسکِ نظم
آوردہ شد

صد شکر خدا سے دو جہان کا
جنے دیا عقل نہ ہوش بکھو
دلوہ بنائے اپنے سب کج
بخشی شہینِ نیک و بد کی
کیونکر نہ نونِ شکر گو باغِ ایں
یعنی کیا اسنے سایہِ مہر
وہ باعثِ افتخارِ شاہان
حسناقِ زمین و آسمان کا
پاؤں و چشم و گوش ہمو
رکنا نہ کیسا ہلکو محتاج
حق جیسا مرد کا ہی مدد کی
اک اور کیا ہو رحم یہ خاص
کوئن و کٹور یا کو ہم پر
وہ مایہ ناز کج کلماں

میں نے وہیں بیکر قلم یہ کر دیا نوہ قسم	ورنہ تھا ایسا پر عینم تحریر میں جو ہوا دا
مسند میں در ثقیب حضرت عیسیٰ کہ بقربالین شفیقی جناب پادری مسطر	ما سکن صاحب بہادر بلحاظ اصول دین عیسوی منظوم کردہ شد
یا مسیح! تو ہر تکبیر بخش جان عاصیان	رحمت حق ہر تری ذات مبارک سے عسیان
تو نہ آتا تو نجات عاصیان ہوتی کہاں	تو ہر فرزند خدا سے خالق کون و مکان
ذات تیری عین ذات حق ہر نور عین ہے	عاصیوں کے واسطے تو مامن دارین ہے
تو نے فرمائی گنگارون پیفت کی نظر	آیا دنیا میں تمامی عیش و عشرت چھوڑ کر
خلق میں ظاہر کیا اپنے شین شکل لشکر	جان ہمارے واسطے دی اپنی بخوف و خطر
رحم خالق خوب ہم پر آشکارا ہو گیا	ہم گنگارون کے عسیان کا کفارہ ہو گیا
ذات تیری عاصیوں کے پر شفاعت کی کفیل	غیر ذات حق نہیں تیرا زمانہ میں عبدیل
مرتبہ تیرا ہر اعلیٰ ترین ہے حبیل	عین نور حق ہر تو بے شبہ بے قال و قیل
دونوں عالم کا ہر حکم دین کا تو شاہ ہر	عاصیوں کی ملجا واد اتری در گاہ ہر
تو نے کیا کیا دیکھ سے بایں ہمارے واسطے	مازیانے بھی ترے مارے ہمارے واسطے
ریخ و دیکھ تو نے سے سارے ہمارے واسطے	جان تلک تو نے دی پیار سے ہمارے واسطے
حیف ہر گز اس پہ بھی الفت نہ ہم تجھ سے کر میں	ہم سوچ رہے افسوس اور نہ ہم تجھ پر میں
تو نے اچھے کردے مفلح و لنگ و کور و کور	مردے زندہ کر دے اپنے کرم سے سرور
معجزہ ایسا دکھا سکتا ہر کس کوئی بشر	روح حق تھی جامہ انسانیت میں مستر
جو خدا سارے جانتا ہے وہ تیرا باپ ہے	

نوحہ وفات ہادی دین سری سوامی دیانند جی مہاراج

ہر شخص ہر کیون غمزدہ عالم کیا عالم ہوا
 کیون سچ و غم کا پیش ہر شخص کیون ہیوش ہوا
 کیون سرخ ہر رنگ شفق آلودہ خون کیون آفت
 کیون آسمان چکرین ہر کیون شور و بحر درین ہر
 کیون گل کا دامن چاک ہر کیون سر و حیرت ناکا
 کیون مضطرب ہر مرد ہر کیون لب پہ آہ سرد ہر
 ویران ہر کیون باغ فلک کیون شمس ہر داغ فلک
 غنیمت ہر شکل چشمِ غم ہر آب جو سیلابِ غم
 ہر نظر کیا فلک ہر کیون کرستہ ملک
 دنیا میں کلفت چھا گئی کیا ایسی آفت آگئی
 اس نکرین آشفٹہ سر بیٹھا ہوا تھا اپنے گھر
 تھے علم میں جو بے بدل تھا وید پر جنکا عمل
 تھا رستہ جنکا ہر سخن جو کفر کے تھے بیچ کن
 رو غلط انبات حق تھا رات دن جنکا سبق
 دنیا میں شرت جنکی تھی لوگوں میں عزت جنکی تھی
 یکتا فرزند اہل دل مرشد خداوند اہل دل
 صد حیف وہ مرشد زری دنیا و دن کیل بے
 دنیا سے اچھا اذکا جی پر لوک کی سدھ آگئی۔
 بدست طالب حق کرتے تھے حق سے اصل چو گئے
 بنے سنی جب یہ خبر سنا کر اہل خاک پر
 غشیر سے آیا ہوئیں ہوئی ندایہ گوش میں

ہر کوسے و برزن میں ولا کیون آج ہر ماتم ہوا
 کیون چرخ نیلی پوش ہر کیون عدہ و حیلار ہوا
 کیون کانپتے ہیں نہ طیق جلیتی ہر کیون صرصر ہوا
 کیون چشمِ ابریز میں ہر سیلابِ شاک خون بھرا
 ماتم کی کیون پوشاک ہر سوسن نے ہنسی بر ملا
 کیون دین پہان درد ہر کرتے ہیں کیون سچ و گجا
 باغ زمین راغ فلک کیون چوکا عالم چو گیا
 ہر مثل آہِ صجدہ افسردہ کیون باوجود صبا
 کیون عرش سے گری تلک برپا ہر شور و جزا
 تقدیر کیا دکھلا گئی کون اس جہان سے چل بسا
 ناگاہ ہو چکی یہ خبر اک شخص نے مجھے کہا
 بیشکل تھے جو آج کل کوئی نہ ثانی جنکا تھا
 تھے وقت ہر علم و فن نہ رہے جو تھے پیشوا
 وید کا مضمون ادق تھا جنکے دل پر کھنکھلا
 مصروف بہت جگہ تھی بہبود عالم پر سدا
 سوامی دیانند اہل دل مرشدِ علیم و یار سا
 اس غم کو کوئی کیا کہے نازل ہوئی کیسی بلا
 چھوڑا لباسِ زندگی پونچے سے ملکِ بقا
 چچے جہان میں آپکے باقی رہے و احسرتا
 پاکار ہا نہ ہو شر سر یہ حال اتر ہو گیا
 اس وقت غم کے جوش میں لکھہ شجر نوحہ غم فرزا

چون بدیدم سخن این گنج ادب
گفت ہانت آفرین باد آفرین

شد بدل پیدا ہوس تارخ را
کرد بہت ہرمت بر نحو بجا

قصیدہ در مدح جناب ستر ہرین صاحب بہادر کاکڑ ضلع علیگڑھ
کہ بفرمائش دوستے سمت ترقیم یافت

مژدہ اے دل کہ شگفتہ ہو آہمن گلزار
نوجوانان چمن بھیلے ہوئے پھرتے ہیں
باغ کے صحن میں سبزہ کا بچھا ہوا تالین
غنیہ نے زیب بدن کی ہر قبائے زرین
دلکو بھاتی ہر بہت ابر کے جھم جھم کی صدا
رقص کی بزم ہر رقص ہر غنیا گرسرو
بسکے ساقی لیے پھرتا ہر سپاہ لالہ
گو یہ سب کچھ ہو مگر ساتھ میں ہر اسکے زول
اسکے نزدیک ہر کیا جسے گلستانِ کرم
بحرِ اکرام و سخا رونقِ جاہ و شہرت
نام نامی ہر بہ عنوان ہرین مشہور
بوسے اخلاق گراہی کا اثر یہ دیکھو
انتظام اسکا وہ عجزہ ہو کہ جبکے ڈر سے
ہر ہر اک علم میں وہ رشک حکیمانِ جہان
ہر دعا یہ کہ ہو جب تک کہ بقا ہو دوران
جب تلک غنیمت تیار ہو کہ ہر چیخ بہ دور

رخصب آبِ باوخران ہو گئی اور آئی بہار
نغمہ عیش میں بلبل نے ہر کھولی منتھار
پرفضا انجمن عیش و طرب ہے تیشار
گل بھی باندرے ہوئے ہر سر پہ گلگاہی وشار
سائے کرے میں چلی آتی ہر پنچ کی بوچھاڑ
گلی شبو بھی ہر شنائی کو لبیکر تیشار
نیم مخمور جو کوئی تو کوئی ہر سرشار
ایک حالت پہ نہیں ایک گھڑی ہنکو قرار
اوسکا دیکھا ہو جو ہر نامور ملک و دیار
زینتِ باغِ کرم زیبِ گلستان و قار
و اب سامی سے ملا شہر علیگڑھ کو وقار
ہو گئی بیانیکی زمین رشکِ دو دشت تار
بید کی طرح سے لرزان ہیں تمامی اشعار
منکشف ہیں دل روشن پہ جہانکے اسرار
جب تلک گنبد گردانِ فلک کو ہو قرار
ہو یہ افلاک کا جب تک کہ ارض مدار

رہے تب تک مرا مدوحِ جہان میں موجود
چشم بہ بین حسودان میں کھٹکتا رہے خار

تاریخ تصنیف سوانح شگفتی لیلیا از جناب پندت نراین داس

سوانح لکھنؤ خوب بنی نراین داس نے برہمن ہن قوم کے نائک تماشے سے ہر شوق آج کل لکھا جو یہ عجیب شگفتی کا سوانح سحر فکریاں بن تھامین سرور غیب نے	جو کاشغلہ ہر تخلص نامور ہن صاحب کردی آہین صرف سبب عمر اور صد ہار و پیم دھوم بجلی مچ رہی ہر ارض کے لیے تاسما کیا ہی خوب اچھا بنایا شگفتی کا نائک کما
--	--

تاریخ تصنیف رسالہ تشریح النجوم مصنفہ جناب مولوی بہادر علی صاحب مدرس گورنمنٹ اسکول بدایون

نشی بہا در علی طاق بعلم ڈرائے غوامض فن نجوم عرب لکنا سربا غمتش غبار حرامان شد جملہ دقائق نہائی مکشوف جستم در سرور شمس سال ہجرت	بنوشت رسالہ کہ طاق سنت زجبت در سلک زبان عجی خوب ہر سفت از عرصہ خاطر ہنر جو یان رفت گردید عیان تمام اسرار ہفت تاریخ و لقب ضروری النجوم بگفت
--	--

ایضا

عالم علامہ کی تاسے زمن نازش علم و کمال از ذات او پیش او جملہ غوامض منکشف ہست امام عہد خود در علم ضر گوے در علم ادب تنہا نبرد چون بہادر با علی سازی ہم خوش نوشت این نسخہ در نجوم شاهان راشد و آزاد و حصول	آنکہ ہست او علم را بدرالدجا اقتارے از وجودش فضل را نکتہ سربستہ اورا پیش پا ہم بفن نجوم ہست او مقتدا در اصول حکمیہ ہم پیشوا نام نامیش شود زان رونما در زبان فارسی با صدف صفا حاصل آمد طالبان را مدعا
---	--

فکر تاریخ میں تحائف کنگان
تیر تھو نکا ہر خوب ہر اس میں بیان

جب پسند آئی یہ کتاب و سحر
کہا ہاتھ لے پون زر و طرب

ایضاً

کہ جبکہ بڑھے یہ حال سنجل کے تیر تھو نکا سبھی بیان ہر
نبوت جگہ نہیں کہیں ہر وہ بات اس میں بھلا کہاں ہر
پڑھا کہے کو صدق دے ہن میں اس واسطے زبان ہر
کہ جبکہ بھل کر کش کا ہر پانا نتیجہ کیا نجات جان ہر
علیم و دانایم و کجا التیق و علامہ کتبہ دان ہر
جو ہر کھان میں کہ کجا جان تو ملین بھی عسی مان ہر
زمانہ بھر میں ہر اکی نہرت جان تمام کامیج خوان کر
سرور ش غیبی یہ بول اٹھا فیوض بخش جہانیاں ہر

چھپا رسالہ عجیب خوب و دلکش نفس و نادر
ہر ایک چاہے مستند و پراونکر اس میں سحر برہن حوالے
شا کے یہ سکاویسے حق و گوش سخنستہ ہن آدمی کو
جو تیر تھو نکا بیان ہر اس میں او خود یہ پوچھتی ہر ایک تیر تھو
مصنف اس کے جو ایک پندرت میں نامور شہری نراین
جو ہر نجات میں مثل طاقم تو علم حکمت میں ہر غلام طاق
فقط محب کو نہیں یہ پوچھتی پسند آئی ہر کچھ نرالی
جوان تاریخ سحر و سحرانی خاطر سے میں پوچھی

تاریخ رسالہ مصنفہ جناب منشی سنگٹا پرشاد صاحب انسکریٹر کالیستھ سبھا
در خدمت فوق

یہ رسالہ چھپا عجیب و غریب
جو ہر پونج اب گئی ہر حد کے قریب
ہن وہ فرزانہ عقیل و لیب
مرض جہل و فسق کے ہن طیب
کتب پسند و وعظ کے ہن ادیب
ہو اسے عزت قبول نصیب
کرے مقبول اسے خدا سے محیب

شکر صد شکر خالق اکبر
فسق کی اس میں خوب ہر تفضیح
جنکی تصنیف یہ رسالہ ہر
نام ہر منشی سنگٹا پرشاد
پیشہ او نکا ہر بس ہر اسیت عام
یا خدا اس سے فیضیاب ہو خلق
صدق خاطر سے ہر مری یہ دعا

سال تاریخ طبع اسکا سحر
بول ہاتھ صحیفہ تہذیب

پڑھے جانے والے اسے لیکے وہ	جو ہو کوئی دل خستہ معرفت
بڑے سال تاریخ اور سحر یون	کہا دل نے گلہ بستہ معرفت

قطعہ تاریخ تصنیف محیط المساحت مصنفہ مصنفہ دیوان

لکھی مینے بیشل جب یہ کتاب	ہر اک اہل فن کو ہوئی دلپذیر
مرے دل نے اسے سحر فوراً کما	کہ تاریخ ہر نسخہ نے نظر

قطعہ تاریخ طبع و تصنیف بنو بایں لیلہ از جناب ششی نرائین صاحب
متخلص شعبہ

چھپی تصنیف شعلہ رام کی جہین ہر لیلہ	نہ کبھی حسنے ہوا آئنا کے دیکھے وہ بشر لیلہ
بیان جو کر گئے بین والیک و لکھی اس اول	ہوئی چو یون مین بربک وہ ناراین کی لیلہ
مجھے تھی فکر سال طبع اس دلچسپ نالک کی	کہا اسے سحر ہاتھ نے لکھو کیا خوب تر لیلہ

تاریخ تصنیف کتاب آئینہ سنہیل از پندت لکشی نرائین صاحب
سر رشتہ دار کلکٹری حراو آباد

تبفیل اس کتاب میں ہے	شہر سنہیل کے تیر تھو نکایان
جس کی یہ طبع کا نتیجہ ہے	ہیں وہ پندت یگانہ دوران
فضل میں انتخاب دہر ہیں وہ	علم مذہب میں ہیں فحید جہان
نیکو عنایت دل صفا طینت	محبس خلق و شیخ احسان
صاحب برع پارسا صورت	متقی پاک طبع با ایمان
فیض بخش جہان ہر ذات او کی	فن حکمت میں ہیں مسیح زمان
جیتے لکشی سے ناراین	اسم سامی شب آجکا ہوجمان
یہ رسالہ خود ایک تیر تھہ ہے	ہر تا اس سے شفیق جہان

سحر نمودم جو فکر از پے تاریخ سال

گفت بگویم سر و دست ز دنیا بربست
۹۸ ۱۲

تاریخ دیوان جناب نثی رام سہاے صاحب ڈپٹی کلکٹر بڑایون

خدا کی قسم خوب لکھایہ دیوان
کیا تا یقون پر یہ احسان نہایت
ہر شخص عاشق دل جلائے اسپر
بکس و لطافت چھپا چیت دیوان
پسند بہان تھا تو تاریخ اسکی

مضامین تازہ ہیں جبین فراہم
کون کیون نہ تسلیم تسلیم پیہم
ہر اک شعر میں ہر یکا سا عالم
ہوئی دیکھ کر طبع ایسی سرخسرم
لکھی ہیں نے یون نظم مقبول عالم

ایضاً

کیا خوب چھپایہ تازہ دیوان
تصنیف سے انکی ہی یہ دیوان
مست از جہان یگانہ دہر
ہو رام سہاے اسم سامی
دنیا میں بعیش و کامراتی
ہاتھ لے کہا کہ سحر اسکی

دھپ و خرد پسند و نادر
ہیں جو فن شاعری کے نامہر
مرد و کابر و اصاغر
تسلیم تخلص اون کا ظاہر
والم رکھے خدا سے قاور
تاریخ ہے تحفہ خواطر

ایضاً

شکر صد شکر خالق اکبر
یعنے دیوان و دم تسلیم
کیا مضامین کیا ہر طرز ادا
تو بھی ایسی سحر بے تامل و غور

کہ ہوا لطف او سکا سایہ فلک
چھپ گیا صاف و خوش خط و روشن
کیا ہر انداز کیا انوکھا پن
لکھ دے تاریخ نور چشم سخن

تاریخ تصنیف سالہ در فراغ نثی محمد حسین صاحب سید پوری

فراغ بن لکھا سالہ یہ خوب

پڑا راز سہ بیتہ معرفت

<p>تو جاکے خلد میں ہی ہم ذرا بہل جاتے ادب سے کوچہ قاتل میں سرکے بل جاتے کہ آنکھ طوطے کی صورت میں چٹ بدل جاتے کہ خالی ہاتھ بہن صاحبِ دول جاتے تو خون گرم سے بغونکے پھل بھی پھل جاتے جو آہ گرم بھی کرنا تو بس گھل جاتے پہونچکے خلد میں کیونکر نہ ہم پھل جاتے وہاں مار میں بھی ہم جو بے اہل جاتے رقیب شانہ سے شانہ جو بہن مل جاتے</p>	<p>جو ہوتے عزمین اونکے سے کچھ بھی باز واد یہ آرزو ہی کر رکھتے نہ پاؤں ہم کی کش کروں تو شکوہ پر او نہیں نہیں و فاسطی مال ایک ہر کر امیہ و مفلس کا یہ وہ ہر جنوں کی حرارت جو فوج ہوتا میں ہمارے رولنے سے کچھ آگیا اتحاد میں گداز کہاں تھی کوئے بٹان کی سی آئین آٹ ہوا یقین ہی چشمہ حیوان کا بخشا وہ اثر اشارہ ہی یہ مرے پاس سے اٹھائے کا</p>
--	--

جو ہوتے زندہ کہیں غالب آجکل ای سحر
 تو اونے بیٹے کو ہم لیکے یہ غل جاتے

تاریخات

تاریخ تصنیف تذکرہ شمیم سخن از صفابد اونی

<p>کیا عمدہ ہو تذکرہ صفا کا منقوہ حروف میں ہر تاریخ</p>	<p>نایاب کلام کل ہر ای سحر بے خار و خزان یہ گل ہر ای سحر</p>
--	---

تاریخ وفات سید عابد حسین صاحب

<p>دارِ فنا کو چھوڑ کر ملک بقا کو جست گئے سال وفات کی محبتے فکر تھی سحر ناگمان</p>	<p>سید عابد حسین اہل کمال و ذوی خود بافت غیبیے کہا۔ داخل حناء ابد</p>
---	--

ایضاً

<p>سید عابد حسین آنکھ نکو مرد بود</p>	<p>دارِ فنا را بہشت سوے بقارہ جُست</p>
---------------------------------------	--

جو غم سیر معنی ہو سبک ہو بار دنیا سے
اسٹھالے زندگی سے ہاتھ اگر ہو مل کا لپ
گزر جاتے ہیں روز و ریل جھٹ پٹ کس طرح لیکن
جسے شہرت کی خواہش ہو رہو گناہ میں
دہن کا راز تو کچھ سمجھ میں آ بھی جاتا
جو آہ گرم کھینچوں موسم کروں سنگ و آہن کو
کروں کس طرح غم کی دستانِ غم بیاں دس

کہ سر پر فوجہ ہونے سے سفر مشکل سے ہوتا ہے
کہ بے سرو دینے کے پر قلمہ سہ مشکل سے ہوتا ہے
میسر ہجر میں وقت سحر مشکل سے ہوتا ہے
کہ شہرت چاہنے سے مشہر مشکل سے ہوتا ہے
وہ مفہوم مضمون کمر مشکل سے ہوتا ہے
مگر اس آہنیں و لمین اثر مشکل سے ہوتا ہے
مطلوبہ ہی یہ قصہ مختصر مشکل سے ہوتا ہے

بے جرم و خطا کر قتل ہرگز سحر مفتون کو
کہ پیدا عاشق اسی پیدا اگر مشکل سے ہوتا ہے

جو میری نعلی کو پاؤں تلے وہل جاتے
جو دور چرخ سے باہر کین نکل جاتے
مری زبان سے نالے اگر نکل جاتے
جو تھکھٹ کے کسین دو چار اپنے چل جاتے
ہمارے قصہ سنو درد و کاف رے اثر
خطا ہوئی جو خطا کر کے انکو ٹھہرے ہے
جو کچھ گزرنی ہو دل پر گزرنی چاہے کین
جو منہ سے کہتے ہیں مرد اسکو کر دکھاتے ہیں
جلاتا خوب ہی میں بھی بڑا مزا ہوتا
مرض میں عشق کا آب نفع کیا کرے پر میر
موافق اپنے جو ہوتی ہوا کے کشور عشق
ہمارے چٹوٹے چشمے ہیں سخت طوفانِ خیر
نہر ہتے نہر ثابت قدم کبھی زاحد
فنا تو ہو چکے مٹی ٹھکانے لگ جاتی

تو بعد مرگ ہی اومان کچھ نکل جاتے
تو زندگی کے مرے کچھ دن اور ٹل جاتے
تو کوہ طور کی صورت فلک بھی جل جاتے
تو جان زار کے ارمان سب نکل جاتے
کہ جیسا چھڑتے ہی ذکر وہ ہیں جل جاتے
اسی میں خیر تھی اسوقت وائے ٹل جاتے
وہ آج ہی نہ چلے جائیں کیوں ہیں کل جاتے
نین ہیں مرد جو ہیں قول سے نکل جاتے
ازل کے دن مرے انکے جو دل بدل جاتے
جو ابتدا سے سنبھلتے جو کچھ سنبھل جاتے
کسبے سا یہ میں ہم بھی غریب ہیں جاتے
ذرا سے صدر سے بیخ جہن او بل جاتے
جو روئے صاف ذرا دیکھتے پھسل جاتے
ہماری خاک کو گر کاش وہ کھنڈل جاتے

تقدیر میں ہیں میں چشمِ گودہ دور رہتے ہیں یہ دیکھو دیکھنے والوئی اکے در میں نکلی

عزل سر سبز کیا ہوا ہیں کیجے لاکھ گو کاوش
نہایت سنگلاخ اس سحر کچھ یہ تو زمین نکلی

کوشش سے ترے وصل کی دولت نہیں ملتی
گر حسن نہوتا تو یہ ثروت نہیں ملتی
گھر آنے کو جنت میں لے کہا یہ ہی کیا عذر
ہر عجز ہی انسان کی توقیر کا باعث
گل کو ہر عبت تجھ سے مساوات کا دعوے
اپنا ہی کھڑا چکے وہ جائیں تو جائیں
اب عہدِ یاد و گمانہ دل آئندہ کس کو
پیدا کیے کیا کیا ہیں حسین قدرتِ حق نے
انکار نہیں وصل میں غیر و نئے ہر تم کو
نالہ جو کیا میں نے کہا زور سے چلا
کچھ کام سے فرصت نہ ملے تبت تو بجا ہر
اک بوسہ میں دل مانگتے ہو نفع کا کیا ذکر
منا نہیں جو زہرِ شبِ ہجر میں کھا لین
آتا نہیں کیوں پاس تو اس طغیانی برہن

دولت کوئی بی بار سے قسمت نہیں ملتی
عشاق پر کرتے کو حکومت نہیں ملتی
کیا کیجے مجبور ہوں فرصت نہیں ملتی
کچھ دور بہت کھینچنے سے عزت نہیں ملتی
زنگت سے تری خاک بھی زنگت نہیں ملتی
تلوار بھی کوئی دم رخصت نہیں ملتی
گر تم نہ سناتے تو نصیحت نہیں ملتی
اور ایک سے پھر ایک کی صورت نہیں ملتی
اور بوسہ کی بھی ہکوا اجازت نہیں ملتی
آہستہ تاری کی تری گت نہیں ملتی
بیکاری سے بھی بیان تو فراغت نہیں ملتی
لے تے میں تو بیان اصل بھی قیمت نہیں ملتی
معمول ہر شے وقتِ ضرورت نہیں ملتی
کیا اس کی کسی روز ضرورت نہیں ملتی

اس سحر جواب اوسکی میں عیاری کا دیدون
دل پھیر لون ایسی کوئی حکمت نہیں ملتی

یقین ہر آؤ عاشق کا اثر مشکل سے ہوتا ہر
بھری ہر میرے نظر میں یا تیکہ دست کی الفت
نظر کر آفتاب اپنے ہر جامِ او صورت میں
جو اس بد خو کو خط لکھوں یہ شکل پیش آتی ہر

بیانِ سنگدل کے دین گھر مشکل سے ہوتا ہر
کہ بعض غیر کا حسین گذر مشکل سے ہوتا ہر
وگر نہ مجمعِ شمس و قمر مشکل سے ہوتا ہر
کہ راضی جانے پر پیغامِ مشکل سے ہوتا ہر

کبھی جو حال دل زار عرض کرتا ہوں
ہزار طرح وہن کا عہد مہیوت ہوا
عبان پر قدرت حق جلیہ شو سے ارمال
کہا جوہن نے کہ مریا ہوں تو یہ ہنسکے کہا
وہ سمجھے آرزو سے دل کو کیا بتاوان
نہیں دہاتے اکیلے میں میرے پاس کبھی
نہیں کچھ اور تمنا قسم تمنا کی
ہر ایک کے حق میں ہو شہرت ہی باعث عورت

تو تندرست کے دو کتا ہر تندرست کو کیا ہو
نہیں ہو جو کوئی شہر ہو سکی گفتگو کیا ہو
فدا تو دیکھ یہ ہنگامہ چار سو کیا ہو
ہزاروں دبتے ہیں جان پہچانیک تو کیا ہو
جو جاننا نہیں دل کیا ہو آرزو کیا ہو
سمجھ گئے ہیں مرے دل کی آرزو کیا ہو
یہ آرزو ہو کہ وہ پوچھے آرزو کیا ہو
نہو جو حلق میں رسوا تو آبرو کیا ہو

مہینے مرنے کا غم عاشقی میں کراہی سمجھو
ہزاروں آہیں اگلے جان سے ایک تو کیا ہو

سدا طرزِ ستم تیری مٹی اوسہ جبین نکلی
عبث اک زخم ہی بن جسم سے جانِ حنین نکلی
جلاتی سب میں سے لیکے ناچرخ برین نکلی
شبِ صلت بھی حق میں اپنے روزِ آخرین نکلی
ہوئے ہم کیسے کچھ شرمندہ جا کر بعدِ مرگ اوتین
کسی نے شرمین جنوں کو کچھ ارمیہ جانب
ہوئے دامِ بلا میں ہم گر قرار کی الفت سے
چٹھا تیر نگہ دلمین جگر بھی ہو گیا زخمی
کھینکے توبہ ہر بات میں ہم نازین نکلو
مختاری شکل کا مفتون جو تھام کر چشت میں
دکھائی سیر کیا اوج فکرِ عرش فرسائی
مختارے جور سے ہم بھاگ کر زیرِ زمین پوچھ
گمان گذر کہ سرِ بابے سے ناگن نے نکالا ہر

کہ تھی کل نکلا تو جانِ بان آج تارواکِ حنین نکلی
ہوں بیانِ قتل ہو نکلی بھی لال سے نہیں نکلی
غضبِ چرسوز دل سے اپنے آہِ آتشین نکلی
اُدھر منہ سے نہیں نکلی ادھر جانِ حنین نکلی
جسے مجھے تھے کوئے باروہِ تلخِ برین نکلی
کہ نکلی حسرتِ دل بھی تو کچھ کچھ شرمین نکلی
مختاری زلف اپنے حق میں مارا نہیں نکلی
لگا ناوک کہین لیکن سنان جا کر کہین نکلی
چڑھا نکلو تھارے خوب چڑھا اوزارِ حنین نکلی
مٹی جو حور مجھ کو وہ بھی ٹم ہی ہی حنین نکلی
جسے سب سامان کہتے تھے وہ اپنی زمین نکلی
مگر وہ سرِ زمین بھی آپکے زیرِ نگین نکلی
جو گھوٹکے کے تلے سے اوکی زلفِ حنین نکلی

دل ہوا مثل تمہاری زلفت پر جوش پر ہی خون کیون برصید کا ہی نظر انگیا کی چڑیا پر مری صبح ہو غم سفر اوس شوخ کا	دام کیو میں شکار آئے کوہی کیا وہ کچھ بہر شکار آئے کوہی خوب چنگل میں شکار آئے کوہی کل مسدق جان شکار آئے کوہی
---	--

کدو دربان سے کہہ کر دے طلوع آج سحر جان نثار آئے کوہی	
---	--

جو مہربان کہیں وہ رشک ماہ ہو جاوے جوانی شعلہ نکلن برق آہ ہو جاوے دو چار گرمی اون کی نگاہ ہو جاوے کرین سفید بھی گھر کو مرے اگر معمار شب وصال کی آئی ہین یاد یوں یابین جو باؤں آجکی شب اون کی بزم میں تنہا یہی دعا ہو کہ اسخام ہو بخیر مرا نگاہ لطف جو غیروں پہ ہی تو بہتر ہے ترے عتاب کے لذت سے بہتر ہے زمانہ ٹم پہ ہر غش کیا عجب جو ہنر کے دن مے بھی خور جو زاہد کو حسلہ دین جا کر	تو یہ گدا بھی کبھی بادشاہ ہو جاوے نوکاخ چرخ بھی جگر تباہ ہو جاوے تو سب معاملہ پھر ویراہ ہو جاوے تو دود آہ سے فوراً سیاہ ہو جاوے کہ خواب میں کوئی جیون بادشاہ ہو جاوے تو مجھ پر غیر کا کاش اشتباہ ہو جاوے خدا کرے کہ بیٹوں سے نباہ ہو جاوے کبھی ادھر بھی کرم کی نگاہ ہو جاوے کہ آج بھی کوئی مجھے گناہ ہو جاوے مرا گواہ تھا راگواہ ہو جاوے مرا بیوان جو اسے صفحہ تباہ ہو جاوے
--	---

نیکو سحر وہ مضمون طبع عالی سے جہان میں جسے سبب واہ واہ ہو جاوے	
---	--

ہمال و حسن بختان تیرے رہبر و کیا ہو کیسکی سننے نہیں آپ کچھ یہ ہو کیا ہو رکھے نہ انش جو خیر سے وہ گلو کیا ہو نہدا ہو خلق ہی انداز کیا تبسم کا	دلہ پری ہی حور ہر اندھا جانے تو کیا ہو کون تو کس سے کہوں دل کی آرزو کیا ہو نہ زیب دامن قاتل ہو وہ لہو کیا ہو جہان نثار ہی یہ طرز گفتگو کیا ہو
---	---

<p>بجز اُنکے ہر اک اہنی خود مادے سے ہی ہو جانا میں ہوں مثل وحشی تم زمانے کے ہو ہر جانی تمنا ہے نہ لے لیتا دیا وہیں کبھی یہاں سے خط اغیار میں لکھ کر شاید نام کو میرے ہو خون ایک دم میں عمر بھر کی آرزوؤں کا مرسول کیطرت تیرے نگاہ ناز آئے دو نہیں میرے آقا تم لہر بہت دلدراؤ ہیں تیرے اجل اس بیکسی میں تو ہی آجا میری صحت کو جلد گاہِ بحر میں بھی دل سوزان تیرے قرب ہمیں اک بوسہ دیکر فکر کیا دلین ہوئی پیدا</p>	<p>نہی دیکھا گیا ہر قاعدہ سائے زمانے میں مجھے بڑے موندتے ہیں نہت میں تھوڑے میں نہیں معلوم اکثر کیا ہے قہقہے کے آئے واسے میں دقیقہ کون چھوڑا آجے میرے سٹائے میں بے مدت میں گھر لگتی نہیں کچھ دیر ڈھانے میں خطا کرنا ہی تیر انداز کب اپنے نشانے میں سیا بہہ برقم بھی کیجیے بیکر خزانے میں توقف ہر ابھی دو چار دن کا اُنکے آنے میں نہیں کچھ شمع کی حاجت ہمارے خیال میں غضب کیا ہو گیا کیا آگیا دھکا خزانے میں</p>
--	--

لکھی عمدہ غزل یہ سحر منجے واہ کیا کہنا
بدایوں میں نہیں کچھ نامور ہو تم زمانے میں

ردیف یا سی تسمائی

<p>غزوہ ہمدانی آج یار آئے کوہی اُنکے جو بن پر او بھار آئے کوہی بلبلو وہ گلزار آئے کوہی غش مجھے کیوں بار بار آئے کوہی ترج من وہ گلزار آئے کوہی جب وہ اسی پروردگار آئے کوہی کیوں نہ میں نے کو مجھوں زندگی کیوں ہر حیرت دیکھ مجھ کو بدحواس پھر تیرے ہجران نے کی بخشش شروع</p>	<p>وقت حد انتظار آئے کوہی سرو قامت میں انار آئے کوہی آج گلشن میں بہار آئے کوہی دل کہیں بے اختیار آئے کوہی بیقراری میں قرار آئے کوہی آج ہی آندھی غبار آئے کوہی نفس پر وہ گلزار آئے کوہی غش ابھی دو چار بار آئے کوہی پھر وہی مجھ کو غبار آئے کوہی</p>
--	---

جفا و جور میں تم اور ہم اس کے اٹھانے میں
کوئی مشغول حق کوئی توبہ سے دل لگانے میں
شب وصال اس پر ہی نے مفت کھویا وقت فرا
قدیمی یار میں ہم غیر گردنے ہوا عاشق
منے گا کس شہید زینت کی تربت پر
نہ ویران کر مجھے صبا و امجد آگیا تیرے
خفا تم کو چھوڑتا ہوں بے مطلب نہیں یہ بھی
ہوا بالکل غلط دیکھو جو کجائی کا تھا اون کو
قضاوت پر تراکت اور نجد ابن کا دونوں میں
کیا شاہ جو اس نازک بدن اپنے ہاتھوں نے
زمانیکے سخی ہو سن کی دولت کٹاتے ہو
اسی میں ہو گی کچھ حکمت کہا ہو جد اس سے
ہماری کیا نہیں وہ منہ لگے اغیار میں اُنکے
خدا سے دل لگا کر تجھ کو حاصل ہو چکا زار
بیان اجل اور رضا بھی اونکی نہیں جانی
جھپک جاو جو تم سے آنکھ اپنی کب یہ ممکن ہو
شب وصال میں قبل از وصل ہی ہم ہو گئے بخود
در دولت پر جہدم آپ فرما میں حاضر ہوں
بہت مدت میں آئے ہو بھی کہتے ہو جانے کو
جو مینے باتوں ہی باتوں میں بوسہ لے لیا اُنکا
اوٹھا کر شاخ گل کو ایسی حالت ہو گی اونکی
کبھی وعدہ نہ اُس بعد عدلے پورا کیا ہم سے
صفت نرگانے آگے ہم سے سینہ سپر کیسے

ہم اور تم دونوں میں مشورہ تیا میں نہ کیا
نہیں کچھ ایک ہی فکر کے نشان زمانے میں
کبھی ہر مل گئے میں کسی رخصت بنانے میں
بہت کچھ فرق ہر صاحب نے میں اور ہر یار میں
طلاکاری کیوں کی ہر فلک کے شامیہ میں
بجز مشت خن خارا اور کیا ہر آشیانے میں
مرا طہا ہو کیا کچھ آگے آنکھیں دکھانے میں
بٹھا مینے دیا جہدم آنکھیں آئینہ خانے میں
گلو نیکے کھلکھلانے میں بھارے مسکرنے میں
لگا ہونے نرا کت کے سبک در و شانے میں
جہاں نام کا بھی کوئی پسہ ہر خزانے میں
نہیں مے مے کی جا خدا کے کارخانے میں
صدا طوطی کی مستاکون ہر قمار خانے میں
جو پایا ہر فراخ نے جوئے دل لگانے میں
بیان جانی ہر جان اور دیر بھی ہر نکلنے میں
لڑانا ہوا اگر کجیا ہن ہم آنکھیں لڑانے میں
نرا پایا یہ دل لے اُس پر کیے کسانے میں
مال ہر اگر کچھ آگے گھر میرے آنے میں
یہ آنا کیا ہر آنے میں یہ جانا کیا ہر جانے میں
تو بولے ہر ہی تو عیب کی ترنہ لگانے میں
کیو جیسے محنت ہوتی ہر نگہ رٹھانے میں
کبھی حیلہ میں رکھا اور کبھی ٹالا بہانے میں
سپر بازی میں ہم کجیا ہن وہ ہر چھی چلنے میں

جو نکلی آہ وہیں سینہ چاک کر ڈالوں
 ہنوز ہر ہوس کا لٹون وہ لیب شیریں
 نہ رنجِ حسن سے کچھ کہ کا حکایت غم
 ہزاروں صدیوں پہ آئی نہ اُن کبھی لنگ
 خدا پر بیکل خوش لمحہ گفتگو بہ ترے
 تمہارے چہرہ پہ ہر شام کو شفق کی بہار
 تمہارا چادرِ ذوقِ چشمہِ حلاوت ہے
 عدم کے بھید کمر سے ہیں اُنکی وابستہ
 ہزاروں گالیان دیکھ نہ بے سببِ صاحب
 شبِ صال ہم اور وہ عجب طرح لپٹے
 جگر میں لگتی ہر ہر بات تیرے مانند
 سوال پوسہ کا کرتا ہوں جب میں ضعیف
 حرام محو کو جو پھر کیسے شمعِ حبی منظور
 فغان کا اُف رے اثر گرم بل بے نورِ شاہ
 حسد نہ کرتے مری تغر کوئی پر حاسد
 نہ مانگے پانی بھی کاٹے جسے بدین جان
 چھپاؤں عشق کو کیا میں بھلا جیسے کیونکر
 اوجاڑ گھرِ ستم اس قدر تہ کر سب باد
 کبھی جو جانبِ کعبہ منہ اٹھ بھی جاتا ہوں

ادکھا لٹون جو فغان کو بے زبانِ منہ میں
 اگرچہ دانستو کا باقی نہیں نشانِ منہ میں
 شبِ صال رہی منہ کی دہستانِ منہ میں
 کیا یہ ضبط کہ گویا نہیں زبانِ منہ میں
 یہ برگ گل ہو کوئی پاکہ ہر زبانِ منہ میں
 مہی ہر دانتوں پہ سُرخ زنگ پانِ منہ میں
 بھر لے پانی نہ کیوں دیکھ میرے کجاں منہ میں
 رموزِ غیب کے اسرار ہیں نہاں منہ میں
 زبان بھلے میرے بھی ہر زبانِ منہ میں
 کمر میں ہاتھ بغل میں سہرا زبانِ منہ میں
 زبان ہر کہ تمہارے کوئی کمانِ منہ میں
 بگڑنے لگتا ہر کچھ لکے وہ جوانِ منہ میں
 ذرا سی ڈال کے کیسے تو امتحانِ منہ میں
 پڑے ہیں آبلے ایک کمان کمانِ منہ میں
 انہی کاشِ منوئی مری زبانِ منہ میں
 وہ ہر رکھتا ہر افسی آسمانِ منہ میں
 جو بڑھکی ہو زمانے کے دہستانِ منہ میں
 لیے پھرون جو خس و خوارِ آستانِ منہ میں
 طمانچہ مارتی ہر اُلفتِ بیانِ منہ میں

کچھ اور پڑھے ابھی سرِ آبدار اشعار

نہ بند رکھے زبانِ گہر نشانِ منہ میں

نہیں ثانی تمہارا آج کل کوئی اُڑ پالے میں
 تو ہم بھی ہیں وحیدِ عصرِ رخ و غم اوجھانے میں

جھانپنا بکین میں حیلہ ساز میں بہانے میں
 اگر ہیں آپ کیتا جو کرنے میں ستانے میں

مٹھ سے کہدوں کہ دکھا بیگو کا لون ل سے
ہر مین زندہ را کوئی نہیں اسکا جواب
ہر یہ ہیرت کہ ہوا مثل کہانے یہ نمود
نہ کیا اس بُت عیار کے کچھ دل میں اثر
قول ہو متفق فعل یہی لازم ہے
روکتا ہر مجھے جانے سے تمہارے درگاہ
بائیں نہیں خلوت میں نہیں کچھ معلوم
کیون انا الشرق کا ہر دم کرو نہیں دعو
اللہ اللہ ری نزاکت نظر آیا نیل
اشک سے کرتا ہوں خاندہ میں چہر کاو
بعدِ مردن بھی ملے حور تو کچھ دور نہیں
تھا دستان میں بھی مجھ کو سبق عشق کا درس

پوچھتے کیا ہو کہ کیا ہر تر سے ران دلیں
کس قدر اونکو لگا کر ہوں پشیمان دل میں
دیکھ کر آئینہ وہ سخت ہیں حیران دلیں
اپنی تقریر پہ کتنا تھا میں نازان دلیں
وہی مٹھ سے کہے کتنا ہو جواں دلیں
کچھ سمجھنے ہر گاہ آپ کا دربان دلیں
بدگمان ہو گیا کیوں مجھے وجہ ان دلیں
عکس افکن ہر خیالِ مرغِ تابان دلیں
جب آیا بوسہ نعل لبِ خندان دلیں
ناوہ تکلیفِ ناپا میں مے سوزان دلیں
ابتدا سے ہر مے شوقِ حسینان دلیں
مصحفِ رخ کو سمجھتا تھا گلستانِ دل میں

سحر بیکل لکھی تو نے غزلِ جن تو یہ ہے
کرے انصاف اگر کوئی مستندانِ دلیں

ہنوز ہر مزہ تشہد کا نشان مٹھ میں
قیامِ رشتی ہر مہر سے ہی جاودان مٹھ میں
وجود کا ہی عدم کا بھی لگان مٹھ میں
نہیں ہر ایکے لعلِ شکر نشان مٹھ میں
وعاین و جاوہ قاتل کے دست و بازو کو
جو بھر زلفِ گرہ گیر میں کیا نعرہ
ہر آنکھ ایلے دیکھا کرے جمالِ صنم
فقط یہ ایک بہانہ ہر دو دلیان کا
ہمیشہ ملتی ہی رہتی ہی تھی کی صورت

رہی جورات کیسی غم سے زبان مٹھ میں
بنالیا ہی مگر آہ نے مکان مٹھ میں
نکالتے ہیں عجب مجھے لگتے دان مٹھ میں
کھلے ہوتی ہر مٹھائی کی اک کان مٹھ میں
دہانِ زخم کے ہوتی اگر زبان مٹھ میں
جگر سے آگے گرہ ہو گیا فغان مٹھ میں
بیانِ حسن کو خالق نے دی زبان مٹھ میں
ہوا ہر جمع مری آہ کا دھوان مٹھ میں
مخارمی دم کو بھی ساکت نہیں زبان مٹھ میں

جان آفت زدہ کو اور شکر بنکر
 آبرو پائی ہو آنکھوں نے سمندر بنکر
 کیوں ستم کرتے نہیں آپ شکر بنکر
 لب کو چومارے آخر لب ساغر بنکر
 ہوئی حاصل ہیں معراج پیر بنکر
 قمری کہتے ہیں کبھی قدر سے صنوبر بنکر
 طائر جان ہر کر بستہ کبوتر بنکر
 عقد پر دین نے ترے ماتھے کا جھومر بنکر
 آئے وہ بیت نہ مری قبر پر کوئکر بنکر
 کسی مفلس کا بگڑ جانا ہو جیون گھر بنکر
 غیر کجست مری جہانی کا چٹہ بنکر
 آج تو بگڑے ہو کچھ میرا مقدر بنکر
 واہ منہ دیکھنا یوں داوڑ محشر بنکر

آج آئے ہیں بہت کچھ وہ سنور کر بنکر
 گرم بازار جب گرا ہوا جگر بنکر
 رحم تو رسم ستم کو بھی ترستے ہیں ہم
 مر کے بھی خاک سے اپنی نہ گئی الفت لب
 اپنا خطا آپ ہی لبیک ترے کوٹھے پہ گئے
 رخ سے گل بنکے مجھے دیتے ہیں لبیل کا خطا
 ہی ہوں اسکو کہ لیجا دن میں ہی نامہ شوق
 رات دی عالم تشبیہ میں کیسی تشکین
 کہتے ہیں ہو وہی بگڑی کا بنائے والا
 اُنکے وعدے مگر نے سے ہوا اپنا چال
 اُنکے پہلو سے ذرا دیر کو ٹلنا ہی نہیں
 راستی پر نہیں آتی نہیں آتی ہرگز
 ایسے قاتل کی حمایت کی سماعت ہی نہیں

پانوں رکھنا ادا ہے کبھی ہر گز ای سحر
 کو سے قاتل میں گیا میں ہم تن سر بنکر

روایتِ نون

خار رکھنا ہو مرے دل سے گلستانِ دلین
 رہ گیا اُسکے ترے تیر کا پیکانِ دل میں
 نیش زن ہو خلش خار مغیلانِ دل میں
 ڈھونڈھ لیتے نہیں کیوں گبر و مسلمانِ دلین
 دیکھ سب رنگے باقی مرے ارمانِ دلین
 کچھ تو کہہ جسے کہ کیا ہو ترے ارمانِ دلین

کھائے ہیں گل تری فریقین میں بانِ دلین
 تیرا خواہاں ہو کیوں قتل سے شادانِ دلین
 جاگزیں جسے ہوئی الفتِ مرگانِ دل میں
 کعبہ و دیر میں کرتے ہیں عیش اُسکو تلاش
 آئے وہ خواب میں تو بھی گیا اذکا حجاب
 یہی ارمان ہو دلین کہ وہ مجھے پوچھے

کیا خوب کہ بجرم مجھے کل تو کیا نقل
 و لہین مرے داخل ہوئے بیانی و حرمان
 پیری کا بڑا ہو کہ یہ ہی ضعف بصارت
 ہر دم ہو نیا اک ہدف ناوک فرگان
 طوفانِ سرشک اپنا ہی فتح درِ حشت
 پیش آیا جو پیشانی میں لکھا غمزہ
 سرگرم سراندازی ہی قاتل تری ابرو
 قاصد تو بچھا آیا مگر آشفستہ درون ہی
 پایا ہی کسیکے لب شیرین کا جو بوسہ
 بٹھلائی گئے برین تجھے بافر کے اوٹھینگے
 ساتی ہو شبِ ماہ ہی بی جامِ سپاہی
 کل تو مرجان آپ نے وعدہ نہیں ہر ٹالا
 بیجا نہیں ایو رشکِ پری جو رکھون گر
 کب کم ہو شہادت بھی حیاتِ ابدی سے
 سہ تن سے جد کر کے دیادخ جگر پر
 ہر ماہ شبِ مادہ چڑھا باہم فلک پر
 تنقل ہو ترا گھر کہ صفین ہوتی ہیں نیل
 محلِ خاکِ یزید کا سب عجب و تکبر
 یہ ہجر کبھی جان ہی لے لیگا ہماوی
 ہر روز قیامت شبِ فرقت کی درازی
 شاید جگر غیر ہوا وصل سے ٹھنڈا
 کیا بات ہی کل کا ہی ہمیشہ کیا وعدہ
 مرنے ہی جو ای دل تو گلا کاٹ کے مرجا

تکلیف وہی کی رکھی نعت مرے سراج
 افسوس ہوئے تاب و توانِ شہر بدر آج
 کل سے جو اُسے دیکھوں تو آنا ہی نظر آج
 کل دل ہوا زخمی ہوا مجسروح جگر آج
 دیوارِ جان کل تھی وہاں ہو گیا در آج
 کیا پوچھتے ہو حال ہی کیوں زیرِ رنج
 سر ایک نہ رکھیں گی پشیمینِ دُستِ آج
 کیا بات ہی کہتا نہیں جو خبر آج
 پھینکا ہی نظر میں دُہ قند و شکر آج
 بیٹھے ہیں ترے در پر سربراہِ بکدر آج
 کچھ پرشِ محشر کا نگر خوف و خطر آج
 فرمائیے لیکن کہ ہی کیسا تیرے نظر آج
 ثانی نہیں دنیا میں ترا کوئی بشر آج
 حاصل ہوئی جان دیکے بہنِ عمرِ گرا آج
 ہاں ہو گئی آبِ مہر بھی اس فیصلہ پر آج
 ہر بات کو تب کوٹھے سے تو بھی نہ اُتر آج
 اوٹھ جاتی تری آنکھ ہی ایو بارِ جدھر آج
 مانا یہ کہ حاصل ہوئے تھے شوکت و فر آج
 مرجا بیٹھے کل بیٹھے قسمت سے اگر آج
 سو سال میں ہو دے تو ہوئی گویا سحر آج
 ہونا نہیں بیوہ مرے درِ جگر آج
 مجھ سے کبھی نکلا ہی نہیں تیرے نگر آج
 جو کام ہی کرنا تجھے آخرا دے کر آج

اب و گیتنا ہو جاتے ہیں افلاک کدھر آج
 وہ غدر ستم کرے کو آئے مرے گھر آج
 کیا جاں سپر کے ہوے دستا میں سپر آج
 ہر وصل کی شب محبت و تکرار نکرا آج
 دل پر ہی رہی آپ کی دُور ویدہ نظر آج
 کس طرحے فرقت کی گردن رات بسر آج
 موجود ہی وہ رشک و شمس و قمر آج
 آج نظر کر ہی دیا بتے بگرا آج
 ہم ہاتھ اٹھا لینگے وناؤں گے اگر آج
 ہوں جامہ تہ بہرین شہیل خوشی سے
 عالمِ ستا خلق کو ہر روز جزا بھی
 کل ہم سمجھے کہ رہتا تھا حراج اپنا نکاب پر
 تھا پردہ نشین وہ تو ہمیں بھی تھا عشق
 کیون باندھے ہیں آپ پر تزل یہ کئے
 ہر فرق پس و پیش کا سب ہو گئے عدم
 مینواری تو جو بونے لگی نہ امی محسب اپنی
 مینا نہ میں جا کر چپے رندو کے ستم سے
 کل تک تو مزاج آج کا تھا صلح یہ ہم سے
 میں نے کہا مر جاؤ نکاح و فرقت میں کس دن
 جو افسیر شاہی سے سرفراز تھے کل تک
 شاید کہ بس اب آگے کچھ دن مرے اچھے
 غبروں پہ نہ کیوں آج ہر فردا سے نجات
 کل سے ترے بیمار کی حالت ہی دگرگون

طوفان اٹھانے کو ہر یہ دیدہ تر آج
 دکھلایا مرے بزدل اُلفت سے اثر آج
 کیوں اے شب سپر ان نہیں جتا ہی گھر آج
 تب بات ہر اس بات کی گر جاے ٹھہر آج
 اللہ کرے خیر نہ اٹھے کوئی شر آج
 بونی نظر آتی نہیں واللہ سحر آج
 ہر منزل افلاک کا روکش مرا گھر آج
 اس کے آگے ہوے کیا سینہ سپر آج
 بیکس کی طرح خاک پہ ٹوٹ گیا اثر آج
 لگتے پاتے نہ جھکو کین میری ہی نظر آج
 کل کا ہر اگر خوف تو اللہ سے ڈر آج
 تب ہم بین کہ ہر روز زمین پا ہر آج
 تپت پر جو چڑھا دیکھا گیا لے اتر آج
 کیا جھک سوجھنے لگے کچھ اپنی کمر آج
 ماں آج تو کل خیرت سپر کل تو پدر آج
 اللہ کا ڈر کل نہیں تو کیا ترا ڈر آج
 زائد کو نہ سوچا کوئی جنت اور مفر آج
 آنا ہی نظر ٹھنک مگر نو عدد گر آج
 کئے لگے کل جھکو جو مرنے ہی تو مر آج
 کھاتے ہیں پڑے ٹھوکرین وہ کا نہ سر آج
 خوش آپ سے پایا نہ کہی تنگو نگر آج
 آنا ہر وہ رشک خورِ محشر مرے گھر آج
 ادنیٰ خبر افسوس ہوئی تجھ کو خبر آج

روایت حبیب

جوشِ وحشت پر ہمارا ہر دل دیوانہ آج
ایک مدت بعد دیکھا ہو ترا میخانہ آج
ہے جو ہر گلفشان مجلس میں وہ جانانہ آج
ہر شب ہر آج اور اگر روز آنا ہو تجھے
ایک بوسہ کی تمنا رکھتے ہیں اک عمر سے
ہو گا نامِ بزم میں اس شمعِ رو کو دیکھ کر
کثرتِ عشاق سے رونق ہو حسنِ یار کو
حبیب ہو کرتا ہو کیا جہنمِ مشعبد انقلاب
ہو مروتِ حسین وہ امن ہو گویا آج کل
حالتِ دنیا جو پر سون دیکھی وہ پانی نہ گل
کیا ہی تھے بفکر کل تک عالمِ بالائین ہم
آج گھر جا بیٹے آنکے آگے جو کچھ ہو سو ہو

شمعِ بزمِ غیر ہو شاید کہ وہ جانانہ آج
ساقیا ہر خیرِ نعم کی بھر تو دے پیانہ آج
غیرتِ گلزار ہو مجھ زار کا کاشاد آج
ایو اجلِ مستِ دیر کر منفع ہو اچھا آنہ آج
صاف تم سے کر دیا ہو عرضِ گستاخانہ آج
کیا تعجب جل مجھے گر شمع سے پروانہ آج
ہو سجا عاشقِ کربن گریزاں معشوقانہ آج
کل تلک تھی جو گلہ آباد ہو ویرانہ آج
بیمروت جو کوئی ہو ہو وہ ہی فرزندانہ آج
حال کل دیکھا تھا جو کچھ ہنسے وہ دیکھا نہ آج
لاگ لگی آکر بیان ہی فکرِ آبِ پروانہ آج
دلین جو کچھ ہو وہ سب کہہ گئے بے باکِ دل آج

کل تلک ملتے تھے اس سے آج غیر و نئے سب

سحر کو ملنے کی تم سے کل تھی کچھ پروانہ آج

افسوسِ عدم کو ہو مرا عزمِ سفر آج
اک عمر کے بعد آتے ہیں مدتِ بین نظر آج
سر رکھ ہی دیا پاؤں پہ بخوفِ خطر آج
کل ہی کی طرح کل ہی کا پھر وعدہ نکر آج
کل ہمہ تن غیر و ن پہ ہر الفت کی نظر آج
ابو مرا ہاتھ تری چھائیوں پر آج
کہہ از سحر کی شمع آج

ہو بڑھو ٹھہر کے لانا کوئی مضمون آج
فرما بیے تو بھول پڑے آپ کدھر آج
واحد کیا ہم نے بڑا ہنر کہ سدا آج
ای غیرتِ خور آج ہی امرِ شکِ قرآن آج
کچھ آپ بھی ہیں خوب بھر کل تھے آدھر آج
حق یہ ہو ملا نخلِ محبت کا شتر آج
بولانہ سوزن بھی گیا وہ بھی ہو مر آج

نہیں تھے نہ ملے بسم اللہ آج کیوں وہ بگڑ گئے ہم سے مر گئے دیکھ ہم ترا انداز جب کہا تھے آئیے مرے پاس تم حسین ہو تو جانتے ہیں نصیب	ہر بتا دیکھے ذرا باعث یا آہی نہ کچھ کھلا باعث ہر تھا کی ترسی ادا باعث دو گھر کیلے لیے کہا باعث یسی باعث ہر اور کیا باعث
---	---

کر لیا کہا آپ کو تسنیر
سحر ہوں ورنہ اور کیا باعث

آج ہر ہم ہر ترسی زلفِ دو تا کیا باعث لوئے سخت جفا سے فلک اغوا سے قریب بند اوس کو چہ بین جاؤنگا کبھی پہنچے کہا میں کہا ہر مزاج اور کہیں کیا ہے منظر کی عبادت کا ہر تیرا ہمسار یرکے واسطے مزدہ کوئی لہجہ مانا ہے برے منہ سے ابھی نالہ کوئی نکلا تو نہ تیرا پر کرنا ہر مرے آج بھلے کی باتیں شعبہ سب حقیقت ہر شراب امی زاید دونا کسے کہا مجھ کو کہ ہر ضد پر مزاج لمبی چولی ہر منہ سلم ہر عفتی قیامی مح امین ہر تجلی ترے رخ کی ایسٹ مارعہ کھانا ہر الفت میں کسی گلہ کی کیا عرض گہوئے مشکین کو تمہارے دل و د	یا آہی ہوئی کیا بھر سے خطا کیا باعث میری وقت کے لیے ہو گئے کیا کیا باعث دلِ بیابان میں بول اٹھا کیا باعث غیر پر لطف و کرم مجھ پہ خطا کیا باعث نالہ کرتی زمین کوئی دو اور کیا باعث آج کیوں پوچھتے ہو حال مرا کیا باعث آسمان سر پہ بحث ٹوٹ پڑا کیا باعث دیکھ کیا کیا ہر سبب واسطہ کیا کیا باعث کیوں تو پیتا نہیں امی مرد خدا کیا باعث آج کیوں آپ ہیں سدا گرم دونا کیا باعث جھوٹ بیچ کچھ تو بتا دیکھے ذرا کیا باعث کیوں نہ ہم سمجھیں سمجھا بنا خدا کیا باعث کیوں شگفتہ نہیں تو آج دلا کیا باعث بیٹھے جھلاکے یہ لون سر پہ لاکھا باعث
---	---

سحر کس روز فروں حسن پہ مائل ہر تو
کیوں ہر لون روز تیرا حال ترا کیا باعث

تیرے وحشی کو کمی کیا ہو بڑے فکر لباس
 وصل میں دو نوں کی ہوتی ہر ترقی پہ نگاہ
 خط تو لکھتا ہوں مگر ڈر ہے کہ وہ ہونہ ملول
 تیری مٹی کی آواز اہٹ نہیں سوسن سے کم
 ناز اٹھوانے ہیں اور دیتے نہیں بوسہ کبھی
 دل خون میں ہمارے اسے آنے دیجے
 مانگتا ہوں سے نہیں آپ سے کچھ تو دو سنو
 کر دے لٹہ ذرا آپ کرم سے سیراب
 یا وجیب میں نے کیا سخری لب کو تیری
 آنکھ اٹھانے کو جو کتنا ہوں تو کتنی ہر چشم
 غم نہیں گر نہیں زرقوت کی کیا فکر ہیں
 باتیں کرتے ہو مگر آنکھیں جھکی جاتی ہیں
 یاس و امید میں کس طرح سے دل ہوا فرغ
 نزاع کو ہاتھ لگا یا تو بگڑ کر بولے

دامنِ دشت بہت دامنِ گسار بہت
 اونکو غصہ بہت آنا ہو مجھے پیار بہت
 کثرتِ شوق سے ہو جائے نظر ہمار بہت
 شوخ ہر گل سے تری سحرخی زخار بہت
 عاشقوں سے وہ لیا کرتے ہیں بیکار بہت
 خون کا پیاسا ہو تمھارا لبِ سونہار بہت
 دلت بہت آٹھ بہت باغ بہت ہار بہت
 آبِ بہنِ قیاب ترے نشہ دیدار بہت
 خون روئے ہیں مرے دیدہ خونبار بہت
 آنکھوں کس طرح بجلا ہیں تو ہوں ببار بہت
 غم دیا ہو ہمیں اللہ نے اسی بار بہت
 رات کو آپ رہے ہیں کہیں بیدار بہت
 تیرا ملنا بہت آسماں نہ دشوار بہت
 سر نہ چڑھ ہو شبنم رہ دیکھ خبر دار بہت

سمجھ کس لطف کا ہے تیرا سخن عالم پسند
 شہرِ خلق ہوئے ہیں سب کا اشعار بہت

ردیف ثامی مثلثہ

کچھ غرض وجہ مدعا باعث
 مجھے روٹے ہو کیوں بلا باعث
 اب کھلا یہ کہ جان جانے کا
 مٹنے چھڑا تھا کیوں بگڑنے نہ وہ
 میں انھیں چاہوں نہ یہ خود چاہیں

کیوں فقا ہو گئے ہو کیا باعث
 کیا خطا کیا قصور کیا باعث
 تھا سببِ لہجہ ہی تھا باعث
 خستگی کی ہوئی خطا باعث
 کوئی ایسا ہو یا خدا باعث

ای سحر نین جان کی اب خیر متھاری
آتی رہی گریو نین یہ پیہم شب فورت

شوقِ نثر کا تونہ تھا آپ کو زہنار بہت
دل خریدار کو اور دل کو خریدار بہت
سہر چڑھا آپ کے ہر طرہ طرار بہت
شیخ جی کیجیے زہد اپنا نہ انظار بہت
کیجیے ربطہ اغیار سے زہنار بہت
کچھ نہیں غم جو ہر جمعیت اغیار بہت
کیا ہر اک بات میں دکھلاتے ہو تلوار بہت
ناخوشی سے جو ملین بوسے تو سنو بھی کم ہیں
مر کے لجا بیٹے کیا قبر میں بھی ساتھ اپنے
قول کے ساتھ وفا ہو تو ہر تعریف کی بات
دیکے بوسے لب درخسار کے پھر پوچھیے گا
ہر مثل ایک انار اور ہزاروں بیمار
بک نہ جائیں کہیں بوسن کی طرح ڈریہ ہر
کچھ تو ہر بات جو تخصیص ہر تیرے گھر کی
سخت مشکل ہر کہ بیان رات تو کم باقی ہر
وہ سمجھتا ہر جسے تصفیہ باطن ہے
ایک ہی چلو میں کر دینی ہر آؤ سن کو
دیدوں اک نیم نگہ میں جو بھلا دل سی چیز
یاد قرگان منم تو بھی دکھا جو ہر کچھ
کروے اک عشوہ جان بخش سے دکھو سرور
آہِ مظلوم سے کر خون ستم سے باز آ

آج کیا ہی کہ نظر آتے ہو سرشار بہت
ہم کو مطلوب بہت تم کو طلبگار بہت
بیچ کھاتا ہی سہر گنج پہ یہ مار بہت
بننے دیکھے ہیں اجی ایسے تو مکار بہت
پاک طینت ہیں کم اور دہرین بدکار بہت
میں اکیلا بھی ہوں دل میں کو ای بار بہت
قل کو میرے تو ہی ابرو سے خمدار بہت
اور اگر پیار سے مل جائیں تو دو چار بہت
دولت و زر پہ جو مغرور ہیں زردار بہت
کچھکے یوں تو مر بجان ہوا قرار بہت
کہ مزہ کس میں ہر کم کون فرے دار بہت
دل مرے پاس ہر ایک اور طرہ دار بہت
خیر ہو جانے لگے ہیں سو بازار بہت
یوں تو سر پھوٹے کو شہر میں دیوار بہت
دل مشتاق میں باقی ہر ابھی پیار بہت
میں فنا عشق میں ای بوالہوس اسرار بہت
ساقیا تیز ہر نثر سے خردیدار بہت
واہ ہیں آپ ہی تو عاقل و ہشیار بہت
نوک کی لیتے ہیں صحرا میں سہر خار بہت
مان لے بات کو غم نے نکرا ی بار بہت
نہ شامیرے دل زار کو ای بار بہت

الشر سے سادگی کہ جو لیتا ہوں بوسے میں
کوچہ میں آنے سے کہیں آتے ہیں باز ہم
ظاہر میں بھولی بھالی سی صورت وہی مگر
بوسے عروس آتی ہر میلے لباس سے
گالی نڈیکھے گا ذرا منٹھ منٹھالیے
یہ امر دوسرا ہی کہ اب بار غیر ہو
جو کچھ کہ کیئے سو مرے ایجان آپ ہیں
کیس کو چھو لیا تو ہی کیا برہمی کی بات
بندہ سے کیا خطا ہوئی سزد کہ آج تو

گنتے ہیں کر کے بیس کو بھی چار چار آپ
سو بار غیر منع کرین لاکھ بار آپ
مطلب کی بات کو میں بڑے ہوشیار آپ
تھے بچنے سے آتے نظر ہونا زار آپ
کیا لطف جو میں چار کون اور چار آپ
آخر کبھی ہمارے ہی تھے یار غار آپ
دل آپ جان آپ جگر آپ یار آپ
مجھے خطا ہوئی ہی تو لین مجھ کو مار آپ
بیڑھب خفا ہیں یا مرے پروردگار آپ

ہر آہ بات بات پر اس کی سحر خیر ہو
مظلوم ہوتے ہیں ہین کچھ ولفگار آپ

ردیف تہائی ثناۃ فوقانی

دکھلائے دیکھوں حشر کا عالم شبِ فرقت
برپا نہ کیوں شیون و ماتم شبِ فرقت
کرتا ہی فلک دیکھکے حالتِ مرئی اری
گھبرا نہ بہت سا وہ آتا ہی آتا ہی
ہیں مختلف الفاظ مگر ایک ہیں معنی
موجود ہو حسین کہ ہر ایک طرح کی تعذیب
دلین مرے مر جاتے ہیں ارمان ہزاروں
دنیا میں سماج سے راحت ہی موجر
سینہ مرا کرتی ہی افکار سنگر
کیا ہو چیتا ہی کون ترے دیکھ جان ہی

اور غنیمت

کچھ روز قیامت سے نہیں کم شبِ فرقت
ہی حق میں مرے روزِ محرم شبِ فرقت
یہ جن سے گرتی نہیں شبنم شبِ فرقت
ویشا ہوں دل زار کو یوں دم شبِ فرقت
زندگیاں ملک الموت جیسے شبنم شبِ فرقت
سب کہتے ہیں و فرخ آسے اور ہم شبِ فرقت
برپا نہ کیوں نصیرہ ماتم شبِ فرقت
اور وصل کی شب پر ہی مقدم شبِ فرقت
سہراب ہو نہیں اور ہی رستم شبِ فرقت
ای مونس جان اور مرئی ہمد شبِ فرقت

سننے سے اس کے ہونے پر حواس طر اگر ملول
 رو کر سنا یا حال تو بولا یہ ہنس کے وہ
 غصہ میں سسج سسج ہو گئے کیوں گال پہچو اگر
 گر غیر باد فنا جو تو ہو مجھ کو کیا غرض
 گو مار عشق زلف سے ہی جانبری ممال
 اندا کبر اتنی مرے دج میں درنگ
 تیرے نگاہ لیجے بڑھیدا نشان
 جو ایک خامشی مری سب باتوں کا جواب
 فرمایا سو بجا ہی کہ ہم کوئی بھی نہیں
 واغٹا مجھے گراں نہیں اُلفت کے رنج و غم
 لوگوں کی فوج اگر ہی سلامت تو کیا عجیب
 بوسے غلام کے ہیں تو گستاخِ در کیا
 تم جس پہ مہربان ہو اُسے کیا تماشہ مرگ
 وہ وقت یاد کیجے کوئی پوچھتا نہ تھا
 بلبل ہیں آج کل کسی گلہ رو کے آپ بھی
 قنابت ہو خط لکھا ہی جو خطِ غبار میں
 غیروں کے نام خط نہ مرے ہاتھ بھیجے
 ہی مجھ کو فکر یہ وہ جیسا اب کسان گئی
 بولے وہ مجھ سے شکے تھا ماضی کا
 میں نے کہا کہ تپہ ہوں مرنے کا چہ خوش
 وعدہ خلا فیوں کا تو دھتکے کہیں بیٹے
 پہلو سے میرے بھاگ گئے چھوڑ کر مجھے
 صاحب اُٹھے مزا تو ہم تب وصال میں

پھر پوچھتے ہی کیوں ہیں مرا حال ادا آپ
 حضرت یہ گار سبہ ہیں کہاں کی ملار آپ
 کتا بکون یہ کہ نہیں گلہ دار آپ
 صاحب مجھے سناتے ہیں کیوں بار بار آپ
 کرتے تو رہے ایک ذرا مار مار آپ
 نکیر ہی ہر سب کہیں کیجے بھی دار آپ
 رکھتے ہیں یہ بے جان جو فوجی شکار آپ
 کیجے ہیں خوب قاعدہ اختصار آپ
 غیر آپ کے ہیں اور ہیں غیر و نکلے پار آپ
 میں نے کیا خوشی سے یہ حیر اختیار آپ
 بنجاسے پتھروں سے ہمارا مزار آپ
 اس وقت کچھ نہ کیجے حساب و شمار آپ
 درکار کیا عدواو سے جسکے ہوں بار آپ
 مانا کہ اب ہیں شہرہ شہرہ و دیار آپ
 کتا ہی یہ قرینہ چھاپا میں ہزار آپ
 رکھتے ہیں بسے ولہن نہایت غبار آپ
 اتنا گستاخ ہے نہ ہمارا وقت راز آپ
 دو چار میں بھی کرتے نہ تھے چشم چار آپ
 کیا کچھ مجھی پہ بیٹھے ہیں کھائے اُدھار آپ
 صورت تو دیکھوں واہ مرے خوشگوار آپ
 لے لین مجھی سے تھوڑی وفا مستعار آپ
 کیا خوب ہو گئے مرے صبر و قرار آپ
 میں آپ کو رون تو کر بن مجھ کو پیار آپ

جفا و جور میں شاگرد آپ کا ہر فلک
میں آؤں تب تو یہ کہتے ہو جاگر بڑی غیر
اودا دکھائی وہ کچھ آج تم نے بن ٹھن کر
وصال میں جو ملا عمر اسید سرخ
یہ سارا زہر ہر زہر پر شراب طہور
دوئی کو چھوڑا اگر وصال کا طالب
دکھائی چشم جو آہو صفت اُسے تو نے

کیا ہر آپ نے حاصل کمال فن کیا خوب
بجائے صیغہ رفتن ہر آمدن کیا خوب
کہ کہ رہا ہر ابھی تک لہ زن کیا خوب
ہوا ہر نوں عشرت بھی قطرہ زن کیا خوب
کچھ آپ کو بھی ہر شوق ہو گن کیا خوب
طریق عشق میں بھی بخت تو ہن کیا خوب
نشا ہر ن کا بھی سب ہو گیا ہر ن کیا خوب

جو کوئی سنتا ہی ہوتا ہی شیفہ اسی سحر
صد آفرین ہر تجھے ہی تراخن کیا خوب

ردیف بای فارسی

اولی تو خود ہی کرتے ہیں قول و قرار آپ
دیکھیں اگر بہار دل و انداز آپ
سن لیں ذرا تمام مرا حال زار آپ
کرتی رہی ہر رات مرا انتظار آپ
روتا ہوں تو کہتے ہیں دھرم نہ گاہے
کیا خوب کی وفا تو کمان کی رقیب سے
فوماتے ہیں جو اُسے لپٹتا ہوں دل میں
نقطہ ہر انتخاب کا خال رخ آپ کا
دیکھوں میں حور کو نہ کبھی آپ کے حضور
پھر دیکھ لوں کہ کیسے نہیں سنتے میری بات
حاضر ہوں خود ہی میں در دولت اچھوڑ
ہو جائیگا کبھی تو محبت کا جوش کم

کھو دیتے خود ہیں بات کا پھر اعتبار آپ
پھر رخ کریں نہ جانب باغ و بہار آپ
ماحق ابھی سے ہو چلے کیوں اشکبار آپ
یوں ہی کنگا تاکہ نہون شرمسار آپ
چھتریں نہ جھکوں نہ بجائیں ستار آپ
بیشک ہیں میر بجان بڑے وضع دار آپ
کیا سب ہی ٹوٹ لینگے ہماری بہار آپ
بیشک حسین ہیں منتخب روزگار آپ
میرا سخن کریں نہ کریں اعتبار آپ
مجاہدین ایک دن جو سر رہگذار آپ
میرے اگر گھر آنے سے کرتے ہیں عار آپ
اس نشہ کا اوتر ہی رہیگا خمار آپ

<p>موقع کے وقت در نہ بہانے کا کیا سبب پر جب بلاؤں میں تو نہ آنے کا کیا سبب عاشق کو در نہ روز شائے کا کیا سبب کیون بوجھتے ہو حال ریانے کا کیا سبب بی وقت لیکن آج نہانے کا کیا سبب اس وقت در نہ بام یہ آنے کا کیا سبب</p>	<p>ثابت ہوا کہ وصل میں ہر غمزدار آپ کو مانا کہ آپ آنے میں جاتی ہر شان حسن شاید تمھاری ظلم کی عادت ہی ہو گئی پوچھا جو میں نے کتنے ہیں عاشق ترے کہا صاحب خطا معاف مجھے شک تو کچھ نہیں انمول پیام وصل یہ ان کی طرف سے ہو</p>
---	---

اسی سحر کیا ہو دل کہیں آیا بتائیے
کوئے بستان میں روز کے جانے کا کیا سبب

<p>گلوں نے داغ کی ہر اپنی زین کیا خوب گلی سے پار کی جاؤں میں خستہ تن کیا خوب جو بوسہ دیکھے کیا خوش دل غم کیا خوب نصیب کے چلا تھا میں خستہ تن کیا خوب کیا جو زخموں سے مجروح سیرا تن کیا خوب تھامے دانت ہیں شک کے رعدن کیا خوب جو میں نے اُٹھے کہا دیکھو ایک بوسہ لب نہ کیجئے غمزدہ بہت اب کہ خط کل آیا لحد میں سوتے ہیں پھیلائے پاؤں بعد حیات ہر اک کام پہاٹھلا کے پاؤں رکھتی رہی کیا تھا جسکے لیے جاک جامہ سہمی بلا میں ڈھاتی ہر آفت زدوں کے سر پہ دم شب وصال کی باتیں ہیں نقش دل پر مرے بجائے رحم کے ہو ہو خوشش او چھلتے ہو یوسف مجھ پہ ہی تہمت کہ لے لیا بوسہ</p>	<p>کھلا ہو جسم یہ بیان تختہ چین کیا خوب چمن سے جائے کین بلبل چمن کیا خوب صد آفرین تجھے شاہان من کیا خوب کہ اپنے ہاتھ سے قاتل غم کے کفن کیا خوب پنھا دی یار نے پوشاک نگہ دن کیا خوب تمھاری زلف ہر غیرت و دُشمن کیا خوب تو بولے ہونٹھ ہمارے تراؤں میں کیا خوب یہ عمر آپ کی او سپر یہ بانگین کیا خوب سفر کے بعد ملا ہی ہمیں وطن کیا خوب اوڑا یا کبک نے بھی آپ کا چلن کیا خوب وہ اپنے ہاتھ سے ہکوندے کفن کیا خوب یہ بچ و تاب میں ہر زلف پر شکن کیا خوب مرا یہ قول پست اور ترا سخن کیا خوب ہماریے رونے پہ ہوتے ہو خندہ زن کیا خوب کہان میں آپ کہاں ہی مرادہن کیا خوب</p>
---	---

جلیگیا ہوں صفت طور تجلی سے تری
 داغ دلکی سی جلن گر خورشید میں ہوئی
 اک نظر میں بھی سمجھتے ہو گر ان دلوں سے
 منظر جلوہ صنعت ہی رخ خوب بٹان
 حسن خوبان سے نظر ہر طرف حسن ازل
 پوچھتے کیا ہو کہ یہ کون ہی کرتا فریاد
 میں نے پوچھا کہ کبھی وصل بھی ہوگا مجھے
 گر با یوں ہی خیال بت خورشید جمال
 ایک نالہ ہی مرا شنکے ہوئے حیران آپ
 بت خدا ہیں تو ہو کیا غیر سے او کی نالش
 ایک بوسہ پہن پیش عبت کرتے ہو
 کیا کروں زار افسردہ درون سب محبت
 گرم جولان ہی خیال صنم ام ہو چشم
 غار صحرا پہ جو عاشق ہی ترا آبلہ پا
 آج کیا ہو کہ بہت مجھ پر کرم کی ہی نظر
 گھور لوٹم بھی مجھے اس سے زیادہ کیا ہو
 پان کھا کر نہ مرجبان تبسم کیجے

خاک کی جا مرا تن قبر میں سرمہ ہوگا
 روز محشر پر شب ہجر کا دھوکا ہوگا
 رخ اس خبس کا کیا اس سے بھی سستا ہوگا
 بندہ بت کا ہی وہی بندہ خدا کا ہوگا
 جسکی صنعت یہ ہی صنایع وہ کیا ہوگا
 اجمی صاحب کوئی عاشق ہی تمھارا ہوگا
 جلکے کہنے لگے چپ تیرا کلیسا ہوگا
 منظر دلوں انا الشرف کا دعویٰ ہوگا
 دیکھتے جائے حضرت ابھی کیا ہوگا
 بس خدا پر ہی خدا سے مراد دعویٰ ہوگا
 کیا بگڑ جائیگا نقصان ہی کتنا ہوگا
 میرا مرشد کوئی رہبان کلیسا ہوگا
 گوشہ چشم مراد امن صحرا ہوگا
 اوسکا معشوق ہی تو کیوں نہ بچکیلا ہوگا
 کوئی انداز ستم تازہ نکالا ہوگا
 خیر لوں ہی سہی میں نے نصیحتیں گھوڑا ہوگا
 آپ تو بہتے ہیں بابران خون کیا ہوگا

سحر و خوار کی کیا پوچھتے ہو جائے شست
 کسین مینانہ کے دروازہ پہ بیٹھا ہوگا

ردیف با ہی موص

یارب ہو آج اُنکے خود آنیکا کیا سبب
 منظور خیر سے روئے پہنسا اگر نہ تھا

الفبت جتا کے مجھ کو منائے کا کیا سبب
 غمروائے ہنکے مجھ کو ملائے کا کیا سبب

روز آنا ہر عبادت کو وہ رشک عیسی
 سنگ اطفال سے بچوٹا ہی کیا سراپنا
 میٹھے میٹھے نوٹھانے بویہ فقے دم رقص
 دیکھ لینے کا عبث کرتا ہو مجھ سے جگر ادا
 چشم آہو کو تری چشم سے نسبت کیا ہی
 چار پو سے تو دیا کیسے تنخواہ مجھے
 لب شیرین و خط مبرک اُلفت میں جو آج
 بچ کا تا ہر بہت رشک سے سبیل غم سے
 ہوں وہ عاصی کہ ہر دوزخ کو بھی نفرت مجھ سے
 کیا اپنا ہی زبان ہکوٹھا کر تم نے
 سہرہ کو راستی قد کا بہت دعویٰ ہر
 خاک سے میری نہ اسی جان بچا کر نکلو
 ہر خبر گرم کہ بھرتا ہو وہ ٹھنڈی سانسین
 خور مشور کیا ہو جسے وہ ہی تو ہی
 سردا کرتا ہی کھڑا تو بھی ذرا باغ میں تل
 متحد تھا قتل کا میرے جو رقبوں سے کہا
 و دوزن ہاتھ اپنے اوٹھایا جو انگڑائی کو
 ہر ہی فکر کہ اندر رعایت نہ کرے
 مرض سحر کی تلخی میں پلا دین جو مجھے
 نیم بسمل ہی نہ جا چھوڑ کے مجھ کو قاتل
 چلے یا اٹھ کے مرے پہلو سے کیوں دکھا
 دین و دنیا سے اوٹھایا ہر ترے عشق میں تھ
 کیا عجب غیر اگر ہر مری محبت میں نکل

میں جو اچھا نہ کبھی ہو گا تو اچھا ہو گا
 سر نوشت اپنی کا خطا خطا شکستہ ہو گا
 گر کھڑے ہو گئے تم شہر ہی برپا ہو گا
 زلف لے لیگی نہ تیرا ہی نہ میرا ہو گا
 جسے تشبیہ دی ہو کوئی اندھا ہو گا
 ایک پو سے پورا خاک گذارا ہو گا
 زہر ہم کیا تے ہیں کچھ تو ہمیں پیٹا ہو گا
 دلین اُسکے بھی تری زلف کا سودا ہو گا
 یا اتنی کہیں اپنا بھی ٹھکانا ہو گا
 اب کوئی دہر میں عاشق نہ تمھارا ہو گا
 آپ جب باغ میں رہا تھے تو سید جام ہو گا
 پاک ٹینٹ میں نہ واسن کبھی سیلا ہو گا
 اب دسہ چند میں گشت نہ تراٹھنڈھا ہو گا
 جسکو سب کہتے ہیں بہت ترا کوچ ہو گا
 سانے قدر سے ترسے ہو تے ہی لٹیا ہو گا
 کہ نکلے کاٹ کا نہان آج تماشا ہو گا
 مستبد بالا کا ترسے حسن دو بالا ہو گا
 شہر کے روز بھون پر دراو جوئی ہو گا
 شربت آب بقا ہر سے کڑوا ہو گا
 اسطر سے تو نہ مقصد مرا پورا ہو گا
 کچھ نہ کچھ رز ہر دشمن کا اشارہ ہو گا
 ہمساعتی تمھیں دنیا میں نہ پیدا ہو گا
 دین اسلام میں و قبال بھی پیدا ہو گا

ابھی بیٹھے رہو مری برین
 جسکو کل او نے قتل کر ڈالا
 لبِ بیگون کے عشق میں اب تو
 ہجرِ جاناں ہر یا کہ موت مری
 حیف اُس شکِ زہرہ یوسف کا
 گالیان دیتے جاؤ دل لے لو
 موت کیا اپنی جان لجاتی
 لبِ جان بخش مٹ ہلا قاتل
 سچے بلبل کو ہم تھے عالمِ عشق
 چار کا گو غلط ہوا دعویٰ
 غیر کو چار ہکو بوسے دو
 ہم یہ سمجھے کہ بس وہی آیا
 وعدہ وصل کی جو ایفا میں
 بولے قاتل ہی کر دیا ہکو

دل کا ارمان نہیں ابھی نکلا
 وہ ہمارا ہی آدمی نکلا
 محتسب بھی شراب پی نکلا
 وہ اٹھا پر سے تن سے جی نکلا
 غیبِ منجوس مشتری نکلا
 یہ نیا طرزِ دلبرہ نکلا
 آنکھ جو کھولدی وہی نکلا
 جو ہوا قتل وہ ہی جی نکلا
 اک گلستان کا بتدی نکلا
 ایک بوسہ تو واجب نکلا
 خوب و تانوں منصفی نکلا
 شبِ ہجران میں جو کوئی نکلا
 نہ اوٹھیں عذر کوئی بھی نکلا
 تو بڑا کوئی منطقی نکلا

سچا ہم زندہ جانتے تھے تجھے
 نہ تو پہنچا ہوا ولی نکلا

کب کی کا تھا کبھی اب جو کیا ہوگا
 موجِ خسری پر زنجیر کا دھوکا ہوگا
 زہر بھی آپ بلا کینگے تو مٹی کا ہوگا
 بد مزاجی سے تو اپنا بھی پرایا ہوگا
 آپ سے ترکِ جوارفت ہوئی تو کیا ہوگا
 سہ نگون دعویٰ اعجازِ مسحا ہوگا
 خالِ لبِ تیرا مرے دل کا سودا ہوگا

غیر کا ہوگا نہ وہ شوخ نہ اپنا ہوگا
 گریبانِ سلسلہ زلفِ چلیپا ہوگا
 جو ملے ہاتھ سے تیرے وہ مرے کا ہوگا
 خلق اگر کیسے کا غیر بھی اپنا ہوگا
 دل جسے دینگے وہی اپنا دلا رہوگا
 زندہ ہوگا نہ کبھی اُس سے ترا گشتہ ناز
 کیون مرے دل پر کرتا ہو نقشِ اس کا خیال

وہ پھر کن جا بیگا جو کوئی سخن دان ہوگا

قسمت میں میری وصل لکھا آپ کا نہ تھا
آپ وہ جدا ہی مجھے کبھی جو نہ تھا
غیروں پر گرنگاہِ کرم کی بھلا کیا
خوش ہو گئے وہ سنکے مری سچا زبات
بوسہ لیا تو پا کے بھی موقع بھلا کیا
پہلے حجاب کیوں نہیں کرتے تھے مجھے آپ
دُشمنِ خال یار سے آدم پر کر نظر
گر غیر کے گئے تو تھے بیشک رات کو
آپ آئینِ اسلیب ہی بلایا تھا غیر کو
تم رات میرے سجان نہ تھے مجھ سے گر خفا
تھا منع دم بھی اشک کی بارش کا زور شور
اجاب نے جو منع میں دلوائی حق کی یاد
اللہ سے غور کہ بولا وہ بٹ نہ خوش

صاحب کی کج ادائی کا صبر اک بہانہ تھا
یا یہ زمانہ پیش دریا وہ زمانہ تھا
کرنے اِدھر بھی ایک نظر تو بُرا نہ تھا
مضمون ہر اک سخن کا مرے شاعر نہ تھا
ہو جاتے بدرمہ تو کچھ اس میں خزانہ تھا
میں ہی تھا شب بھی اور کوئی دوسرا نہ تھا
جنت کے چھوٹے کا سبب ایک دانہ تھا
معلوم کیا معاملہ والی کیا تھا کیا نہ تھا
کچھ اور مدعی سے مراد عائد نہ تھا
بیوی میں بھی زلیٹ سے اپنی خفا نہ تھا
پانی برس رہا تھا مساندہ روانہ تھا
اپنی زبان سے میں نے تو کچھ بھی کہا نہ تھا
کی یاد غیر کیلے کیا میں حسد نہ تھا

صد حیف سحر شاعر بکثرت تھا مر گیا

غلامہ تھا فصیح تھا مخبر زمانہ تھا

گھر سے وہ غیرت پر ہی نکلا
اپنا ارمان نہیں بھی نکلا
اسی حسرت میں فن سے جی نکلا
و شمعین اپنا نہ دوست رہی نکلا
دعویٰ عشق ہو گیا تھا اب تک
گالیان تک بھی مجھ کو دیتے نہیں
ہجر کا روز ہو غضبِ خونخوار

مر گیا کوئی کوئی جی نکلا
کب کوئی مطلب دلی نکلا
جی کا ارمان نہ ایک بھی نکلا
چرخ بھی در پُر پری نکلا
غصہ بھی آج مدعی نکلا
آمن میں کیا لطفِ دشمنی نکلا
کہ جہان آیا خون پی نکلا

پہنستے ہو و انتہ کیوں گھبراہی نہیں تھیں
کرتے ہیں منعم مکان تعمیر کیوں اتنے بلند
جیسے آئے تھے بیان میں ہی خالی جاسینگے

تو مجھے کچھ آپ اب چکی میں لبواینگے کیا
بعد مردن سر پر رکھ کر ساتھ لیجاینگے کیا
والتے کیا لائے تھے یا ساتھ ساتھ لیجاینگے کیا

رو کے جب میں نے کہا ویسے نہ غم جھکو بہت
ہنسکے بولے سحر صاحب آپ بھر کیاسینگے کیا

دل کو جو وقت خیال صفت مرگان ہوگا
طالبِ مرگ ہوں یا رونہ کرو چارہ مرا
واعظا خورے غلہ میں تو کیا حاصل
بخشا ہوتا نہ ہرگز کبھی خواہاں تیرا
اوس بہ ہند سے ہو تو نہ مقابل ہرگز
اور پیرا یہ میں ممکن نہیں قدرت کا ظہور
مکتبِ غم میں ہر جنون سے تگڑا ہم کو
استعد زنگ ہوں ہو جاؤ گا خود کا فرین
وصل پھر ہو کہ نہو دل کی تسلی کو مرے
باغ میں نااہل بلبل ہی خوش آئے شاید
مول غم ہنسنے لیا خود نہ کرے گا ایسا
تشنہ لب جسکے لیے پھرتے ہیں خطرو مسیح
استعد رجا ہو امی عہد شکن ٹوٹ گیا
واعظا غلہ میں کیا وصل تباں بھی ہوگا
اُنس ہر مادہ اصل و سرشت انسان
مجھ کو فرصت تھی کہاں رونے کی روتا کیونکر
صیقلِ عشق سے آئینہ ہی حالتِ میری

پائے جان میں خلتش خاطر خیرستان ہوگا
مجھ پر احسان جو نہ کیجے گا تو احسان ہوگا
اہل کوکب چہن سحر صحبت انسان ہوگا
جانتا اگر تو دری جان کا خواہاں ہوگا
منفصل در نہ بہت اسی مہ کفستان ہوگا
ہر یقین جھکو خود صورت انسان ہوگا
اب بیا بان کا سبق جاسے گلستان ہوگا
دل کا فسر جو کبھی میرا مسلمان ہوگا
اپنے منہ سے تو ذرا کہہ دے کہ بان بان ہوگا
خندہ گل سے مزاج اپنا پریشان ہوگا
بخشا اگر کوئی نادان سے نادان ہوگا
یا تیرا ہی دہن چشمہ سیوان ہوگا
رشتہ جان ہمارا ترا پیمان ہوگا
ہم نہ جاسینگے جو ان بھی غم ہجران ہوگا
اُلفت انسان سے رکھے گا جو انسان ہوگا
مجھ پر باندھا کسی دشمن نے یہ طوفان ہوگا
جو مرے حال کو دیکھے گا وہ حیران ہوگا

سینے کے اشعار سے بزمِ سخن میں امی سحر

شرم کی ایک بہت کچھ اب بھی شرمائیکے کیا
 نرس حال زار ہوا ہمنشین کھائیکے کیا
 فصل گل آتی ہوتی ارشاد فرمائیکے کیا
 تہہ زعم گر شنائین بھی تو چل جائیکے کیا
 مچھو یا انکو نصیحت دےت فرمائیکے کیا
 دلین ہر کیون خود بخود آد خوشی کی صبح کی
 ابتداء عشق میں کیا عزم جدا کر صنم
 شخاصب غالی باتیں آپکی ہم کیون نہیں
 سکے حال زار میرا تو بھی رو دینا ذری
 فائدہ حال کسکریسٹون چل دور ہو
 اک ذرا سی بات پر کیا اسقدر اغماض ہو
 کم نہی مین کرتے ہیں عشاق پر کیا کیا صنم
 ہمنشین دینا ہی کیا ترغیب سیر بستان
 وصل نامنطور ہوا اب مچھو خود اس شرم سے
 ہو رہی ہیں کس لیے تیاریاں ہر ہوش
 دور ہیں اغیار سرگوشی میں پھر کیا خوف ہو
 کاٹ کر سر آپ رکھ دینگے تمھارے سامنے
 ہمنشین سید جانہ جان اسکو بڑا عیار ہو
 جان لب ہوں شروع کے آثار ہیں سارے کھلے
 قفل سے گرہاں نگر جائیں تو مین لاچار ہو
 میرے آگے صحبت اغیار سے انکار ہو
 جب نہ دنیا میں ہی اپنے کام آئے یہ صنم
 اوں کے کو چہ مین جبارہ ہی ہمارا جاگیا

آج حال اُن کے کینکے دیکھیں فرمائیکے کیا
 جب بڑا سے دے آئے وہ تو خود آئیکے کیا
 حسرت دل دیکھئے اب رنگ دکھائیکے کیا
 ہم کہے جائیکے سمجھے وہ کہے جائیکے کیا
 مچھو سمجھائیکے کیا اور انکو سمجھائیکے کیا
 جذبہ دل آج میرے گھر میں وہ آئیکے کیا
 بل بھی جائیگا ابھی سے اپنے گھر آئیکے کیا
 وصل جاناں کی کوئی تدبیر بتلائییکے کیا
 قاصد اتو خود ہی عاقل تھکوا سکھائیکے کیا
 بس یہی فرمائیکے اب اور فرمائیکے کیا
 ایک بوسہ گر نہ پائیکے تو مر جائیکے کیا
 جب جوان ہو گئے خدا جانے غضب جائیکے کیا
 دل ہی کیکے پاس ہواں جا کے بھلائییکے کیا
 ہجر میں جیتے رہے منھے انکو دکھلائییکے کیا
 باغ میں وہ سیر کرئیکے لیے جائیکے کیا
 کان میں باتیں کرو گادہ بھی سن جائیکے کیا
 کام جو کرنا ہو اسکو تم سے کھلائییکے کیا
 کیا وہ کچھ ماوان ہو ہم اسکو چھپلائییکے کیا
 دوست میری زلیت کی اب نال کھلائییکے کیا
 پر خدا کے روبرو بھی وہ نگر جائیکے کیا
 خیر باشد آپ اب منھے میرا کھلائییکے کیا
 حشر کے دن پھر خدا سے جا کے بخشائییکے کیا
 جائیکے تو جائیکے یوں اور یوں جائیکے کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

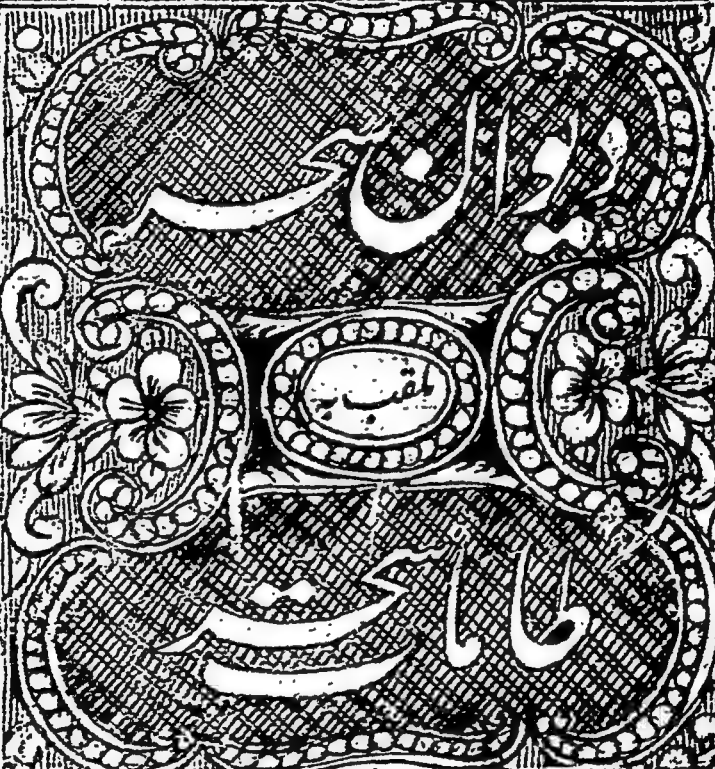
پہل ہر اس بت کی آشنائی کا
 نہ لڑاؤ نظر قیہون سے
 آسمان پر نہیں ہلال نمود
 گل میں تھی اس قدر کہان سُرخ
 کس سنگر سے تو نے ای کا فر
 چادر آسمان حاضر ہو
 وقت کیا آگیا ہر صندافوس
 گو برہمن سپردہ قاتل ہو
 کچھ مڑا ہی نہیں وہ بت عبود

مجھ کو دعویٰ ہر اب خدائی کا
 کام اچھا نہیں لڑائی کا
 نفس ہر تیری زیر پائی کا
 عکس ہو غیبِ حجابی کا
 طے نہ کیا ہو دلربائی کا
 توجہ اتر کر سے رضائی کا
 بھائی دشمن ہوا ہو بھائی کا
 دل ملا ہو مگر قصائی کا
 بخشد اور خشد اخدائی کا

سمجھ کیا اسنے کر دیا جادو
 مجھ کو دعویٰ تھا پارسائی کا

خا کو و مکا فضل چلا زوزما
بن ل ن ن ن و ل ق م ن ن

در این فصل بیان می شود که هر غزل که در این کتاب است به کمال فصاحت و بلاغت و در هر یک از این غزلها



از کمال فصاحت و بلاغت و در هر یک از این غزلها به کمال فصاحت و بلاغت و در هر یک از این غزلها

مطالع می نشی نوک شوق کا پور غم نه طبع
ن ن ن ن ن ن ن ن ن ن

خاتمہ الطبع

لہ الحمد والمنة کہ اندون گلدستہ خندان انجمن نازک خیالی گنج باد آور و طلسم افکار
 بینالی نغمہ سحر حلال مرقع تماثل خیال یعنی دیوان جادو بیان جلد اول مسملیہ بہ
 دیوان سحر کہ چکا ہر شعر بلندی مضمون میں بمرتبہ شعری ہو اور ہر بیت کو بیتا بروی
 موستان سے پھری کا دعوا ہو چمین نادر نادر غزلیات و قطعات و نظمات و رباعیات
 کا ایک ذخیرہ قابل دید ہو نہ شنید ہو مصنفہ سخنور نازک خیال طوطی شیرین مقال
 شکرستان خوش بیاں عندلیب انجمہ بردار گلستان شیوازیابی منشی دیسی پربا و صاحب
 بدایونی متخلص بہ سحر سابق سبب سبب انشیک طریح بدایون قوم کا بیٹھ سری با سبب
 حال نہیں یافتہ جو ایک برس معزز خاندانی ہیں جنکے آبا و اجداد ہمیشہ جلیل القدر
 عمدون پر ممتاز رہے اور سحر علوم میں بہت ذی استعداد صاحب تصانیف کثیر ہیں چنانچہ
 چنانچہ دو دوا سوخت تحریر عشق و تقریر عشق وغیرہ تصنیفات اس زبان آور سے اس
 مطبع میں چھپے ہیں الحاصل یہ دیوان فصاحت بیان اس سے پیشتر خدیبا مطبع اودھ خیار
 ملکہ مفتخر روزگار عالجیاب علی القاب منشی فولکشور صاحب سی آئی ای دام قیام
 واقع لکھنؤ میں حلیہ طبع سے محلی ہو چکا ہو اور اب شاخ مطبع موصوف واقع کانپور
 صانہ اللہ عن شتر الدہور میں منصرم بالکمال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل
 سلمہ المتعال بحیث مطبع کے حسن انتظام سے تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام ماہ جون ۱۹۲۷ء
 میں بار اول زیور طبع سے آراستہ ویراستہ ہوا

تایخ طبع از مؤرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل بحیث مطبع ہوا

دیوان سحر سامری شتر طبع با طرز و گری
 عاقل بتایخ خوشش پر خرد در گوش ہن
 ہر طالب دیدار از نقد جان شد مشتری
 برگشت راحت نایل دیوان سحر سامری
 اعلم ان حق تصنیف اسکا بجانب مصنف بحق مطبع اودھ احباب محفوظ ہے۔

مکر چھپا جبکہ دیوان سحر مجھے فکر تاریخ اور غم ہوئی حقیقت میں ثانی نہیں اونکا آج مناہین الفت سے دیوان ہو پڑ	بفضل خدا سے خواص و عوام کہ ہر میرے استاد کا یہ کلام وہ شب و نین میں ذی احترام تعلیق کی غزلین میں زمین تمام
---	---

کہا مجھے ہاتھ نے یوں غیب سے
ریاضِ عشق ہو تاریخ و نام
۶۱۸ ۸۱

ایضاً

دیوان جناب فیض بشارت چھپا گیا بار دوم جب ہاتھ نے مجھے یہ دی بشارت	مخدومی غشی و بی پر ساد تاریخ کی فکر غم ہوئی تب تاریخ ہو غنچہ کتابت ۱۸ ۸۱ ع
---	---

از شاعر نکتہ پرورش کرپاشکر صاحب خوش شاگرد مصنف

میرے استاد نے چھپوایا ہر	اپنا دیوان معظم زیبا
--------------------------	----------------------

میں نے خوش ہو کے لکھی خوش تاریخ
سخن سحر مکرم زیبا
۱۸ ۸۱ ع

از ناظم نازک خیال غشی اشرفی لال صاحب شاگرد
گو ہر بدایونی

بادشاہ ملک معنی پردری	شہسوارِ عرصہ و انشوری
حضرت سحر اہل دل جاد و بیان	جکایہ دیوان ہر سحر سامری

اسکے سال طبع کی گری تلاش
اشرفی لکھ غام صنعت گری
۱۸ ۸۱ ع

و تصویق عشق نہایت با آب و تاب تصنیف فرمائے جنکا ہر بندہ صید دل عاشق کے لیے کندہ ہو
 مذاق فہمان سخن کو ہزار جان سے پسند ہو۔ مصنف عیسا خوبی کلام کا دل سے شیدا ہو دیا ہی
 اس کے کلام سے درد و سوز محبت پیدا ہو حسن معانی کا عاشق زار ہو۔ اور حسن صورت کا
 قدیمی جان نثار۔ حد نہ عشق سے دل شکستہ ہو مزاج قدیم سے آزاد و وارستہ ہو۔ اس دیوان
 کی ترتیب و طبع کا بھی خاص حضرت کا نہیں ارادہ تھا بلکہ حضرت کے دو شاگردوں یعنی منشی
 چھوٹے لال صاحب غم اور منشی کرپاشکر صاحب خوش کا استبداد زیادہ تھا خدا کا شکر کہ بخیر و خوبی
 زیب بخش طبع ہوا ہر شخص کے مقبول خاطر اور پسند طبع ہوا مجھ سے فرمایش تاریخ فرمائی یہ تاریخ
 معرض تحسیر میں آئی

تاریخ

اس قول متفق ہیں سب اہل کمال
 دلجو و حقیل و غم شکن نیک خصال
 ہر شعر ہی جگہ واقعی سحر حلال
 یا مشرق نور نیست حسن معال

ہر دولت علم وہ نہیں جبکوزوال
 بہتر نہ کتاب سے مصاحب ہی کوئی
 مخصوص کتب میں سحر کا یہ دیوان
 دیوان ہی کہ مطلع معانی منسیر

تاریخ کی فکر بھی مجھے ای گوہر
 ہاتھ نے کہا۔ ندیم خورشید جمال
 ۱۹۸

از المعی لو ذعی جناب منشی رام دیال صاحب رسا بدایوں نے

۱۵ سال پھر دوبارہ چھپا سحر سامری
 ہو روکش سپہر مضامین کی برتری
 تاریخ ختم اسکی ہو خورشید خاوری
 سنہ ۱۹۳۲ بکرم

شکر و سپاس ناظم دیوان کائنات
 غیرت و خور اسکے معانی کا اوج ہو
 تھی مجھ کو فکر سال رسا دل نے یہ کما

نتیجہ فکر عالی منشی چھوٹے لال صاحب غم تخلص تلمیز جناب مصنف

صیقل ہیں تو یہ صیقل کمال کی صفائی وہ بام فکر کی کندہ ہیں تو یہ کندہ فکر کی رسانی وہ سیما
 فصاحت کی شیریں ہیں تو یہ شیریں فصاحت کا جوہر ہے وہ قلم بلاغت کے صدف تو یہ صدف
 لطافت کا گوہر ہے اونکو درج مخمور پکا دیکھتا اور سکو درج نکتہ پروری کا آب سمجھیے تو روا
 اونکو درج معانی کا اختر اور اسکو اختر فکر کی تاب کیسے تو بجا گلشن سخن کے وہ گل ہیں اور
 یہ گل مضمون کا رنگ بزم آگاہی میں وہ چنگ ہیں اور یہ چنگ سخن سازی کا آہنگ مصنف
 نافہ ہنر کا مشک اور یہ مشک کمال کی خوشبو ہے وہ خمخانہ علم کی شراب اور یہ شراب فضل کا
 سہو ہے وہ قصیدہ شیوا بیانی کا مطلع ہے اور یہ مطلع خوش بیانی کا مضمون وہ مفضل نمونہ
 کا مطرب ہے اور یہ مطرب معانی کا قانون میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں حضرت
 مصنف کے اوصاف لکھ سکوں لہذا مختصراً انکے حالات لکھتا ہوں کہ منشی صاحب کے
 بزرگوں کا وطن بانگر مو علاقہ لکھنؤ تھا جدا مجد منشی حکومت راجہ صاحب نے بتقریب ملازمت
 محکمہ عدالت مال بدایون میں آکر بود و باش اختیار کی عمدہ صاحب شہداد اور لکھنؤ تھے
 خوشنویس شکست و تعلیق تھے جیسے علم میں مشہور عام تھے ویسے ہی شجاعت اور جرأت میں
 شہرہ اناں تھے والد ماجد انکے منشی جنی لال صاحب انگریز تخلص مذاق شعر گوئی کا کمال
 رکھتے تھے آزاد وضع اور سادی چال رکھتے تھے منشی صاحب قلم کا ہتھ سری چنب
 سے ہیں اور آبا و اجداد منشی صاحب صوف کے معزز عہدوں سرکاری پر ہمیشہ مامور
 رہے اور منشی صاحب بذات خود مدارس ضلع بدایون کے سب ٹی ٹی انیسٹر ہیں اور ولادت
 آپکی ۱۲۸۲ھ و سیر ۱۲۸۴ھ مطابق پروا سیدی تیرس مئی ۱۸۹۷ء کو بدایون میں ہوئی ہے اسکی
 عمر میں پانچ سو مولوی ظاہر الدین صاحب علوم ادبیہ اور درس کتب شہداد سے قرأت
 کلی حاصل کی علوم عقلی ریاضی طبیعی وغیرہ اور فتون خوشنویسی مصوری وغیرہ مختلف
 اساتذہ سے تحصیل کیے اور انہیں متعدد رسالے مثل خلاصۃ المنطق معیار البلاغت
 معیار الاملا نظم پروین آرزنگ چین رکاز الفیوض تحبیط الساحت مرآت العلوم وغیرہ
 ترتیب دیے فن شعر میں اپنے والد ماجد سے استفادہ کیا سوائے غزلیات و قصائد کے
 جو ابن یونس میں ہیں پانچ واسوخت بھی سخی تجریر عشق و تفریر عشق و تہیر عشق و تہیر عشق
 فن یہ حکمت طبع منشی نوکشور صاحب میں طبع ہوئی ہیں ہر شائق کو شایاں پہنچتی ہیں ۱۲۰۳ھ

سرالصفات سے ہو سال طبع

بند شین خوب ہیں خدا کی قسم

از محمد عبد الرحمن خان شاکر ہتمم مطبع نظامی

ماٹسم دیوان موجودات کی تائید سے
خاتمہ جاو زبان نے شاکر ایک سال طبعکیا ہی اس دیوان نے رنگا طبع کھلایا
یوں لکھا دیوان سحر سامی چھاپا پر خوب

قطعة تاریخ محمد عبدالغنی شاہ قادری تخلص غنی

وہ فیض عام ہو مطبع نظامی
نظر سے خاصہ و نکی حق بجائے
کتا بین اسیمین وہ عمدہ چھپی ہیں
خصوصاً یہ کلام سحر دیکھو
ہوا جندم یہ چھپ کر ختم دیوان
سیر زانو چھپا کر سنسن لکھارہے خالق ہمیشہ اسکا حامی
عدو اسکا ہمیشہ منہ کی کھائے
سفائی بین رخ زہرہ حسین ہیں
پڑھے جو کوئی اسکو دلے خوش ہو
نہایت خوش ہوئے باہم بخندان
سخن بر سحر کا جاو سراپاتقریظ و تاریخ طبع سابق رنجیہ قلم جواہر شمس شاعر عدیم المثال حیرت
فصاحت را تا بندہ اختر جناب منشی گیلدن لال صاحب ہر بد آلود و مضرت

کیف سخن سے مست ہوئیں مجھ مجھوم کر

دیوان سحر سامی رکھا ہے جو مکر

سبحان اللہ کیا باغ معانی کھلایا جس سے گلزار ارم شرمایا ہو کیوں نہ حضرت شکر کا
کلام ہو جو مجیز نظام ہی جناب منشی ویسی پر ساد صاحب چرخ چارم فصاحت کے بیج ہیں
اور انکا دیوان مسیح بلاغت کا اعجاز وہ مید گاہ سخن آفرینی کے شاہین اور یہ باز
دور بینی کا پرواز انکو انگشتی خیال کا نگینہ کیسے تو اسکو نگینہ کمال کا نقش و نگار
اونکو عشر مکدرہ نکستہ سنجی کا نغمہ سمجھے تو اسکو نغمہ غمور مجاز فرمہ ہر سار وہ سیم نظم کی آنکھ
ہیں تو یہ روشنائی وہ قابل تقریر کی زبان ہیں تو یہ زبان بیان کی گویائی و سچائی علم کی

تاریخ طبع از منشی صاحب موصوف مرحوم

چون کہ ہم سحر دیدم یا نغمہ نیرنگ سحر
نقطہ نقطہ نجسہ تا بان و زمین سحر چرخ
مرجا گوید عشار و چنداگوید رنگ
بندیکوید و بان اور امن پرتان گشت
بست بر بندین سحر فزون و فتنہ نقطہ نقطہ
بنت بر بست نصید و غیرت بیت انصاف
من اگر دینت عافیت را کنیزت قم
طبع چمن تسلیم شد و دیوان سحر سحر دور
در تن خلی چکید از خانه محب ز طراز
یافت در دست دین من مصرعہ جربہ
از زبان سحر میگویم در سال نیرنگ

دینت بر زان جلوہ معنی سحر و سحر
حرف حرف چشمه وارش عین مهر خاوری
شمس و زہرہ بارک احمد و ادب و مشتری
زادہ در ہر مشعرش پیدا است شوخی پری
ہست ہر ترکیب را بر سحر بابل ہر تری
ہست ہر شعر نزل پاک فتنہ بچا و گری
در نزل سعدی گنج جو در قصائد خاوری
گشت سال ہجرتش تصویر سحر سامری
منے باریک را دعوی ہجرت سامری
معنی بچا نہ عرض دید سحر سامری
منی بچا نہ اظہر سحر سامری

تاریخ نیتہ فکر بند و طبع از ہند منشی محمد صاحب حسین عبا برادر شاکر منشی انوار حسین صاحب تسلیم

شد چو دیوان سحر بلع بال
صورت سحر سامری شعلے

گشت شعری عبا پری تصویر
ہجرتش سحر سامری تصویر

تاریخ نوکر نیرنگ منشی محمد فخر حسین برادر ہوشاگر منشی محمد انوار حسین تسلیم

فکر معتدل سحر کے فضا غر
کیا کہے کوئی و صفت شعر و کلام
جو کہ بین گفت و در ہر دیوان کے

نئے سلوب ہیں خدا کی قسم
پری محبوب ہیں خدا کی قسم
سخت محبوب ہیں خدا کی قسم

تقریظ و تواریح طبع سابق

تقریظ انوار

۶۱۸۹۰

ریخت قلم نگارین رستم منشی انوار حسین تسلیم سہواری

خدا کے فضل سے کارنامہ سحر و ساحری دیوان سحر سامری شاعر شیوا زبان ماہر فصیح بیان
محاورہ دان آرد و ہنر زبان حضرات لکھنؤ صاحب تصنیف لائق و تالیف رائق کاظمی
الاستعداد منشی و بی پرست و مطبع نظامی مین نظام پذیر طبع ہو سبب باشد خاطر و رحمت
دل و انبساط طبع ہو اسماں اللہ و واہ کہ کیا شاعری کی چمکتی ہوئی شاعری ہو کہ ہر شعر
رنگ شاعری و ہر نقطہ غیرت کو کب در رہی ہو فکر کی خوبی رستم کی طبع کی اسلوبی اپنی
تکلف کی عبارت نہیں بناوٹ کی عادت نہیں نفرت ہر لابت سے پڑ ہو گزاف سے نہ پڑے کا
روگ نہ خوش آمد کا مرض ہو نہ بگانے سے مطلب نہ بگانے سے غرض ہر بان ادھق سے کام ہی
واقف ہر خاض عام ہی اچھا برا سچا نہ ہن ٹھکانے کی بات مانتے ہیں اصل بات پر چپ
درہنگے دشمن کے منہ پر چمک نہ کر کہنے کے ہر مصرعے بے پروں اور اجاتا ہو پری کے
سرخون کا جو بن دکھاتا ہو ہر شعر کی انوکھی گراہت ہو بنا ٹھاٹ ہو ہر دامن حرف بھر خوبی کا
پاٹ ہو ہر قطعہ کی تی گیات ہو ہر رباعی مین مار رکھنے کی بات ہو جو مضمون ہو عالی ہو حشو
و تمنا سے خالی ہو قلم کی چلت پھرت چٹون ہو خوبون کی کہ جی لیے جاتی ہو بندش کی چٹو
الفاظ کی درستی ادا ہو خوبون کی کہ دل بھجاتی ہو اگر سہی چلی فکر سہی اچھا مضمون
عاشقان شاہ رخ کا شاعر کی گردن پر خون ہو ترکیب وہ گلبدانی ہوئی جو دین گدگد
طبیعت کی وہ گرما گرمی جو دلوں کو ٹھنڈی آنجوں جلائے صفائی چلبان لیتی ہو ادا چھپ
و تہی ہو ربط مصرعین دلی آگ بھڑکتا ہو محاورہ دل افسردہ کو بھڑکتا ہو تعریف دیوان
کیا لکھوں کہ کیا ہو مین تو یہی کہو نگا جاو و کا ڈھکو سلا ہو الغرض تمام کلام انتخاب
مسئلہ لا جواب ہو

ایضاً

عیم الخلق غشی دبی پرشاد سخن جوئے و شنگوئے سخن فہم کیا تصنیف وہ دیوان اُٹھونے غزلیات خوش و اشعار رنگین	جو میدان سخن کے ہیں و لاور سخندان و سخن سنج و سخنور کہ سحر ساعری سے ہر وہ بڑھکر مضامین لطیف و خوب و خوشتر
--	--

جو دیکھائیں نے گو ہر دل بخوش ہو
کئی تاریخ نظم سحر بہتر

از شاہ طبع المعنی لوزعی جناب منشی رام دیال صاحب مخلص ساہیوٹی

دیکھا وہ پہنے آنکھ سے دیوان سحر میں نام اسکا واقعی ہر سا سحر ساعری	سنتے تھے جو رائے میں پہلے سے نام سحر تاریخ ختم اسکی ہر خوشتر کلام سحر
---	--

ایضاً فارسی ہجری از جناب موصوف

سحر چون دیوان خود ترتیب داد گفت ہاتھ می بر آید ای رسا	با مضامین خوش و طرز عجیب سال تماش سال دیوان عجیب
--	---

ریختہ خامہ رفیع شامہ جناب پڑت رام جی مل صاحب تمکین بریوٹی
دوست مصنف

شدہ مطبع چون ابن تازہ دیوان زہے رنگینے افکار رنگین جوست آن مالہ علم و نصاحت مرد و مروت فکر سہر بانو غنیمت گفت بسو گدورت	کلام حضرت سحر سخندان خے رخشانی سے رخشان ہمن بس مریان و مونس جان کہ گویم مصرع تاریخی آن کہ دیوان بنگل گشت دیوان
---	--

قطعہ تاریخ وفات مولوی محمد حسین صاحب پٹی کلکٹر نہرنیاب

ڈپٹی صاحب حاکم نہر	حیف کہ رخت از دنیا بخت
اسم شریفش شہزادہ دہر	شیخ محمد حسین ست
خود بگذشت و جهان بگذشت	من جو بود بخت پیوست
سال ہجری ۱۲۸۵	گفتا شست از دنیا دست

ایضاً

پنجاب میں جو ڈپٹی کلکٹر تھے نہر کے	تھا جکا حکم آب روان کی طرح روان
والا نسب محمد حسین تھا اسم پاک	سیوارہ کے رئیس تھے فیاض و قد روان
وا حسرتا کہ آج ہوا او کا انتقال	اہل زمین پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسمان
دنیا سے دون سے انکی طبیعت ہوئی اوچا	فردوس میں دیا اونھیں اللہ نے مکان
کی فکر میں نے سحر جو تاریخ کے لیے	بولے مسیح یزدخل فی رکوعہ انھیں

قطعہ تاریخ ترتیب طبع دیوان از جناب منشی گیندن لال

متخلص بہ گوہر دوست مصنف

ہمارے دوست منشی دیبی پرساد	کلام اونکا ہر بیک غیرت سحر
عجب دیوان لکھا ہر اندون واہ	کہ پیدا جس سے ہر خاصیت سحر
طلسم و جادو و نیزنگ و افسون	ہر اس دیوان میں کیفیت سحر
اوسے حاصل ہوئی جادو بیانی	جنے آئی میسر صحبت سحر
غرض ممکن نہیں مجھ سے بیان ہو	صفت دیوان کی یا حدت سحر
کہا دل نے لکھو تاریخ اسکی	کہ ہر نظم کو بھی گوہر الفت سحر

لکھا میں نے مئی سال بن ثب

عجائب ہر کلام حضرت سحر

لکھی تعایہ تاریخ مئے از سر بریں

طالع مهر و زخاں سدا مبارک ہو
۱۸۶۲ء

قطعہ تاریخ تولد فرزند بخانہ چودھری سعید الدین حسن صاحب
ریش کھڑہ

ہیں جناب سعید ایسے رئیس
انکو اس سال میں بوقت سعید
کیا فرزند بہ لقا خوش رو
فکر تاریخ تھی مجھے ای سحر

خلق خوبی ہو جنگی عام پسند
بخشا خلاق خلق کے فرزند
اہل اقبال اور سعادت مند
بولا ہاں کہ پور نخت بلند
۱۸۶۴ء

قطعہ تاریخ وفات مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنؤ

مرد چون شاعر بہنیل سرور
ہست جاری زبان ہر کس

در جہان شور و شغب کرد ظہور
ہائے آمد الم و رفت سرور
۱۸۸۲ء

قطعہ تاریخ وفات نواب اسد اللہ خان بہادر غالب دہلوی

حیف کہ غالب ز جہان رخت لبست
مرد چو او اینہمہ بیجان شدند

بود یکے شاعر با حلم و فضل
شعر و سخن نشر و ہنر علم و فضل
۱۸۸۵ء

ایضاً

تھا شاعر نامی ہی اب دنیا میں
ہر سحر یہ مصرع میرے لب پر جاری

افسوس یہ ہر کہ مر گیا غالب بھی
دنیا سے آج چل بسا غالب بھی
۱۸۸۵ء

ایضاً

مر گیا غالب جو لاثانی تھا شاعر ہند میں
فکر میں ای سحر میں بیٹھا ہوا تھا ناگیاں

لے گیا دنیا سے دون سے حسرتیں کیا کیا دریغ
یہ نہا آئی فلک سے واسے داویلا دریغ
۱۸۸۵ء

کہ دید مقدس بود نام او انحر بن یحیی سیام نگہ ہر چہار از ان سیام دید آمدہ یک کتاب مترجم ز جہا کا بفرس آورد بہ اند او خود رفتہ مطبوع گشت بے سال بکرم چکر دم گاہ دل گفت ای سحر خوشہ خال	پنجم و بصر عزوا کر ام او فرستادہ خاص پروردگار کہ این نسخہ ازو سے بود انتخاب بخشید ستودش ہر آنکس کہ دید بہ آفاق مقبول و مطبوع گشت بشد توشہ آخرت وادواہ مضامین وانش ہجرت سال ۱۲۹۶
--	--

تاریخ شہنوی تجلی حسن

جب ہوا یہ قصہ مطبوع دل مطبوع طبع واسطے تاریخ کے ای سحر رک ہوش سے	جسکی تعریفون کا عالم میں پڑا ہی زور شور میں نے لکھا ہی یہ شیرین قصہ بہرام گور ۱۲۶۵
---	--

تاریخ تعمیر اسکول واقع سہوان

در عہد کار میکمل صاحب مجسٹریٹ اسکول سہوان میں تعمیر حب ہوا از رک وصف سحر توفیق کی ندا	ہر جسکی ذات باعث غرور و قار علم ہر جو کہ اس نواح میں گویا مدار علم کیا خوب ہی یہ مدرسہ دارالقرآن علم ۱۸۹۱
---	--

ایضا

سرکار نے جو فیض سے تعلیم عام کو کیا خوب دلپذیر عمارت ہے واہ واہ جب بن چکا تو از سر و جدان دل مجھے	بنوایا بے نظیر بی در سہرہ کان جسکے سبب سے روکش جنت ہر سہوان آئی صدا کہ ہر یہ مکان غیرت جنان ۱۸۹۱
---	---

قطعہ تاریخ تولد فرزند صاحب مجسٹریٹ بدایون

مجسٹریٹ بہادر کے جب ہوا فرزند	خوشی شمار سے افزون ہوئی زمانے کو
-------------------------------	----------------------------------

قطعہ تاریخ تصنیف شنوی گوہر شب چراغ مصنفہ مشفقہ جناب منشی
گیندن لال صاحب گوہر بدایونی

ہن گوہر مرے اک محبت قدیم
ایو بخون نے لکھی خوب می شنوی
کہا دل نے کچھ سحر تاریخ طبع
تو ہاتھ نے آکر مرے کان میں

ہست صاحب علم و روشنفکر
کہ ای جکا شائق صغیر و کبیر
چچا جبکہ یہ نسخہ و پسند
کہا ای عجیب شنوی بے نظیر

۶۱۸۶۸

قطعہ تاریخ تصنیف انشاء معدن گوہر مصنفہ جناب مدوح الصدر

بلکب شرابین دُور معا سنے
بارغشیں بگو شمع ہاتھ غیب

چو گوہر ہفت آن مرد نکودات
بگفتا ہست مرآت الصناعات

۶۱۲۸۴

قطعہ تاریخ طبع شنوی انجروہ عشق مصنفہ جناب یوان گردھار لال
صاحب عاجز بدایونی

اندنوں عاجز بدایون کی پیہ
دل و جان سے ہن لوگ اسپہ ندا
یون کہا دل نے تو بھی لکھ تاریخ

کیا عجیب شنوی جیہی ہی یہ
شنوی یا کوئی پری ہی یہ
تیرے محنت و دم کی کمی ہی یہ

ہاتھ غیب نے کہا ای سحر

واہ کیا خوب شنوی ہی یہ

۶۱۲۸۶

قطعہ تاریخ طبع خیابان مرغوب یعنی ترجمہ پیام وید مصنفہ
منشی شیو پر ساد صاحب

کتاب خداوند جان آفرین

کلام خدا سے جان آفرین

تاریخ معیارِ الاملا

جب میں نے عنایات خدیجہ دودھ جھانسنے
ہاتھ لگائے تو کہا کان میں یہ مصرع تاریخ

تصبیح میں الفاظ کے لکھا یہ رسالہ
ہر صحت الفاظ کا اچھا یہ رسالہ

۶۱۸۴۶

ایضاً

جب نظامی نام چھاپہ خانہ میں
سحر نے لکھی وہیں تاریخ طبع

چھپ گئی املا کی یہ نادر کتاب
ہر سالہ رسم خط کا لا جواب

۶۱۲۸۲

تاریخ خلاصہ منطق

جو یہ رسالہ لکھا میں نے علم منطق میں
معا یہ ہاتھ غیبی نے مجھے فرمایا

خیال طبع کو تاریخ خاتمہ کا ہوا
کہ یہ وہ رسالہ خلاصہ منطق کا

۶۱۲۸۲

ایضاً

جیہ فن منطق میں اوراق چند
کئی سحر ہاتھ نے تاریخ سال

کیے ختم میں نے بفضلِ اکبر
خلاصہ ہی منطق کا اردو میں وہ

۶۱۲۸۲

تاریخ رسالہ قیام

ہو جب ختم یہ نادر رسالہ
کئی ہاتھ نے یہ تاریخ دلخواہ

مجھے تاریخ کا تب دھیان آیا
کہ لکھا ہر قیام نظم یہ وہ

۶۱۲۸۲

تاریخ واسوخت منشی گیندن لال گوہر

واسوخت کا گوہر کے بھی اندازِ نیا
جو چشم کہہ ہی کو راسے دید کا ہر شوق
تاریخ میں کیا سحر نے مونی بہن پر تو

مسیوم غمِ فرقت جانان کو ہر تریاق
جو گوش کہ سنگین ہر وہ ہر سننے کا متاق
گو بہر کا ہر واسوخت منشی ولی عشاق

۶۱۸۴۶

گفت گو گیس عاشقانہ ہے	دربانی کا کارخانہ ہے
الغرض دیکھ کر حسن کلام	ہوئی محفوظ خاطر ناکام
یوں لگا کئے ہوئے دل شاش	زہر حسد مر جاشا باش
ہر یہ امید اب کہ تار دہم	رہے باہم مر است واکم
تار و تصنیف اب جو کچھ کہے	باس میرے بھی پیچھے اُسے دیکھے

سمجھ کر تاجریان پہ ختم کلام
آگے اب والسلام والا کرام

خط بنام دوہے

مہربان میرے اتفاق حسین	حق بتاتے رکھے تحسین محفوظ
مدتیں بہر گشتیں کہ تھے کبھی	نہ کیا اپنے نام سے محفوظ
اسیے التماس کرتا ہوں	کہ اب آگے کو یہ رہے محفوظ

تاریخات رسالہ مولفہ فاطمہ دیوان

تاریخ نظم پروین

جوئی جب ختم یہ گشتار رنگین	میر داغ دیانہ از نو آئین
خطار دے طعی تاریخ اسکی	سیحی سن میں بہتر نظم پروین

تاریخ معیار و البلاغت

لکھا جو رسالے کو اردو زبان میں	حاصل ہر اک بشر کو ہوا فیض و منہ
لکھی و بہر جرح لئے تاریخ خلیصہ می	اردو میں یہ کہ کیا ہی عروض اور قافیہ

ایضا

اس رسالے کے ختم کی تاریخ	خامہ برداشتہ لکھی غنی الحال
عیسوی صوری سنہ وی ہجری	اک ہزار و پچھتر و چھ ہجری سال

<p>کہ سوا تیرے مجھ کو آج ایمان ہوئی حالت ہو جانی کیا میری پھر خدادن دکھائے وہ مجھ کو حال فرقت کا سبب لوٹن تجھے تو بھی کر صحت مجھ پر لطف و کرم میری چھاتی سے چائے پیسے کی پٹ وصل سے تو کرے دوامیری میں دعا دون تجھے کہ امی دلبر</p>	<p>اور کچھ چیز کا نہیں ہو حیان ہر ہی رات دن دعا میری گو دین اپنی دیکھو نہیں مجھ کو اپنی چھاتی سے پھر لگاؤں تجھے شاد کر دے مزا دل پر غم لیب شیریں کے بو سے ہے چٹ چٹ جان کی دے لگی مجھ میری حسن تیرا ہے ترقی پر</p>
--	---

تیری الفت خدا کرے دائم
خاطر سخن رہے قائم

خطا در رسید دیوان جناب نشتی کشن مبارک صاحب قارئین

<p>مصدر لطف و منظر اشفاق صاحبِ عزت و وقار وقار ہو ترقی دولت و اقبال عرض کرتا ہر آب کا شاق اپنا دیوان عطا کیا ہر مجھے اسکا احسان ہو کس طرح بیان بڑھ گئی جس سے غرور شان سخن شعر جو ہر سوا انتخاب ہر وہ بند شین چست اور بیان صریح نئی تشبیہ و استعارے ہیں ہر زمین دین ہیں عرش کے مضمون</p>	<p>مجمعِ مسلم و منبعِ اخلاق باعثِ فخر و افتخار وقار رہو دائم سلامت و خوشحال پھر تسلیم و اشتیاقِ ملاق آپ نے جو رہ عنایت سے مجھ پر بیشک بڑا کیا احسان نہیں دیوان ہر وہ جان سخن جو غزل دیگی لا جواب ہر وہ ہیں معانی بلوغ لفظ فصیح قابلِ صا و شعر سارے ہیں ہیں خیالات قابلہ موزون</p>
---	---



کبھی خوش جنون میں ہوں بیکل
 گفتگو کہ خیال سے کرنا
 تیرا ہنسنا جو یاد آتا ہے
 یاد آتے ہیں وہ ترے انداز
 اکفت آمیز وہ تری باتیں
 وصل کی شب تیرا طفت و کرم
 ہائے دے وہ تیرا شرمنا
 بہر تکین خاطر ناشاد
 کبھی کنا کہ ہونیں جی سے نثار
 کبھی کنا کہ دل کو دل سے ہیرا
 وصل کا گاہ وعدہ کر جانا
 کہ بہانہ مجھے بتا جانا
 عذر کرنا کبھی نہ آنے سے
 ہائے تیرا وہ میرے گھر آنا
 کر کے خاطر مری بجا طر شاد
 مجھے آنکھیں کبھی اٹا لیسن
 طور وہ جاننے کے بہانے کا
 ہائے لب تیرے رشک گن سن
 لب تاز کہ وہ نوم اور شیرین
 گال وہ لال لال و زخوش رنگ
 مست و مخمور مثل دیدہ حور
 اپنے کوچہ میں وہ ترا آنا
 نہیں معلوم تیرے اچھڑو

کبھی پھٹا ہوں عاشقانہ غزل
 عشق یا دوجال سے کرنا
 کیا کہوں کی قدر رو لاتا ہی
 باتیں کرنا وہ میرے ساتھ نیاز
 دیکھ لینے کی وہ تری گھاتیں
 یو سے دیتا وہ ناز سے پیہم
 ہنسکے چھاتی سے وہ لپٹ جانا
 الفت اپنی جانا حد سے زیاد
 کبھی کنا کہ آؤ کر لو پیار
 میرے بھی لین بہت تری چاہ
 کبھی وعدے پھر کر جانا
 سیکڑوں جھوٹی قسین کھا جانا
 کثرت کار کے بہانے سے
 روز تکین مجھ کو دے جانا
 پوری کر دنیا میرے دل کی مراد
 اور کبھی ہنسکے مسکرا دینا
 وعدہ کر جانا پھر کے آنے کا
 ہائے جو بے پھر اوہ تیرا بدن
 سچ بون جیسے برگ گل نکسن
 ہو جسے کچھ چومنے کی آؤنگ
 چشم بد و ز آنکھ موتی چور
 شب کو میری تسلی کر جانا
 کر دیا جانیں مجھ پر کیا جادو

بعد شرح و بیانِ شوق وصال
 جیسے تجھ سے مجھدا ہوا ہو نہیں
 یاد رہتی ہے ہر گھڑی تیری
 بھا گیا ہے کچھ ایسا تیرا جمال
 کام کوئی نہیں کیا جاتا
 تن بیان ہے تو جان ہے تیرا پاس
 یاد ہے تیری رات و دن جھک کو
 دیکھ بھلائے کو جو ہو مضطر
 جی بہلتا نہیں وہاں بھی حرا
 باغ میں دیکھتا ہوں شیشاد
 دیکھتا ہوں جو سہل سجان
 وہی نہیں ہیں تو تیری زلف چال
 جب تری آنکھ یاد آتی ہے
 گل جو صورت مجھے دکھائے ہیں
 اور جو صحر کو گاہ جاتا ہوں
 دیکھ کر چشم آہو سے صحرا
 غار کھانسی ہو نہ پینے کا ہوش
 پکڑے میلے ہیں گر تو فکر نہیں
 کلی سواک کون کرتا ہے
 ہونا کچھ کسی سے بارِ بواب
 گر کھڑا ہوں تو سخت حیرت ناک
 کبھی روتا ہوں مثل ابربطیر
 کسی جانب کو گاہ کرتا ہوں

عرض کرتا ہوں اپنا حال ملال
 اک مصیبت میں مبتلا ہوں میں
 صورت آنکھوں میں ہر گھڑی تیری
 خواب میں بھی وہی بندھا خیال
 شغل کوئی بھی خوش نہیں آتا
 کیسے اب کیا ہے زندگی کی آس
 جان دو بھر ہی تیرے بن جھک کو
 جاؤں دریا و کوہ و صحرا پر
 ساتھ ہی دیکھ دوں بھی ہیان
 قدموں کی تیرے آتی ہے یاد
 یاد آتی ہے کاکل چپان
 زندگی ہو گئی ہے جھک و بال
 چشم ز گس مجھے ڈراتی ہے
 تیرے رخسار یاد آتے ہیں
 کیا کہوں جو کہ رنج پاتا ہوں
 چشم کی یاد آتی ہے کبدا
 بھول دے گیا ہوں خود و نوش
 غسل کی یاد آئے ذکر نہیں
 شمع کا دھونا گر ان گزرتا ہے
 بات کرتا ہی ناگوار ہے اب
 اور جو بیٹھا تو جان غم سے ہلاک
 کبھی حیران ہوں صورتِ تصویر
 کبھی چپ کہ غصوں بکتا ہوں

کرتا ہرگز و آشنا کی پیارے | خالق ہر گواہ

ایضاً

جس دن سر پہ دل تھے لگایا ہنسنے
بے لطفی سحران تو اوٹھائی برسوں
اکہ دن کبھی آرام نہ پایا ہنسنے
اکہ دم بھی نہ لطف و وصل اٹھایا ہنسنے

ایضاً

کتابین نہیں کہ یاں نہ آیا کیجے پڑ
رہے کہیں پر مجھے زروے الطاف
باجھکوا ہی اسپنے گھر بلایا کیجے
بھولے سے کبھی تو یاد لایا کیجے

قطعات

کما میں نے کہ امی بار گل اندام
لگا کئے چہ خوش ایداد کیا خوب
دسے اک بوسہ مجھے از راہ خیرات
مشکل مشہور چھوٹا منہ بڑی بات

ولہ

کما افس خون سے اگر دہنے راہ میں رو کر
نہ دیکھو چین پڑتا ہی نہ شب کو نیند آتی ہی
مرا دل جیسے اگڑ و تری صورت پہ مائل ہی
خدا الی کے سبب سائنس کا لینا بھی مشکل ہی
مری حالت بعینہ مثل مرغ نیم بسمل ہی
مڑھتا ہوں کبھی کہ بوٹھا ہوں گاہ روٹا ہوں

تو کتنا کیا ہی ہنس کر کیا ابھی تھے اوٹھایا ہی
نہ گھبراؤ ابھی تو سحر یہ پہلی ہی منزل ہی

نامہ کہ در مفارقت بچھوئے زیب رقم پذیرفت

ای گل گلستانِ محبوبی
ای سرسراپا جمال و مایہ ناز
سرو آزاد گلشنِ خوبی
رحمت جان عاشقِ جانناز
روکش شاہدانِ نہرہ حبیب
تجھ کو خالق کیسے سدا و لشاد
ریشکِ عذرا و شیرتِ شیرین
دولتِ حسن در ترقی و بار

یہ جو جہانگر کج کل ہے ہمارا گلزار	اور غم بھرا ہے دل اپنا اگر ہو بھرار
یہ تو کچھ سیما نہیں اسکا سبب ہو آشکار	مدنوں ہنسنے نکالا وصل بین دلکا بنجار
فرقت دلدارین ہر تپ کی باری اندون	
جب کسی محبوب پر اپنا کوئی لاتا ہو دل	کسی کی کسی آفتین پھر اسکو دکھلاتا ہو دل
پر ہمارے کام تو اپنا بہت آتا ہو دل	دیکھتے نہیں کوئی قاتل کو لیجاتا ہو دل
دشمن اپنا کر رہا ہو دوستداری اندون	
زخمی کرتا ہو نئے انداز سے تو خلق کو	دار سے فرصت نہیں دیتا سر مو خلق کو
دیکھتا ہوں تیرا ہی مقتول ہر سو خلق کو	قتل کرتا ہو عرف آلودہ ابرو خلق کو
کیا تری تلوار پر ہی آبداری اندون	
ہو چھپاتے سحر سے دلی حقیقت کیلے	کچھ کہو تو مٹنے کی یہ اپنی حالت کس کیلے
ہو گئی ہو زردیوں ہیر کی رنگ کیلے	سیرو آہن پھرتے ہو ہر دم امانت کیلے
جان جاتی ہو کو کس پر بھاری اندون	
رُ پاعیات	
مشتوقوں سے ہنسنے دل لگانا چھوڑا	کو بچے میں پری رخونکے جانا چھوڑا
بیب تک نہ تھے اسکے نیک دیدے تھیں	کرتے تھے عشق جبکہ جانا چھوڑا
ایضا	
غم سے نہیں ایک دم کو فرصت دلو	رہتا ہی ہمیشہ رنج فرقت دلو
اس روز کے جنجال سے تو جھپٹ جاوین	مر جاوین تو ہو جائے فراغت دلو
ایضا	
ہو جب سے حری تجھ سے جدائی پیار بے	ہر حال تباہ
غم سے ہو جان لب پہ آئی پیار سے	اِنا لب لب
اکاشش جو جانتا میں یہ پہلے سے	ہو گایہ حال

ملا نہیں عاشق سے ہر جو شخص حسین ہو
کس طرح سے یہ بات یقین کے قرین ہو
تسکین کو میرے نہ کہانتے کہیں ہو
وہ بت مرے پاس آگیا کس طرح یقین ہو

جھوٹی ہر قسم دوستو اللہ تمھاری

بھوٹے مرے کل رات جیلے دیکھ بھیسو لے
غیروں پہ چلے کیسے غم ورنج کے گولے
نا صبح نہ لب اپنے ذرا آپ نے کھولے
بت بن گئے محفل میں تھیں وہ نہ بولے

کیا بات ہر خالق کی قسم واہ تمھاری

یا باتیں ہیں لذت کی سخن کیا ہیں بے کسے
ہر بات میں کہتے ہیں جھگت اور لطیفے
کد رچہ پسند آیا مجھے ان کی زبان سے
بوسہ جو طلب میں نے کیا ہنسکے یہ بولے

سرکار سے موقوف ہو تمخواہ تمھاری

اس عشق کے باعث ہوئی جو سحر کی حالت
آتی ہو نظر ہو وہی آپ کی نوبت
ہو زور و جنون اور ترقی ہو ہو وحشت
ہو عشق کا دریا بسر جوش امانت

عالم میں رکھے آبرو اللہ تمھاری

خمسہ بزغزل ایضاً

دوستو پوچھو نہ کچھ حالت ہماری اندنوں
بے سبب ہرگز نہیں ہو بقیہاری اندنوں
سیکڑوں ہی مرچے میری ہو باری اندنوں
عشق کا خنجر لگا ہوا دل پہ کاری اندنوں

زخم گندھورت ہو خون آنکھوں سے جاری اندنوں

رشتہ یاد و بالیسی ہو عاری اندنوں
کقدر غم سے اٹھائی اُسے خواری اندنوں
میت گئی تیزی کی شنی اُسکی سار جی اندنوں
باع کو جاتی ہو اُس گل کی سواری اندنوں

دم چرائے پھرتی ہو باد بہاری اندنوں

کون مجھ کا دوسرا دنیا میں لاغر ہو بیشہ
دوست سب رہ جاتے ہیں خیران و شذر و شک
جسم کا کچھ ہو گیا ہو حال ہی رنگ دگر
ہجر کے آثار سے لاغر کیا ہو کس قدر

شکل بچا پی نہیں جاتی ہماری اندنوں

ہیں وہ جو رستم اٹھیں آتے	جو کسی نے کبھی نہیں دیکھے
کیسے دانستہ بن گئے بہرے	ہاے رے چھڑا رات سن سن کے
حال میرا کہا کہ کیا صاحب	
اس قدر مجھ سے کچھ ہو شرماے	شکل تاک بھی نہیں ہو دکھلائے
ہم تو دنیا سے آج بین جاتے	وہم آہ بھی تم نہیں آنے
بندگی اب کہ میں چلا صاحب	
کت کیا میں نے تم سے ہاے گلا	کون سی بانٹ کا کیا شکو
میں تو بس چاہتا ہوں تیری رضا	ستم آزار ظلم جور و جفا
جو کیا سوچا کیا صاحب	
نہ کھلا مجھ پہ شور تھا کیا	کیا حقیقت تھی تھا بکیر کیا
کس کو دیتے تھے گالیاں خدا	کس سے بگڑے تھے کس پہ غصہ تھا
رات تم کس پہ تھے خفا صاحب	
سحر سے چھوٹے عشق کیا ممکن	پر تمہارا تو اب نہیں وہ سن
آئے غزلت کے اب تمہارے دن	نام عشق بستان نہ لوموسن
کیسے بس خدا خدا صاحب	
خمسہ بر غزل امانت	
صورت نہ کھائے کبھی اللہ تمہاری	میں اور محبت کروں پھر وہ تمہاری
بھولے سے کروں یاد نہ اگا تمہاری	بیدار مجھے یاد ہو واللہ تمہاری
یوسف کی قسم اب نہ کروں چاہ تمہاری	
چلا ہر دل زار ذرا اسکو نبھالو	دروازے سے اپنے ہیں خالی نہی ٹالو
دیدار کو مڑتا ہوں مریجان بچالو	اللہ قدم شرم کے کھینچے سے نکالو
بازار میں ہم دیکھتے ہیں راہ تمہاری	

منظہر رسمِ کرامت موجبِ نقشِ مراد تکلیفِ گاہِ دوستدارانِ تیرہ سازِ روزِ شمع کار سازِ اہل دانش کعبہ اقبال و جود ناصیبِ عطاءِ نصفتِ ناسخِ احکامِ جور تو تیرے چشمِ دانش نمازہ سازِ رسمِ علم بانتِ تیرے عظم و بانی کاغذِ ادب صاحبِ دالامراتبِ صائمینِ ملکِ کرم حاکمِ ملکِ کرامتِ مہارِ شہرِ کرم بانیِ رسمِ عدالتِ بادشاہِ بیتِ مال ایں کرد و دستِ نہایتِ برسانِ بارِ دگر	سرورِ دوسرِ دارِ عالم سایہ فضلِ خدا رافعِ اعلامِ شوکتِ رونقِ نیرِ شمس آسمانِ عز و تمکینِ ابر احسان و عطا سرفرازِ نکتہِ شہانِ سرورِ انرا مقتدا یادِ فرا سے غریبانِ یوسفِ مصرِ دعا لائقِ صدرِ امارتِ لامعِ نورِ ذکا آرزو سے یکسانِ واقفِ ذوالاعتلا باغِ آتشِ مطرِ اباد از فضلِ خدا ہفتِ کشورِ زیرِ حکومتِ ہستی کاں عطا دامنِ امید وارانِ دارد از احضرتِ ملا
--	--

رام تو باو اہمان درای تو باد از زمین
از دغا سے سحر از فضلِ جنابِ کبریا

خمسہ بر غزلِ مومن

کیون ہونا راتن کیا ہوا صاحب ہن خازنہ گی سے تھا صاحب	کچھ تو فرمائیے ذرا صاحب تم بھی رہنے لگے تھا صاحب
کبین سارِ فرا پڑا صاحب	
راتن کیون ہوتے ہوں تھا صاحب کچھ کیسی نہیں تھا صاحب	جو کو تم سو ہی کجا صاحب ہر یہ بندہ ہی ہے ونا صاحب
غیر اور تم بھلے بھلا صاحب	
گایان آپ دینے جن کتب سے چپ کھڑا ہوں علامہ کتب سے	ہن تو بولا بھی کچھ نہیں تپ سے کیون او بھنے ہو بخش لب سے
خیر ہر مین سے کیا کسا صاحب	

تسک و وہ بھی مرانور نظر راحت جان
 خضر و الیاس کے ہو عمر برابر اوسکی
 جب دعا لکھ چکا تب دل سے یہ پھر مجھے کہا
 ایک سیر جو تیرے کرو تلاش نارین
 کہا ہاتھ لے کر تاج بلند دستہ ہو
 اثنا سب ہو کہ کچھ اُس کے پردے حق میں
 اے مرے دوست ہمیشہ رہے تو دنیا میں
 حد نقد اوسے ہو عمر بھی افزون تیری
 ہو پوہین دولت اولاد سے تو مال مال
 خضر کی عمر بے سمجھ کو سکندر کا حشم
 تیرے حساد جو ہیں ہوں وہ جہانے معدوم
 ادب و علم و ہنر تیرا ترقی پر رہے
 نسیم کے دلین تری روز افزون گفت ہو
 چاہے اپنے بھی کچھ حق میں عا مانگو زمین
 یا خد میں بھی رہوں ہر میں تب تک موجود
 بیاہ اس لڑکے کا میں آنکھوں سے اپنے دیکھوں
 تنہیت میں کروں پھر کوئی قصیدہ تیار
 پھر وہ مجھے کہے صد آفرین اے سحر مجھے

شاو خرمند و سلامت ہے یا بار خد
 شیر باد اُسے بچھے اثر آب بقا
 لکھنی تاج بھی واجب ہر تجھے بعد دعا
 سر زانوین بڑے غم و قائل سے ہوا
 نہیران غور کی حاجت ہر نہ ہو فکر کی جا
 لکھوں الفاظ دعا یہ بطر زراوے
 حشمت و دولت و اجلال مضاعف باد
 سامنے تیرے ہو پوانے کا ترے پر پوتا
 یوہن ہر سال ترے گھر میں ہو لڑکا پیدا
 عیش حبشہ کا اور شوکت و شان و دار
 نام ہی نام رہے اوں کا مثال عطا
 رزمزدان علم کا ہو قدر شناس شعرا
 وہ دل و جان سے ہمیشہ ہے تیرا بندہ
 ورنہ کیا لطف رہا مجھ کو جو میں ہی نہ رہا
 اپنی آنکھوں سے سدا دیکھوں میں اٹکا جلو
 پھر یہ دیکھوں کہ ہوا میں اڑنے کے پیدا لڑکا
 پھر ٹھہروں اُسکے تین دست کے آگے لیجا
 واہ واصل علی صلی علی صلی علی

قصیدہ فارسی در صنعت توشیح الشادریج جناب سطر کا سٹیل
 صاحب بہادر انسپٹر مدراس

نامدار ملک ہمت نیر امج عطا
 بارور باد از دعایم باغ احسان شما

جلوہ فضل انہی جو ہر تیغ و نا
 آصف عالی مکان و اختر تیغ مراد

نہیں معلوم ہوا خصل انہی ہے آج
آج برائی جو اک عمر سے تھی نیری اوراد
یعنی اک دوست کے تیرے حرمِ محبت میں
پھر یہ بولی کہ تو سمجھا کہ نہیں کون وہ دوست
نہیں وہ دوست کہ ظاہر میں جو کہلاتے ہیں
نہیں وہ دوست کہ جس دوست سے دشمن ہنبر
دوست وہ ناز کرے اوسپہ جو الفت تو دور
دوست وہ دوست کہ نہ جانتے ہر دل جہنما
نچو کڑا سے تو اسکو بھی ہر الفت تجھ سے

نہیں معلوم ہوئی آج عنایا ست خدا
تیرا مقدر ترے اہل دل سے تجھ کو بخشا
فصلِ خالق سے ہوا آج ہر لڑکا پیدا
یونہی تو ہیں دوست ہزاروں ہی تیرا کہ سوا
بلکہ وہ ایک سا ہی ظاہر و باطن جیسا
بلکہ وہ دوست بھی کوئی نہ جس سے چھپا
دوست وہ فخر کرے اوسپہ محبت تو بجا
دوست وہ دوست کہ سولے ہر جان جیسے
اُسکا عاشق ہی جو تو وہ بھی ہر تیرا شیدا

مطلع

جمع صدق و صفایہ الطاف و ولا
خلق میں سارے جہان میں کوئی نانی جیسا
نام کی طرح جہان میں ہی وہ ہر اک کو عزیز
اب بھی سمجھا نہوگر تو میں بتا دوں ظاہر
سُنکے اس شرہ کو ایسا میں ہوا مجھو نشا
کبھی تنہا بخت کا شاکر کبھی مہنونِ نلک
دل میں کہتا تھا کہ اللہ ری قسمت میری
دلین آتا کہ اجابت کو طلب کر کے حضور
یا الہی رہن جنتک فلک و شمس و قمر
رہے جب تک گڑھِ عرض مدار گردون
رہے تا باعثِ خوشنودی انسان اولاد
قوتِ نامیہ جنتک کہ نباتات میں ہی
گل و پھل سے ہر جنتک کے بہارِ گلزار

معدنِ علم و ادب منہلِ اخلاق و وفا
ہوا آگے نہ آتے ہر نہ کبھی ہو دیگا
وہ تو کیا نام ملک اُسکا ہر پیارا پیارا
پیارے لال اسم مبارک ہی جہان میں جیسا
نہ رہا ہوش بدن کا مجھے اپنے صلا
کبھی نفتِ برکاتِ تاج کبھی قسمت کا
خواب میں ہو نہیں کہ عالم ہی بہ بیدار کیا
دو نہیں اُس مردِ مکب بامرہ کے حق میں عا
کھکشانِ زہرہ ثریا زنبے راسِ مہسا
رہے تیار و کائناتِ چرخ پر جب تک نہ را
پرورش پاتا ہی مان باپے جنتک لڑکا
اور اجسامِ ذوالروح میں ہی نشو و نما
سرودِ قمریے لبِ جو کوئے رونقِ تما

وہ چاکر نہیں دھت حال دل زار	دلے بر حال نزار
سوزشِ غم کی مجھے طاقتِ انہار نہیں	سختِ ممکن ہو دلا
ہندو اصل کبھی آج تک ادسکا حاصل	ہندو اُشا دیہ دل
گرچہ وہ بیت ابھی نادان ہر شیار نہیں	گو نہیں آتی جفا
یہ غزلِ سخن کی ہر صنعتِ توشیح میں است	دور کے طلب
وزیرِ اوسکو تو کسی سے بھی سروکار نہیں	بچ غزلت کے سوا

قصیدہ در غزلیت کو لکھ فرزندِ سخاوتِ مشفقِ جنابِ مثنوی پیرِ ملال صاحبِ سوانی

صبح کو آنچہ بین بہرِ رحمت سے اوٹھا	حضرت انگیزِ زمانہ کو بھی زمانے میں ہوا
پایا خاطر کو بہت اپنی شگفتہ میں نے	دیکھا جس شخص کو آئے اُسے شادان کھینچا
ہر طرف سے شہرِ عالمِ شادوں نیک مجھے	ہوئی ہر سمت سے تھی فالِ خوشی کی پیدا
جس لمحہ میں گیا دل بھی دہانِ نیمِ سرور	گیا جس کو چہ میں دان ٹھانٹھ خوشی کا پایا
ہر طرف نصیب میں غصہ بوزیرِ شمال	ہر طرف نصیب سے رامطربِ ناہید نوا
اک طرف قلبِ مہنا کی ہر آواز بلند	اک طرف مستون کا یہ حکم ہر ساقی سے کلا

مطلع ثانی

نیکے فلفل کی صندِ اقل یہ ہوا نقوی کا	ریشِ قاضی سے بھی ہر آج شکستہ صبا
نیمِ مخمور ہر کوئی تو کوئی ہر بدست	نیمِ مدہوش ہر کوئی تو کوئی متوالا
ٹپکے پلپلے اور اُڑاتے ہیں عبیر اور گلاب	گردِ جی جی خجالت سے سمان ہو لی کا
کوئی کتا ہی خوشی سے کہ او ہو ہو او ہو	کوئی کتا ہی یہ شادی سے ابا آبا
اس قدر رنجِ زمانہ سے ہوا ہی مفقود	نہیں عشاق کو بھی جو رفلک کا شکوہ
کے معشوق بھی سب بھول تم کے انداز	ہو گئی عین وفا و نکی جو تھی خوشے جفا
اوٹھ گئی رسمِ زمانہ سے دلِ آزاری کی	سر و دم بھرنا ہی قمر کا بعدِ سرو و فدا
بستکی بیکہ ہر مددِ مہربانی دنیا سے	بندِ زمین کتنا جو باندِ زمین کوئی مضمونِ شرا

	ہنر اسی سحر کے لیے خدمتِ آشاد می آید	
میر و می از بے گلگشت پیارائے چند من چنان بر در تو بار بیا بجم کہ مدام من چہ از بے گلگشت بگلزار روم	ولہ	من برون رفتہ ام از خویش بیابانی چند حاضر انداز بے تمیز نگہبائے چند جگر از دلخ شدہ رشک گلستانی چند
	ہر کسے را بنو و مادۂ قسم سخن غزل اے سحر بخوان پیش محمدانی چند	
در چمن چون نظرے جانب نشاد کنم چند پوستہ ز تو شکوۂ بیداد کنم روز ہجران ہمین خاطر خود شاد کنم حیف آنوقت کہ گویم کہ دلم ناشادست چشم خود دوقتہ ام جان ببار بروئے کسے سر کند و اخلا اگر وصف ریاضِ حنوان ما ہر مذہب بن نیست نکات ز کسے وعدہ وصل گئی کن فی تسکین بدر و رخ	ولہ	مصرع قامت موزون ترا یاد کنم چند از دست غم ہجر تو فریاد کنم کہ ادا ہائے شب وصل ترا یاد کنم تو بگوئی کہ نگاہی کنم و شاد کنم حسرت معیوب چہ بر بیت خدا یاد کنم بر گلستان سیر کوئی تو یاد کنم کفر دین است اگر شکوۂ بیداد کنم تا دل مضطرب خود را بہان شاد کنم
	سحر عمریت کہ صحرای جنون ویرانت میر دم تا بقدم خودش آباد کنم	
مستزاد صنعتِ توشیح الثناء نام امرا و سنگیہ کہ بفرمایش دوستی زیب رقم یافت		
	اوسکا ثانی کوئی دنیا میں طرحد از نہیں	آج تک خلق ہوا
مثل اوسکے بخدا	ماہ روپان جہان میں کوئی ز رخسار نہیں	
نہجِ پر نور کی یاد اوسکی ہمیشہ و ہمش	رہتی ہر شام و بچاہ	
اور کچھ اسکے سوا	آب زمانہ میں مجھے مثل نہیں کار نہیں	

ہو آخویش ازین پیش داشتم چه اثر
ز تاب چہرہ چون سر تو بشدم بیتاب
بگوئی کجاست قیامت بیاز دست تو لان

کنون چه شد اثر آہ آہ نتوان یافت
بغیر سایہ زلفت پناہ نتوان یافت
چنانست گنج شہیدان کہ راہ نتوان یافت

ز عمر و وزید چه ای سحر چشم میداری
بسنی و جبہ کسی عز و جاہ نتوان یافت

بعد عمرت چو گئے بہین گریبان گذرد
بگذر بر سر بیمار خود اکنون ورنہ
از رو طفت کنی پایہ اگر نیست عجب
کے مرا باز وصال تو میسر گردد
گل و لیلی ہمہ دیوانہ رویش گردند
بستم روز و شب از درد و فراقش فارغ

ولہ اگر یہ تر مرا بیند و خندان گذرد
نہ بہ سوداگر و روز در مان گذرد
چه عجب سورچہ در یارو سلیمان گذرد
عمر من چون ہمہ در فرقت و ہجران گذرد
گلخانہ از تن اگر سوئے گلستان گذرد
شب بنالہ گذرد و روز بانغان گذرد

چه عجب گر بہ بیداد سمنندانی او
غزل سحر اگر پیش بخندان گذرد

شب و صلات برویہ ہجر چون دریاد می آید
بگو شمع از لے چون نالہ و فریاد می آید
بہ اجدہ در نظر چون لام و ہمہ دصاد می آید
چہا از بدگانی از دلم سہ یاد می آید
بروش از زلزلہ دام انداختہ صیادی آید
نمیدانم دلم را باکہ ظالم کار افتادہ
غلط گویند گویت را گلستان ای گل جوی
و فاسد وعدہ خود چون کنند آن ہویا بان
دلیل لطف باشد گر باید نزد من تنها

ولہ بشوق وصل جانم بر سر فریاد می آید
ز فریاد و فراموش کردہ باز می آید
مرا زلفت و دہان و چشم خوبت یاد می آید
چو می بینم کہ از کوشش کی دلشاد می آید
خبردار ای جوانان ہمن جلا دمی آید
کہ از جانم صداسے ہرچہ بادا باد می آید
رود و دلشاد چون آنجا کسے ناشاد می آید
حیا مانع شود گر بعد عمر سے یاد می آید
چو با اغیار آید از لے بیداد می آید

بے خدمت نمودم شاعری تا کردہ ہم حال

جو دم بچ و غم و درد ہو مروان کیونکر
 لگانا آپ کو سرمد بہت مناسب ہو
 کچھ آج رحم انہیں آیا ہو دیکھ حالت ار
 مروان کیوں کہ ملے ہیں دلی و جگر اوس
 وہ چارون بھی کھائی ہو کے ایک کے زہے
 لڑکھائے ہر طرف اوسانی تو نے خم کے خم
 بھلا ہو سانی ترا جگہ بن بول بالا ہو
 زکوۃ میکدہ خیرات جاؤ خم شمس کی خیر
 غضب ہر شیخ بھی سانی سے عرض کئے لگے

۱۲۷

قدم اوٹھاؤں جو آگے کشادہ راہ ملے
 کہ ترک چشم کو دوری بھی سب پاہ ملے
 اتنی کل مرا حال اور بھی تباہ ملے
 ہو موت شاہ کی دشمن سے جب پاہ ملے
 ملے رقیبوں سے گاہ اور بے گاہ ملے
 ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے
 ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے
 ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے
 ادھر کو بھی کوئی چلو خدا کی راہ ملے

کلام سحر نہیں سحر ہو عجب کیا ہے
 ہر ایک شعر یہ گراؤ کو واہ واہ ملے

غزلنامے فارسی

جانت بلب ز جبر مارا	دل	رہے بر حال من خدا را
کن رفیع ز ہم جہاں ہارا		نشین بکنار من خدا را
میرفت بباغ بارق شبان		برگشت زرفہ چو دید مارا
تاسکے بنیم چراغیں سرم		در پسکوئے غیر مہ نقارا
مخروم من حرمین در روز لیت		بوسیدن پاسے او حنارا
گفتیم کہ سحر و شس جان داد		
گفتہ الامجد مر خدا را		
بہر جوان بن نامہ سیاہ نتوان یافت	دل	کہ جز بنفس بد من گناہ نتوان یافت
بملک حرمین چو تو بادشاہ نتوان یافت		بشیر عشق چو من دادخواہ نتوان یافت
دلہر بودی و گوئی کہ گیت شاہر تو		چنان کنم چو کسی را گواہ نتوان یافت

غزل اچھی ہو گوڑی اور سحر
کیون کہینگے معاندین اچھی

مجنونے زلیبت میں الفت جسے نباہ ملے
جو بعد عسر مجھے آج چلتے راہ ملے
انہی کا شکیں کہیں ایسی جا لگا : ملے
نہیں ہوس مجھے دنیا میں عورتواہ ملے
میں شاو عشق ہوں عشاق کی سپاہ ملے
گناہ دوست وہ ہوں میں ابھی بدل لو لگا
تاوا شکوے ابھی ایک دم میں فیصل ہوں
دقن کے عشق میں جھلکے تو بہن ہر روایت
ہر ایک شرمین ہنووے جو جذب دل کا اثر
نہا یا عشق کا انجم آشتاؤن نے
ضعیف دل ہوں دکھا دیجیے ذرا پستان
گواہ مانگتی ہر چشم دل چورالے کا
گراہین دور کے ترے تو ہو شاہ دست حسن
تلاش ہو جو قیامت کو تو وہ خاص ہی ہوں
تم لینے منہ سے تو کہہ دلیکا بوسہ زلف
مڑے کی شوہر محبت اگر نہ فاسد ہو
اوتاروں عرش سے میں آفتاب کا ساغر
بلانے جاتے ہیں اُس بُت کو اپنے گھر لایا
ملا جو دشت میں ہیں اُسکو تو یہ بولا نہیں
یہ عزم ہو کہ خدا کے جہان میں جاؤں
نہیں یہ عرش مری روز دیکھیے بوسہ

تو بعد مرگ کے جنت میں اُسکواہ ملے
نئے بھی آپ تو موقع سے خوب واہ ملے
بچوں کے ظلم سے دلو جہان پناہ ملے
ہوس یہ ہو کہ خود آکر وہ بھلاہ ملے
جنون کی چاہیے سر کے لیے کلاہ ملے
جو سو ثواب کے بدلے بھی اک گناہ ملے
مری تمھاری نگہ سے اگر نگاہ ملے
یہ چیز وہ نہیں آسان کہ کھو چاہ ملے
تو کہہ رہا ہے کہاں اوڑھ کے برگ کا پلے
یہ بحر وہ نہیں جسکی کسی کو عھاہ ملے
خدا کی راہ ذرا اسی دواے باہ ملے
معاشرہ کا بھلا کس طرح گواہ ملے
ہمیں بھی حسن کا صدقہ خدا کی راہ ملے
کہ میرا نامہ اعمال سب سپاہ ملے
بلا سے پھرنے ملے خواہ مجھ کو خواہ ملے
عجیب چیز ہو الفت اگر نہ باہ ملے
جو ماہتاب کی شب میں وہ در شکیاہ ملے
خدا کرے کہ مزاج اُسکا پر راہ ملے
کہ آئے ہی مدت میں قبلہ گاہ ملے
عورت کے جور سے شاید زبان پناہ ملے
مجھے ہی ہو غنیمت جو گاؤ گاؤ ملے

مشتاق ہن وہن سے تری گفتگو نین
نالو لئے خلق کو ہوں جگاتا بدین خیال
ہم لاجواب شعر سے ہن طالجباب کے
تا دیکھے تھک کوئی نہ عالم میں خواب کے

لکھتا ہوں وصف عارضہ تابان یارین
مضمون نکلیں سحر کیوں آب تاب کے

تجھے ہرگز پری نہیں اچھی
ماہ سے ہر حری حسین اچھی
یا بلو یا سدا رہی نہ کرو
چشم اچھی جو دیکھے صنم
تب تو آنے نظر دہان صنم
ہستے ہو کیوں کولارولا کے مجھے
تجھ سے بہتر نہ دیکھی کوئی شکل
چشم بینون میں قدر تھی اسکی
کہوں اچھی بڑی سمجھتے ہو
شیخ کیوں جاؤں کہہ دیر سے میں
موت نادان کے آگے ہر ناچیز
یو لے بون جب لگایا بیٹے ہاتھ
دے جو ساقی وہ چلی یون مت کہ
ہو دہن برنخ وجود و عدم
سچ تو یون ہر کر بوی مشک بڑی
ترے کو چہ کے آگے خلدیرین
شرط ہی خوبرو کو خوش خلقی
ہر قبیون پہ لطف ہم پرستم
دو طرح کی نوبات کہتا ہو

دولہ تیری چھبائس سے ہر کہیں اچھی
اوسم اس سے چنانچہ نہیں اچھی
جھوٹی مان سے تو ہر نہیں اچھی
ساجد بت ہو وہ حسین اچھی
گر ملے کوئی خسرو میں اچھی
اس طرح کی نہیں نہیں اچھی
صورتن یون بہت سنیں اچھی
یون تو لیلی نہ تھی سین اچھی
نہیں یہ بات نازنین اچھی
اپنی کٹ جائیگی میں اچھی
لیکھت ہو عقل کے قرین اچھی
بس میں دل لگی نہیں اچھی
وہ نہیں خوب یہ نہیں اچھی
بات کہتے ہن نکتہ چین اچھی
نکست زلف عنبرین اچھی
مفت بھی گر ملے نہیں اچھی
نہیں یہ طرزِ بغض و کین اچھی
کہیں عادت بڑی کہیں اچھی
ہم کو بد غیر کے تین اچھی

اوس شہسوار کے ہی قدم پر نظر جمی
 طغلی بن بھی وہ آفت جان کو کہ تھا
 چھایا بریار پر ہر فصل بہار ہی
 سانی سے رند ہی تین کچھ دوس کے لمبی
 ہستی کے ساتھ ساتھ فنا ہو لگی ہوتی
 دیتا ہوں میں غلام تیرے دینے میں گایاں
 محنت کی جاتی تین راہگان کبھی نہ
 مفر میں سب ہمارے خلیق بچ رہے
 جتنے حسین ہیں سب کو کہتا ہوں ہی لون
 پاؤں نہ پھر شراب اتنی حیا نہ بھر
 وقت نہیں ہوں جو باندھوں مکر میں
 مشق تو نہیں مقابل پابی جو آپ ہیں
 دوس کوئی تو دیکھے وعدے بہت ہو
 گر جو رسم مراتب اعداد سے نزون
 صغیر دین سے سن ہو وہ چند بار کا
 کچھ دشمن جانیں ہر اک جا پہ جاوے مگر
 تے تین جو پاس تصور میں بھی بھی
 شہ چارے سانسے طے نہ غیر سے
 ہوش آئے کیسے کیا عرف رو سے یار ہی
 کیا یوزن نہ سمجھتا ہو اور ک کے الفت کو
 میں سرخ و ہون غیر ہو تھوک کر دین
 اور محنت نہ مجھے لہجہ نہ دست ہون
 خیرات بکو دوس کی تم بھی دیا کرو

وہاں سے ہونے والی باتیں

انکھوں کے علتے ہلکے علتے رکاب کے
 جو ہر گھٹے جوانی میں حسن شباب کے
 سانی خیزے کے دن ہیں شراب کیاب کے
 ہن پار ساجی خلد میں غالب شراب کے
 نقشے ہیں جسم میں رس نقش بر آب کے
 قمرے بنے ہوئے ہیں دال و جوار کے
 آئینا کچھ تو اتنے ہیں پانوں جواب کے
 ہو کر حساب بعد ہمارے حساب کے
 عاجز ہوں اتنے سے دل بناؤ غراب کے
 آب حیات لون جو میں برسے شراب کے
 یکبار ہیں نہ عاشق و معشوق ڈاب کے
 عشاق میں ہیں قیس کے ہم بھی جواب کے
 ہلکیا کچھ تو بعد حساب و کتاب کے
 شکوے بیان نمون ہستم بحساب کے
 حل عقدے آتے ہوئے ہیں علم حساب کے
 اس باغچے میں پھول کھلے ہیں گلاب کے
 قربان اس جاتے تار اس جاب کے
 ہن ڈھنگ اور بھی تو بہت سے غراب کے
 جیتے ہیں دست کیون مجھے چھینے گلاب کے
 کیا شیخ جانتا ہو دہلے کو شراب کے
 دے تو اگر دو گائی مجھے پان جاب کے
 گناخی کر نہ بیٹھوں نقشے میں شراب کے
 دنیا میں سب ہی لوگ ہیں خالی آب کے

وہ قدر دان رہے نہ وہ اہل ہنر رہے

جو لہنتاب مری آؤ شعلہ بار میں ہو
 نہ برق میں ہو نہ شعلہ میں نہ شرار میں ہو
 خیال رو سے صنم چشم انتظار میں ہو
 نہ باقی خاک بھی آئے اپنے جسم زار میں ہو
 مجدا ہوں یار سے میں عالم شباب کی حقیقت
 نہ برکنار ہوں کہوں ل سے مجھے بچ و دشمن
 جو وعدہ کرتے ہو پھر کیوں وفا نہیں کرتے
 خطا ہو گیوے شکین سے ورنہ اگر تشبیہ
 چھٹا کے زلف میں ل کیوں مرا نہیں دیتے
 وفا و الفت و اخلاص آپ کے نزدیک
 عجیب لطف ہی کچھ شرطیں بھی بول سونگی
 نیاز و ناز میں ہی لطف عاشق و معشوق
 یہ تیرے نظر آتے ہیں مرد ہم کہانی ہو
 اور اشارہ ایسے رو اک اور بھی قاتل
 خفا ہوا تو ہوا نہیں دیا تو زندہ ہوا

وہ نہ برق میں ہو نہ شعلہ میں نہ شرار میں ہو
 وصال یار میسر مستراق یار میں ہو
 سعد میں جسم ہو یا زار یہ ہزار میں ہو
 فراق بلبلی و گل موسم بہار میں ہو
 کہ آج خیر سے وہ جان جان کنار میں ہو
 قرار کیوں نہیں ایجاں سے قرار میں ہو
 شمیم ایسی کہاں نافہ تیار میں ہو
 قصور کیا جو مرا مال لوط مار میں ہو
 جو عیب ڈھونڈ دھنے موجود خاکسار میں ہو
 وہی ہو حبت میں لذت جو کچھ کہ بار میں ہو
 مرا عجیب ہی کچھ کسر و انگار میں ہو
 خیال رو سے صنم چشم اشکبار میں ہو
 کہ کام ختم بیان اپنا ایک دار میں ہو
 حیات و مرگ مری تیرے اختیار میں ہو

یہ کسکی برہی زلف یا د آئی سحر
 کہ آج تیری طبیعت کچھ انتشار میں ہو

امید دار رنڈ ہین جام شراب کے
 عقدے نہ چلی ہوئے دہین لاجواب کے
 اٹھا واکسی مجھ پہ عیان ہین عتاب کے
 اقوال کیا سنیں کسی ہم شیخ و شاب کے
 مضمون ہین عمدہ رو صنم کی کتاب کے
 جوا و ہین تذکرے چشم پڑا ب کے

طالب ہین ساقیا شبہ آفتاب کے
 مضمون ادق ہین رو سے صنم کی کتاب کے
 بگڑے ہوئے کچھ آج ہین نیور شباب کے
 ہم معتقد ہی کب ہین عذاب و ثواب کے
 نقطہ ہین خال کے کہ نشان انتخاب کے
 ہو وین ورق کتاب کے لکے سحاب کے

چند سے ہمارے دل کے یہی ڈھنگ اگر ہے
خوش و غم جو کئی تلاش میں ہم عمر بھر ہے
دل میں ہمیشہ عشق بیتِ مستندہ گر ہے
جوشِ جنون کا کاش ہی شور و شر ہے
سو اسے زلفِ سر میں ہو جیتک کے سر ہے
کیا فائدہ جو رات ہمارے وہ گھر ہے
فرمایے تو سوائے کمان کی گھر ہے
گر یہ بڑھا تو رشک سے پانی ہوئی گھٹا
غیر دن سے کیسے شوق سے نگارہ باز یا
افسوس ہو کہ غیر تو لیں بوسہ چشم کا
نادان ہیں جو لگائے ہیں نمایاں پادال
ہو جائے خود کسی کا مناسب ہو آدمی
ہم جانیں کاش ہم بھی تو ٹھٹھ جاتیں عشق سے
دھین وہ بوسہ کب ہمیں تختِ بغیر دین
اگر نہ کہا یہ بن لے کہ سنیے تو مہربان
صد مہ پر مددے کوئی گنا تک سا کرے
بولے کہ سوچاں برس بھی ہوئے نہیں
اب ہم ترے فراق میں کیا کھائیں کیا پین
سوئے وہ کیا ہماری تو تقدیر جاگ لاوٹھی
تو بہ کرینگے نام نہ یونینگے عشق کا
کیونکر نہ مونا زلِ افلاک سے پسند
کمان کو آواز دہو سنیں باتیں یار کی

۱۱

تو ایک دن یہ جانیو ہنگو کہ مر رہے ہے
صورت جب بھی کوئی نظر آئی مر رہے
بارب کبھی نہ وہ سے کہ خالی یہ گھر ہے
مگر این شل قیں ہمیشہ سفر رہے
تا چشم سے نگاہِ مرغِ یار پر رہے
ہم انگلی سمت کو وہ کیے تبتہ اُدھر ہے
کیسے نصیب رات بگائے کہ مر رہے
نالہ چڑھا تو شرم سے دریا اوتر رہے
و بھوئی پر ہمساری بھی تیر نظر رہے
حسرت سے بندہ دور سے کرتا نظر رہے
رہتا ہر مال پاس نہ داکم نہ زر رہے
اور یا کسی کو چاہیے اپنا ہی کر رہے
باتی نہ سسر کا درد رہے اور نہ سسر رہے
کب تک یہ اون کی دھین اگور مگر ہے
کب تک کوئی فراق میں خستہ جگر رہے
کب تک جگر پرشتہ رہے چشم تر رہے
دو چار روز میں ہی اچھی تم تو مر رہے
خونِ جسم میں رہا جو نہ سخت جگر رہے
بو سے لیا کیے وہ پڑے۔ نیخبر رہے
اس مرتبہ جو جگئے جیتے اگر رہے
گھر میں رہے جب آکے وہ رشکِ قمر رہے
آنکھیں یہ چاہتی ہیں وہ پیشِ نظر رہے

کیا انقلابِ سمجھ زمانہ میں ہو گیا

سُرخ لبوں کی رخ کی ضیا کچھ نہ پوچھے
غیر و نکو اوسے قتل کیا اپنے ہاتھ سے
رہتے ہیں اپنا حال کہیں ہم کہے بغیر
لاٹانی حُسن و خوبی میں ہی ماہِ رومِ را
دلت کے بعد آج وہ آئے ہمارے پاس
پوچھا جو بیٹے غیر و نئے کیا بات کرتے تھے
کتابِ اُس میں کو کوئی نقطہ کوئی مسج
پوچھیں جو کچھ تو بات کا دیتے نہیں جواب
دل دیکے ایک بوسہ لیا ہنسے یار سے
ہجرِ منہم میں نزع کی لذت اٹھائیے
عشقِ بھان کا کیا میں کمونِ لطفِ شیخِ جی
خوبی طرزِ غمزدہ و انداز کیا کمون
ہی ہر صدمہ کے جلوہ سے نورِ خدا عیان
آئینہ رو ہو ٹم مری صورت سوال ہی

ہر کون دلیفریب سوا کچھ نہ پوچھے
مجھ کو جھبلا ہوا کہ بُرا کچھ نہ پوچھے
خواہ آپ ہنسے پوچھے یا کچھ نہ پوچھے
پر ہم سے اُسکا حال و فاکچھ نہ پوچھے
خلوت کا حال اور سوا کچھ نہ پوچھے
اُس بُت نے مسکرا کے کہا کچھ نہ پوچھے
بہتانِ زمرہ شہِ را کچھ نہ پوچھے
حال و فورِ شرم و میا کچھ نہ پوچھے
کھو بیٹھے کیا ملا ہمیں کیا کچھ نہ پوچھے
اس درد کی کسی سے ودا کچھ نہ پوچھے
یہ وہ ہی چیز جکا فرما کچھ نہ پوچھے
حسنِ طریقِ ناز و ادا کچھ نہ پوچھے
کتنے خدا ہیں ہر خدا کچھ نہ پوچھے
منہ دیکھ لیجے حال مرا کچھ نہ پوچھے

عاشق ہی جانِ نثار ہی شہید ہی آپ کا

کیا پوچھنے ہو سحر ہی کیا کچھ نہ پوچھے

دلینِ فرمانِ مرے جانین ابھی کیا کیا ہی
منہ بٹائے ہرے کیوں بیٹھے ہو بگڑا کیا ہی
نہیں معلوم کہ دلینِ مرے بیٹھا کیا ہی
غشقا بازی کا اوسنِ امن کو سلیقہ کیا ہی
اسمین تکرار ہی کیا اس میں کچھ کیا ہی

ابک بوسہ کے ہوا اور ابھی پا کیا کیا ہی
بوسہ لے لینے پہ کیا رنج ہی غصہ کیا ہی
جانِ بے کی اوٹھا کرتی ہی ہر دم جو ہوس
میرے آگے بھرے کیا غیرِ محبت کا دم
بوسہ لینے سے ہو آرزو تو لے لو بدلا

ہر گھڑی سحر سے رہتا ہی مقابلِ ایِ غیر

کس بھروسے میں ہی تو نے ہمیں سمجھا کیا ہی

غم رہو ہم سے خفا ہم رہیں جینے سے خطا
ابر ہو باغ ہوسا فی ہو بخارا ہوسال
خیر یا بنین تو فرصت کی ہیں لیکن اسدم
یہ تو ہم جانتے ہیں کچھ تمہیں انکار نہیں
تاڑ کر قصہ مرا ماتھہ چھوڑا کر بھاگے

ایسے جینے کو بھلا لیکے کرے کیا کوئی
نہیں اور اسکے سوا دلین تمنا کوئی
بڑا تسکین بہن دیدیجیے بوسا کوئی
پر ابھی دیدو تو دیکھیں تو کرے کیا کوئی
لکھ کے اسطرح جھپک کر کردہ آیا کوئی

خود بخود تم پہ گلا کاٹ کے مرجائینگے
یہ تو سمجھو گے کچھ بھی سحر بھی کچھ بھلا کوئی

کتا ہوں جب دکھاؤ رخ اپنا ذرا مجھے
درکار ہی ذرا سی شرمی خاک پا مجھے
بیماری کیسی سارا بکھیرا ہی پاک ہو
گر بن نہ تو خاک بھی ہوتی نہ انھی قدر
یا رب بدل سے اس بُت شکن درو کا دل
ہرگز میں روزِ خسرتہ اوٹھو گنگا گور سے

کہتے ہیں رونمائی میں غم دو گے کیا مجھے
پارس کی چاہ نہ ہو س کیسیا مجھے
گر دیوین دوست زہر بجائے دوا مجھے
لازم ہی خوب رویو بخود لین دعا مجھے
یا اور دل بدل سے کوئی دوسرا مجھے
گر تجھ سوا خود آ کے اوٹھائے خدا مجھے

رہو اہو ہوں عشقِ صینان میں بیکہ سحر
اچھا وہ کرتے ہیں جو میں کہتے بُرا مجھے

سر ملا ہر عشق کا سوا سلائے کے لیے
اوسکا ہنسنا یاد آنا ہو دلائے کے لیے
کوئی در ابد بن گیا ہی کوئی داغنا بگیا
فقد دل کو دارتے ہیں ہم لبِ بیاں خورد پر
مجھ پر چشمِ ثواب اور ونِ پشیمت کی نظر

دیکھیں زین انسا نکو آئینو بہانے کے لیے
کچھ بہانہ چاہیے آئینو بہانے کے لیے
کیسے کیسے سوا لگ ہیں روئی گناہ کے لیے
نذر لائے ہیں تمہارے پان کھانے کے لیے
مجھ کو خورائیل عیسیٰ ہو زما نے کے لیے

کتبہ اُمید کی تعلیم واجب تھی ضرور
ہننے بوسے سحر اسکے آستانے کے لیے

بہتر یہی ہو در در کچھ نہ ہو چھپے
ولہ کیا پوچھتے ہو حال ہی کیا کچھ ہو چھپے

جو چھوڑا اوسے غمِ فرقت سے ملاؤ اُس سے
جتنے ہیں دوست غرض سے نہیں کوئی غالی
جہنمِ نرگس ہو سفید اور سیہ چشمِ صنم
مجھ پہ بتلاتا ہو کوئی کہ ہوا ہو جاو
مُحفلِ یارِ مین اغیار کی ہو آمد و رفت
ہر تقاضا یہی پھر مجھ سے دلِ وحشی کا
بیکسی کہتے ہیں اسکو کہ خبازہ پہ مرے
کچھ عجبے قی ق و بقی بق ہو مچا دنیا میں
وہ بھی دن یاد کرو دلیں کہ جب سیر سوا
یون کہا میں نے کہ لے جلد خبر ہو ظالم
بولے مرنے کوئی ہو وہ کرے اپنی دوا
یون کہا سینے کہ ٹم خوب ہوے ہر جانی
یہ نہیں ڈر ہو سباد کوئی ملعون کرے
بولے کیوں سیر کو یا ہر نہ کہیں جاوین ہم

ایسا غمخوار نہیں ہنگو ہی طبت کوئی
سچ تو یہ ہو نہیں دنیا میں کسی کا کوئی
کون تشبیہ دے ایسا نہیں اندھا کوئی
سایہ کتنا ہو پڑا اس پہ پری کا کوئی
گر اوٹھا کوئی تو آ کر وہین بیٹھا کوئی
اور دکھلا مجھے اُن دا من صحرا کوئی
چار آنسو بھی بہائے نہیں اتنا کوئی
ہو یہ اندھیر کسی کی نہیں سُننا کوئی
چاہئے والا نہ تھا ایک تمھارا کوئی
مرضِ ہجر کی شدت سے ہر مرنے کوئی
کس سے کہتے ہو اجی یا نہین عیسیٰ کوئی
نہ بچا ٹم سے کوئی گھر نہ خستہ کوئی
یہ نہیں خوف کہ دیکھ تو کہے کیا کوئی
گھر میں بیٹھا رہے کس طرح اکیلا کوئی

لوگ مشتاق ہیں اور سحرِ سخن کے تیرے
اک غزل اور بھی اُن چاہیے پڑھنا کوئی

تسا غافل بھی زمانہ میں نہوگا کوئی
جیتے جی یہ بھی نہ سمجھے کہ ہر مرنے کوئی
میں جو روتا ہوں تو غمِ ہنس کے نہ خوش ہو ہیز
ایک پر ایک کو ہو فوقِ خدا نے بخشا
یون کہا میں نے کہ دل میں نے دیا ہو سگو
بتلا عشقِ صنم میں ہی تمامیِ عالم
اُس سے میں نے یہ کہا ہاتھ پکڑ کر سہرا

دھیان اتنا بھی نہیں ہم پہ ہر مرنے کوئی
تم سے امید پس مرگ رکھے کیسے کوئی
حال کو میرے سمجھتے ہیں تماشا کوئی
یہ نہ سمجھو کہ جہا نہیں ہم کوئی
ہنس کے کہنے لگے دکھلاؤ نوشتہ کوئی
خوف کرتا ہی نہیں دلیں خدا کا کوئی
جان من ہجر میں کب تک رہے مرنے کوئی

توزنہ کی ہر موت سفخور کے واسطے

ناوک انگن مجھ پر گراؤ سکی نظر ہو جائیگی
ایک شب و صلت میرے مجھ کو گر ہو جائیگی
طبع اُس بُت کی جو مائل سوئے شہر ہو جائیگی
کب یقین تھا جب و چار اُس سے نظر ہو جائیگی
گر تری پاپوں وہ اس سے سب ہو جائیگی
سر سے اپنے جائیگی کب لگے خون کی تاک جھانک
نا تو اتنی کا یہی گر زور ہو تو ایک دن
باغ عالم سن نہ کر سن دور دورہ پر غور
تھا بہت مجھ کو بھروسہ آہ آتشناک پر
جان جان جائیگی پیچھے آپ تو غیر دیکھے پاس
لاش جلتے شیر میری جائیگی کب قبر تک
گنبد گردان جلاؤنگا جو کچھ نبی ایک آہ
و مل کی شب یوں کہانی سے کہ مٹنا خیر کر
بولے چھپا کر تھا ضابطہ کب بھی اس قدر

ولہ

جان اپنی شوق سے سینہ سپر ہو جائیگی
طول شکوہ کی کہانی مختصر ہو جائیگی
اک خدائی آن مین زیر و زبر ہو جائیگی
طبع باطل اوس سراپا ناز پر ہو جائیگی
خاک تیرے کشتہ الفت کی زر ہو جائیگی
دیکھا بھالی ہی مین عمر اپنی پس ہو جائیگی
نن مرا گھٹ گھٹ کے اُس بُت کی مکر ہو جائیگی
چار دن پیچھے ہزار تک و گر ہو جائیگی
جانا کیا تھا کہ ایسی بے اثر ہو جائیگی
فکر جان کھو دینے کی یان پیشتر ہو جائیگی
کو بکو خانہ بخت نہ در بدر ہو جائیگی
بہ گڑھی تو ایک ہی گولے مین سر ہو جائیگی
جان مین بان ویر کرنے مین سحر ہو جائیگی
میر اکیا ہو جائیگا ہو جائے گر ہو جائیگی

کیا زہن سخت مین لکھی ہو تو نے واہ واہ
یہ غزل اس سحر تیری شہر ہو جائیگی

ولہ

نہ تو دیتے ہو جواب اور نہ بوسا کوئی
کبھی دشنام نہ دی مجھ کو نہ بوسا کوئی
جملہ جو تم سے ہوا ہو گا بھلا کیا کوئی
دام کامل مین کبھی پھنسے نہ چھوٹا کوئی
جنس دل تیرے فریدار لیے پھرنے ہیں
ساقیا برہر اور باغ ہر فصل گل ہے

تکو دل دیکھے یہ فرما بیٹے لے کیا کوئی
آہ ارمان نہ نکلا مرے دل کا کوئی
سیکھ لے آ کے اجی تم سے بیٹا نا کوئی
گر کے اُس چاؤ و قن مین سے نہ نکلا کوئی
مفت بھی اس کو پر پرو نہیں لیتا کوئی
بھر کے مینا گر گزنگ سے اب لا کوئی

حسن انسان پر نہیں جنگی طبیعت آتی
بعدِ عسرت کے برآسانی لکھی قرآن میں
موتی پرین کے وہ جیوت کرینگے تقریر
چاہیں وہ غیر نکو تو کیوں نہ میں چاہوں ننگو
دیکھ سکتی ہوا و نہیں چشمِ تصور ہر جا
لیکے اک بوسہ فقط چھوڑ دوں تمکو کیونکر
بیسے اک دوست نے اُنسے یہ کہا میرا حال
کہ وہ مرتے ہیں لیجان سے خدا ہیں تم پر

کیوں جی دنیا میں کوئی ایسے بھی انسان ہوئے
کام سب کی دل مضطر ترے آسان ہونگے
پھول کھیرینگے وہ جیوت کہ خندان ہونگے
اُنکے چہرے دست تو میرے بھی و چندان ہونگے
میری آنکھوں نے کہاں جا کے وہ نہاں ہوئے
جانے کیا کیا ابھی دلیں بھرے ارمان ہوئے
اس غرض سے کہ وہ جو روئے نشیمن ہوئے
بولے اس جو بٹھیں کیا ہیج ہر جی مان ہوئے

بہتے ہو نام مرا لینا کروں گا جسا دو
خود بخود آپ مرے تابع فرمان ہونگے

ایسا دُشمن ہوا دل مضطر کیواستے
کرتے ہو فکر غافل کیا گھر کے واسطے
ہر شے میں جو کہ دیکھتے ہیں جلوہ دوست کا
اس بُت نے ایک بات ثنائی شے عیال
شکر پیام وصل میں قاعدہ سے جی اوٹھا
فرگان کو تیری ہنسے جگہ اپنے دلیں وہی
لکھنا ہوں اُس کی صفی چشمِ شوخ کی
بالش کی جا ہی ٹھکرتا سنگ آستان
جاتا ہوں چین کا کلِ عشرِ نشان کو میں
جتنے تھے ظلم سب وہ جفا کار کر چکا
کرتا ہوں روزِ ہجر میں تیرے میں بدستور
سانی شربہ اشک ہر مان جامِ شہم میں

اول

پیدا جنوں ہوا ہر مے سر کیواستے
دنیا میں سب مقیم ہیں دم بھر کیواستے
وہ لوگ سجدہ کرتے ہیں پھر کیواستے
لاکھوں دے خدا و پیمبر کے واسطے
ہو معجزہ ضرور پیر کیواستے
زیبا بہان ہو اسی خیر کے واسطے
مارِ مگاہِ حور ہو مہر کیواستے
کافی ہو خاکِ درمے بستر کیواستے
سودا خریدنا ہو مجھے ستر کیواستے
باقی رہے نہ جہنم شکر کے واسطے
کیا کیا تسلی دل مضطر کے واسطے
احسان اٹھائیں کیوں جو دماغ کیواستے

ای سحر قدر دان جو نہ کوئی شعر گاہ

خال و خط گوی و مویخ نرگان و چشم
پھول نسوں کا نزاکت سے ہوا
ویر تک نظارۂ جہان کیا
فکر مضمون کر رہے ہیں چپ رہو
یا و نسب میں روتا ہوں ہر دم لہو
پچاڑتے ہیں دام میں غمقا کو ہم
مرحبا ای دل یہ تیرا کام تھا
جال سے اُسکے باپ ہو کیوں نہ تشر

ہم تو کہتے ہیں انہیں نو چار کے
جیب سیلے پوسے گل رخسار کے
وہم ہیں ممنون روزن دیوار کے
وہم لکھتے ہیں دہان یار کے
رنگ ہیں یہ ویدہ خوبار کے
لکھتے ہیں مضمون دہان یار کے
جو سے حد سے فراں یار کے
سیکھوں پامال ہیں نثار کے

سخت ہو گو نزل عشق بیتان
رہ نجاتا سحر ہمت ہار کے

جب وہ انداز سے گلشن میں خرامان ہونگے
خود غلامان نہ اگر صورت انسان ہونگے
روز افزون جو یہ داغ دل بوزان ہونگے
راضی بھی قتل یہ وہ گریہ خنواں ہونگے
وہ بھی نہیں دیکھے حاصل کبھی ایجان ہونگے
یہ تو تاق ہزار دن ترے ایجان ہونگے
یاد دہنے میں جو او سکے یزدان ہونگے
دفن جو لوگ ترے کوچہ میں ایجان ہونگے
یا خد اوہ بھی دن آگیا ستم کا او سکے
شکوہ جو رہے وہ دینکے عداوت بھی چھوڑ
بٹ پرت ایسے ہیں سلام سے ایسے ہیں نفور
اٹل چڑنے سے نفرت ہی خوشی سے یانک
جامہ سے اپنے میں ہو جاؤ نگاہا ہر اوسم

سر و شما و خیالت سے پشیمان ہونگے
جا کے فردوس میں ہم سخت پشیمان ہونگے
بہر تن داغوں سے ہم سر و چراغان ہونگے
سخت جانی سے مری سخت پشیمان ہونگے
گھر میں عاشق کے شب وصل کے سامان ہونگے
ایک مہرے نہ کبھی تالچ فرمان ہونگے
نظر سے سب لٹوؤں کے گوہر غلامان ہونگے
خلد کو جاتے ہوئے دین ہراسان ہونگے
شکوہ ہم اُن سے کریں گے وہ پشیمان ہونگے
یہ ستم اور کریں گے جو پشیمان ہونگے
گرفتار بھی کہے تو بھی نہ مسلمان ہونگے
گرفتار بھی کوئی ہکو تو گریان ہونگے
وصل کی شب جو گر گھر میں وہ غریبان ہونگے

خدا کیوں اسے صورت دکھا دے بتو مرنے والوں جھکی جاتی ہو گردن بار سر سے ہجر جانان میں نہ کیوں پابند ہوں اہل صفا خانہ نشینی کے	صنم کب تک یہ بندہ حسرت دیدار میں ترے اگلی بوجھ اوتر جائے کہیں یہ جسم لاغر سے نکلنے کہنے دیکھا ہی کہیں آیتے کو گھر سے
--	--

یقین ہر ماہ تابان منہ دکھائیگا نہ عالم کو
نقابِ ای سحر اولے گا وہ جسم مرنے نور سے

کیا کیا نہ خاک اڑائی ہمارے غبار نے کیوں چشم شوق واز ہے بعد مرگ بھی بھٹکا جو گھر سے سیر چین کو وہ رشک گل دکھلائی وہی نہ لاش اٹھاتے کسے عزیز مجھ باوہ خوار کا ہوا اجسام کیا۔ خیر ای موت جلد آگے نکلتے تن سے جان امداد لاغرون کی کراہی پنجہ جنون جسکم میں نے بوسہ رخسار کیوں لیا دشمن بھی میرے حال پہ ہو کیوں نہ مہربان پوچھ گیا جب خدا تجھے کہنے کیا ہی قتل اس کا شایس ہی ہو کہیں وصلِ یار سے اک میں فقط شہید تین باغ و ہرین سینہ تو کیا ہی قبر بھی کی بعد مرگ چاک بیمار عشق دفن بھی ہو کر حبلِ کیا	دلہ چھوٹے ندی رکاب بھی اوس شہسوار نے مارا ہی مجھ کو حسرت دیدار یار نے بزدلہ اوٹھا یاد دڑ کے باوہ ہمارے احسان کیا یہ مجھ پر مرے جسم زار نے مٹی سے میری خام بنایا کھار نے مجھ کو تو مار ڈالا ترے انتظار نے دیتا نہیں ہی ضعف انہیں کپڑے اوتار نے اوس کو خفا کیا دل بے اختیار نے رتبہ دیا یہ مجھ کو مرے انکسار نے کدو لگا خال و خط و منج و چشم یار نے جھگڑے میں ڈالا ہی دل امیدوار نے نچھپر گئے کو کاٹا ہی گل ہزار نے ہر دم تڑپ تڑپ کے دل بے قرار نے بعد رفتا بھی ساتھ پھوڑا ہزار نے
--	--

ای سحر جیتے جی نہ رہائی ہوئی نصیب

چھوڑا تو جان لے کے صنم ہجر یار نے

جاننا ہی دل مرے اُس پیار کے
دانت ہیں گویا دہان مار کے

لطف اٹھاتے ہیں جو وصلِ یار کے
حلقہ گیسو میں موتی ہار کے

اس طرح سن گئے ہیں بخور کئی دن سے

خاک کر دیگی دناگر دشمنِ تقدیر مجھے
یاد آجانی ہر جیب زہت گر بگیر مجھے
وقتِ یارین دیتے ہیں دلا سے دونوں
گر نہیں بولتے ہیں آپ نہ بولیں مجھ سے
رات کو خواب میں اُس سے ہوا صلِ نصیب
بر نیا طرزِ ستم ہو کہ لگا کر مجھ سے
کیا عجبِ فرقتِ دلدار میں آخر ہوا صل
رہنے دیگا نہ زمین پر فلک پر مجھے
نظر آتا ہے مکانِ خانہ نہ بخیر مجھے
دل د لگیر کوین اور دل د لگیر مجھے
پر بتا دیجئے صاحبِ مریِ تعمیر مجھے
کیا دکھانا ہے خدا دیکھیے تعمیر مجھے
کستا ہو کینچ دے اب دل سے راتیر مجھے
سو جتنی ہر نہیں کچھ وصل کی تدبیر مجھے

سحر قابو میں ہو وہ رشکِ پری کا چھو کوئی
عملِ حبیب نہ کوئی یاد نہ تعمیر مجھے

ملاؤں میں اگر رومال اپنے دیدہ تر سے
بستر وصل بکھو ہو گیا ہو اُس من بر سے
مقابلِ ابر ہو کیونکر ہمارے دیدہ تر سے
خدا شاہد نہ نکلے گا جو تو ای سنگدل گھر سے
پیرا یادِ بدر قسمت نے عشقِ ماہِ سپہر میں
قد آدمِ قدا و کا عجبِ طوبی سے بالا ہے
اگر وعدہ کرے کل کا تو منہ شرمین کھلائے
کبھی اسکی سی کیفیتِ تنوگی اُسین امیرا ہر
ہوا بیدم جو میں عشقِ پیمانِ بخش جانان میں
رے گھر آپ سے وہ آئینہ رُوح آج آیا ہے
سوالِ جو منہ محل لبِ قافل جو لکھا تھا
ندے نو دیر سے ترغیبِ کعبہ بکوا امیرا ہر
عرفِ آلودہ ابرو کے جو لو سے کامین تشنہ تھا
یقین ہر باتنی پینا چھوڑ دے بادلِ بختِ سحر
نہیں زتبہ ہمارا کم ہو کچھ مخمور و قیہر سے
کہ وہ بر سے خطِ برات میں پیرا ل بھر بر سے
ابھی سر چھوڑ کر جاؤ گناہین در کے پتھر سے
نہیں کچھ بکھو شکوہ گر و شس چرخِ شکر سے
بڑی زلفتِ درازا و سکی ہر طولِ اذیتِ حشر سے
کہ فردا یار کا کچھ کم نہیں فرداے حشر سے
نہ بد لون ایک جامِ کو میں تہہ جامِ کوثر سے
نہ زندہ ہو سکا فردہ مرا عیسیٰ بے میر سے
نصیبِ اکم نہیں ہے کچھ مرا بختِ سکندر سے
جو اب بخارِ تم اُسے کیا خونِ کبوتر سے
بیانِ بین بُت و بان کیا باکے سر چھوڑینگے پتھر سے
بجائی بیاس بھی چلا دے تو آبِ بخیر سے

کھین خدا فی میں ملتا نہیں بتا ای سحر
تلاش یار کی کتب چار سو نہیں کرتے

دام گیسو میں جو دل اُسے پھنسا رکھا ہے
اک نظر میں دل و دین معبر و خروٹ لیا
شوق سے رکھے قدم خانہ دلیں ایجان
درو دل کہتا ہوں چلا کے تو فرماتے ہیں
دل کریں کیوں نہ پسند اپنا بتان کم سن
درو سر سے نہیں کم گھسکے لگانا صندل
قتل کے بعد کیا لاش کو میری پامال
مانگ کر بوسہ ابرو سے شکر ای دل

اپنے وحشی کو گرفتار بلار کھا ہے
کسکی بھرتا ک من ہر آب بہان کیا کھا ہے
آپ کے واسطے گھر بنے بنا رکھا ہے
کان اوڑے جاتے ہیں کیوں شور مچا کھا ہے
ہمنے لڑکوں کا کھلوانا یہ بنا رکھا ہے
درو کا نام اٹھاتے دوڑا کھا ہے
کون ناسلم شکر سے اوٹھا کھا ہے
جان کر ہم نے نہ تیغ گلار کھا ہے

عاشق چشم سے کتا ہر وہ جادو مقیر
سحر میں سحر کو بھی ہنسنے پھنسا رکھا ہے

اک جن باڑھا ہر سے سر پر کئی دن سے
رکتے ہیں جو وہ ہاتھ میں خنجر کئی دن سے
ہو مجھ سے خفا یا صبر کئی دن سے
دیتا ہو رقیبوں کو جو وہ بوسہ فرگان
اک لپٹا ہوا ہر سے میں نرم ہال اوکھا
سز قتل کھین خنجر ابرو سے شکر
یہ سہ نہیں دتا کوئی بٹ رہہ خدا میں
گردش نے بنایا ہر سے پانوں کو پکار
کھینچگی اُسے بھی اوھر اکدن کشش عشق
کیونکر مرے نالوں پہ نہو صور کا دھوکا

ہو یاد تری زلف مغیر کئی دن سے
ہوں میں بھی تھیلی پر لیے سر کئی دن سے
ولے بیٹھتا ہو گالیان اکثر کئی دن سے
بھرتی ہو چھری سی مرے دل پر کئی دن سے
کھلاتا ہوں ترکیب سے چھری کئی دن سے
دو بھر ہو مرے تن پہ مرا سر کئی دن سے
پھر تا ہوں گدا بنے میں در در کئی دن سے
رہتا ہر ترے کوپے کا چکر کئی دن سے
مٹھ آب جو پھر الیتا ہو ہنکر کئی دن سے
عالم میں بار ہوتا ہو شکر کئی دن سے

تو نے یہ غزل سحر لکھی ایک گھڑی میں

اپنا گھر سامنے دروازے کے بنوائینگے
چھوڑ کر ویر و حرم کو سے تباہیں اوردل
اوسکے کوچے میں خربدنگے زمین تھوڑی سی
یسراوقات کراٹ چلکے وہیں تھوڑی سی

دیکھیں ایسی سحر کہے کوچہ قاتل ہو نصیب
دفن کو کشتے بہت اوز زمین تھوڑی سی

ہم سے مندرغیر و ن سے یاری دیکھ لی
خوبر و پایا نہ کوئی با و فنا
دل میں میرے ہو نہاں شکل حبیب
پانی پانی ہو گیا غیرت سے ابر
استدر تکرار اک بو سے پہر
کچھ سکی مانی و تنجہ سے شکل یار
چاہ ہم کو دیدید و سٹ کی نہیں
بغرض کوئی نہیں دنیا میں دوست
ابرو و تامل سے دل میں کٹ گئی
دیکھ لی الفت تمھاری دیکھ لی
ہمنے دنیا پھر کے ساری دیکھ لی
جب ہوئی کچھ بے یقاری دیکھ لی
میری شاید اشکباری دیکھ لی
مستروانی بس تمھاری دیکھ لی
تیری بھی صورت نگاری دیکھ لی
اونکی صورت پیاری پیاری دیکھ لی
ہمنے سب یار و نکلی یاری دیکھ لی
تنج کی بھی آبداری دیکھ لی

طنز سے کتا ہو وہ مجھ سے کہ سحر
ساحر ہی ہمنے تمھاری دیکھ لی

زقیب سفلہ سے ہم گفتگو نہیں کرتے
تمھارے بوشہ لب کی ہمیں تمنا ہے
جو ابتدا میں سمجھتے کہ ظلم ہو انجہام
صہب و ست نہیں ہیں غصہ کے خون ہیں
تمھارے وعدے کا کیونکر ہونے دیکھتے ہیں
حیا ہوتی ہے جو بعد وصال دانگیر
نہ بویے گا تو اچھا ادھر کو دیکھیے تو
ہر ایک بات میں جھجھلا کے دیتے ہیں گالی
ہماری وضع ہو گئے سے کو نہیں کرتے
کچھ اور بات کی ہم آرزو نہیں کرتے
تو اتفاقات کی ہم تیرے خونین کرتے
یہ کیا ملاپ میں کا وعدہ نہیں کرتے
وفا سے وعدہ بھی خوبرو نہیں کرتے
نگاہ شدم سے وہ دروہ نہیں کرتے
یہ کیا سبب مری جانب جو رو نہیں کرتے
ہماری خاک بھی وہ آبرو نہیں کرتے

تربیب گلو کر بجا وہ گل آپ شوق سے
یو سے بد سے ہن دیا رہنے چوسے کھیل میں
سودا مختاری زلفوں کا سر پر سوار ہے
اوڑ کر کبھی نہ دامن جانان کو چھو سکا
دل جیکو چاہے اُس سے نہ بولیں کہ کھلے
انکار سے فراہز زیادہ میان وصل
میں تو شبِ فراقِ بنان میں ہوں تھکے ہا
کرتے ہیں اسکی آڑ میں یہ صید مرغِ جان

قیمت لڑی جو دیکھنا چھو لوں گے ہمار کی
کیونکر خوشی ہو جیت سے مجھ کو نہ ہمار کی
قیمت لگائے کیا کوئی شک تار کی
مٹی خراب ہو گئی اپنے غبار کی
یہ بات عاشقوں کے نہیں اختیار کی
بھاتی ہر بان یہ او کی نہیں بار بار کی
تشخیص کی طبیعتِ ناحق ہمار کی
گھو گھٹ پر یہ خوشی ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا

ورور بان ہر سحر یہ مصرع بردہ وصل
منور نہ حق دکھائے شب انتظار کی

یا مجھ کو کس قدر رہتی ہو جانی آپ کی
صورتِ آئینہ حیران ہو جو دیکھے آپ کو
میرے ہوئے آپ نے غم و نیکے کیوں کھلے
اور تو سب درکن رات پاس ہی آتے نہیں
گر نہیں مینے نہ دھچلا ہیں وقتِ سفر
کیون نہ پھر فرقت میں ہوں زخمِ جگر اپنے ہر

دل سے کتا ہو نہیں رات کو کوئی آپ کی
کھینچ سکتا ہو بھلا لغو ویرانی آپ کی
واہ صاحب دیکھ لی اس قدر رانی آپ کی
ہو چکی اس نوبت کو جسے بدگانی آپ کی
راغ دل رکھتے ہیں پاس اپنے نشانی آپ کی
باد آتی ہو ہیں پوشاک وصالی آپ کی

ہنسکے اُس گل نے کنا دیکھا جو میرا روستے زرد
ہو گئی کیوں سحر رنگت زعفرانی آپ کی

رہ گئی جسم میں ہر جان حزنِ تھوڑی سی
نکلے حسرت پس درگ اپنی کہیں تھوڑی سی
اُسے بڑھکر نہ جانیں کوئی ہوتا ہرگز
تو نے ملنے میں بڑی دیر لگائی فوس
سب چاہتا ہوں تجھ کو خدا شاہد ہو

ابو موقوف کروچین جبین تھوڑی سی
کوئے جانان میں جو ملے زینِ تھوڑی سی
عاشقوں نے جو وفا کرتے حسین تھوڑی سی
عمر باقی ہی بیان دشمن دین تھوڑی سی
لیکن الفت نہیں تجھ کو بہت چہن تھوڑی سی

ایک

مرگے عشق میں کامل جو تھے قیس و فریاد
کو چہ رشکِ چمن میں ہر مرے و لکھ خوشی
کچھ سلی تیری نہ تصویر کسی صورت سے
مجھسا آستاد نہویدر سہ عشق میں گر

ہاے دنیا میں نہ اس ضمن کے آئنا آوا ہے
باغ میں کمد و یہ بیکل سے کو و شاد ہے
و بیکر دنگ تجھے مانی و ہزار ہے
بلیون کو نہ گلستان کا سبق یاد ہے

سحر ساعاشق جاننا زہ ہو گا کوئی
یہ سخن یاد مراد و ستم ایجاور ہے

کوچے سے اپنے غیر کو ایجان نکالے
کرتے ہیں قتل چھکوعد و جرم عشق میں
نوکِ مرثہ سے کر کے دل عاشقانِ فگار
تشہیرِ عیدِ قتلِ مری لاش کیجیے
اوسکی گلی میں جاؤں میں ای خطرِ کس طرح
دیکھا جو میں نے آپکو تو کیا خنوب ہوا

دل بہتر ہی باغِ خلد سے شیشاں نکالے
کچھ اپنے منہ سے آپ بھی ہون مان نکالے
کتے ہیں میرے تیر کا پکان نکالے
جو جو بھرے ہوں دلین وہ ارمان نکالے
کوئی تو راہ کو چسہ جانان نکالے
آنکھیں نہ اس گناہ پہ ای جان نکالے

جب اُنکے جہین آتا ہر پڑھے کوئی غزل
کتنے ہیں لاؤ سحر کا دیوان نکالے

شہر ہستنا جو زلیفِ معنبر کا یار کی
منہ یاد مثلِ بلیبلِ نالان ہزار کی
ثابت ہوا یہ آنکھ کے پھرنے سے یار کی
دیکھو اگر بہارِ سنِ داغِ ہزار کی
ٹھوکر لگا کے قبر پر تم جابے فاتحہ
راکدن ہمارا نالہ تو شے بگوشِ دل
نقد او جو ر و تسلیمِ جان کچھ نہو چھے
خاموشی ہی ہزار سوالوں کا ہی جواب
مر مر گئے جو نکلی اوٹھا کر جو غمت بیان

دل خوش ہو حیا سے اوڑ گئی مشکِ ستار کی
اوس گل نے پر نہ مجھے نظر ایجاور کی
گردش کبھی بنائیگی لیل و شمار کی
پھر سیر تم کرو نہ کبھی لالہ زار کی
مٹی خراب کرتے ہو کیون خاکسار کی
آواز خوشگوار ہو کیا اس ستار کی
طاقتِ نین زبان کو اوسکے شمار کی
اوسنے تمی یہ سیکھی ہو طرزا خضار کی
کیا فکر اوسکے واسطے سنگِ مزار کی

ہو تو قسم کے قضا سے بخت سے تقدیر سے
راست ہو اعجاز کا ہونا تری آواز میں
ایکدن بھی لے اُس بُت کا پسِ جاوید ہو
پھر ٹھوٹا جو کہ اُس لبتِ مسلسل میں چھٹا
نوکِ نادوک سے نہیں کم وہ غرہِ بے غلش
کوئی نقشہ اور اُس سے بھی نہ ایسا کچھ سکا
بے جا زت کوئی بوسہ پھر نہ لو گناہِ عمر بھر
میرے ہوتے قتل کیوں کرتا ہو ظالمِ غیر کو
مثلِ سابق دیکھتے ہیں کیا دکھانا ہر خدا
دلِ شگفتہ ہو کیوں باتوں سے تری رشک گل
دیکھنے سے اُسکے دکھاتی ہو چھکو میری شکل
نوسرِ گل میں رہائی کی نہیں اصلاً امید
منصوب کے باعث نہیں ثابت نکلتی منہ سے بات
لاکھ گھاتیں وصل کی کہیں پر کچھ حاصل ہوا
جوشِ وحشت نہیں سوا ہوتا ہو سودا زلف کا
جوشِ وحشت میں کی کیوں کر کرے سودا زلف
زلف کے سودے میں چھکو قید رکھو دوستو

۱۱
۱۲

ورنہ کیگو وصل حاصل ہو سکا تدبیر سے
اسی سے جامِ دے جیتے ہیں تری تقریر سے
خاک ہو امید ہو کواہ بے تاثیر سے
نعلِ سبزی او ٹھٹا ہو ہر دمِ فائدہ زنجیر سے
تیغِ ہجو کا ہو کاٹ افروں کہیں شمشیر سے
دونگ ہو نقاشِ قدرت یار کی تصویر سے
درگزر کیجئے اگر ای جان اسِ نقصیر سے
یہ سزا دیتا ہو چھکو کونسی تقصیر سے
عشقِ ہم کو پھر ہوا ہو اک بُت بے پیر سے
پھول چھڑنے ہیں تری رنگینی تقریر سے
رو سے جانانِ آئینہ ہو کثرتِ تنویر سے
دل بندھتا ہو زلفِ پر خم سے قدمِ زنجیر سے
نا تو اتنی احسانِ ظاہر ہو مری تقریر سے
زورِ خلِ سچا ہو کب تدبیر کا تقدیر سے
تیغِ ہر الفت ہوتی ہو دیوانے کو زنجیر سے
ہو دلِ دیوانہ کو الفت بہت زنجیر سے
ہو دلِ دیوانہ کو الفت بہت زنجیر سے

کون قیدی مر گیا اے محرم زلفِ یار کا
آتی ہو آوازِ شبیوں خانہ زنجیر سے

دلِ شگفتہ ہوا کی سیرِ حرمِ شاد رہے
عمرِ پھر عشقی قیدِ غیرتِ شمشاد رہے
خانہِ برباد ہو نہ کوئی خوب پلائی تو نے
چپ نہوںِ جہورتِ تصویر کوئی عشاق
باغبان جانے ہیں گلشنِ ترا آباد رہے
دلی نہ اپنا کبھی اس باغ میں آزاد رہے
ساجی میخانہ ترا مشترک آباد رہے
چاہے لب پہ سدا مالہ و فریاد رہے

کیون نہ دل اپنا تزار و تزار ہو
 رشک سے ولین نہ کیون جلجلا سے شمع
 ہجر میں ہو کیون نہ لذت وصل کی
 کوچ کا کل میں کھو کر رفت بدل
 جھانکے روزن سے جو تھکھوڑ نہ گر
 جان آفت میں پڑی ہو اطمین
 ہر قسم پر شور و غش ہو بسا
 خضر لاکر وین اگر آب بقا
 تیغ ابرو کا جو بوسہ دے تو نے
 خلعت عریانی اور جاگیر شست
 سر کے چہرہ کمر سینہ کمان
 ہجر میں جنگل سے ہو گلشن سوا
 جاے آسائش نہیں ہی دوسری
 روز تنہائی میں رہتی ہی بیان
 بزم و عارض چشم ابرو و خال و خط
 بوسہ آب منہ مکر رہو گیا
 شرط میں ہو سوتلی بھی کیا نطفہ ہی
 ایک گل و پودا دل داغ داغ
 کوئی میکش مجھ نہ بیٹھا ایک دم
 بلبلین اوس رشک گل کے چمن

کچھ نظر آئے ہو تم ہزار سے
 تو نکلتی ہی ترسے زخار سے
 ہو غزا و کار میں اقرار سے
 مول سوا لائے ہم بازار سے
 پھوڑا لون سر کو میں دیوار سے
 موت بہتر ہجر کے ازار سے
 پستے ہیں دل آپچی زخار سے
 تین نہ بد لون شربت دیدار سے
 زہر نہ ظالم قتل کر نکو ار سے
 ہتے پایا عشق کی سرکار سے
 اوس کو کیا تشبیہ قدیار سے
 گل بھی تھکے کو کم نہیں ہیں خار
 بڑھ کے تیرے سایہ دیوار سے
 گفتگو بہرون خیال پار سے
 دل نہیں بچتا انجین دو چار سے
 دو فی لذت ہو گئی تھکار سے
 جیت میں کتر فرا ہی ہار سے
 پھول لائے آج ہم گلزار سے
 میں جو اوٹھا خانہ خمار سے
 توجہ میں ہیں اپنے پر نقار سے

سحر چھپن کے غزل پر بار کو
 شوق پر اسکو مرے اشار سے

لکھد یا محروم کیون وصل بہت بے پیر سے
 ہی مجھ جاتی نکات کا تب تقدیر سے

کیا یوسف کنعان سے مساوات تمھاری
 بوسہ جو طلب کر کے کما و مل کو ادس سے
 تجھے تو فراموش کیا مجھ کو ہمیشہ
 افسوس کہ اغیار تو لین بوسہ عارض
 میں نے جو کما و مل کی شب پانوں باؤں
 وہ بُت نہ کبھی رام ہوا لاکھ و عسکی

بیشل ہو تم جس میں کیا بات تمھاری
 بولے کہ نہ مانینگے کوئی بات تمھاری
 بھولا نہیں میں یاد ہو ذرات تمھاری
 عشاق کو ملتی نہیں خیرات تمھاری
 وہ بولے کہ ہم جانتے ہیں گھات تمھاری
 اسی شیخ جی بس دیکھی کرامات تمھاری

اشعار تمھارے بھی پسند شعرا ہیں؛
 اسی سحر حقیقت میں ہو کیا بات تمھاری

تلاش ادس کی کرے سوے کمر کی
 خیال زلف میں ہر شب سحر کی
 کرو آباد ویرانہ یہ دل کا
 لب دندان سے تیرے ہونے قابل
 عجب کیا ہو جو میں مجھ کو چاہوں
 و تدم بخانا نہیں اپنا کسی جا
 گرا بیہوش غش کھا کر زمین پر
 مجھے درکار ہو اب تو قلم بیان

بھلا کیا تاب ہی سیک نظر کی
 اسی سودے میں عمر اپنی بسر کی
 ذرا صاحب خبر لو اپنے گھر کی
 مجال اتنی چین لعل و گھر کی
 پدر کو ہوتی ہر الفت لیسر کی
 آگہی عمر پوری ہو سفر کی
 ذرا جسکی طرف تو نے نظر کی
 ثنا لکھنی ہو اُس نازک کمر کی

اڑی موتی کی ہر مضرع ہو تیرا؛
 حقیقت سحر کیا ملک گھر کی

سُبح سے مطلب نہ کچھ زنا سے
 عشق ہو اوس ابر و خدار سے
 دل چرا لگا ہو چشم بار سے
 محض لون چین ہو اغیار سے
 ن کچھ عشق کے آثار سے

ہیں جدا ہم کا فرد و بندار سے
 کا ٹوٹا لگا اک دن گلا تلوار سے
 ہے محبت مردم بیمار سے
 گھر جلا دوں آہ آتشبار سے
 فعلے اوٹھتے ہیں دل نگار سے

مغرور ہو کس بات پر انہیں غافل اک روز وہیں قبر بھی بن جائیگی اپنی عشق دہن یار میں اُفت ہوئی رخ کی شاو اب ہو رونے سے کیوں لگی زراعت	جائے گناہ تو قبر میں اس جاہ و شہم سے اوٹھنے کے نہیں کر کے بھی ہم کو دہش پونچے جن خلد میں ہم راہِ عدم سے سر سبز ہر اک کشت ہر باران کے کرم سے
--	--

کس طرح پھر ای سحر نبی سے محبت
ہم اس سے مغرور ہوا اور وہ ہم سے

داعیہ دین یار سے ہم سو لو لگی جا لیا بیٹنگے وہ بچہ دینا آپ سے وہ منت منت ہو جائیگا کیون وال بوسہ لب سے خفا ہوتے ہیں آپ چاہیے انسان کو ایفا کا بھی کئے خیال انک کا دور یا ہنا کے دیدہ گریں سے ہم	گلشن ہستی میں کیا آئے تھے کیا لیا بیٹنگے اور اگر چند سے ہو ہیں دلوں کو نبھالے جائیگے سل کیا امین جیسے ہیں جو چور لیا بیٹنگے وہلکے وعدے کو کونک آپ ٹالے جائیگے کشتی تن کو ترے گھر میں بہا لیا بیٹنگے
---	---

بزم میں تیری کبھی تو دخل ہو گا سحر کا
کوئی دن تو غیر محفل سے نکالے جائیگے

صدق کی قدر کیا ہو تو بولے ہو اگر خالی نکبوت سمجھوں مکان کو گو تر ہو ہجر کی شب میں لی ویدار کی دولت انھیں جن جگہ ملنی تھی عدم پہنچنے میں اسکے پھر تامل کی ہو جا بجا کبھی شمع جو اونسے حالِ غرقِ عرش کی تاباں اتنی خیر کج و فال بد کے طور ظاہر ہیں غلط ہو ناہ عشاق میں تاثیر کا ہونا بھی چھوٹے نہیں ہیں سیمِ فزودہ جو کہ گاہ	رہے انھوں نے پھر کیونکر ہماری چشم تر خالی بھرا آتا ہر دل حبیب دیکھتا ہوں تجھے گھر خالی پھر سے ہم ایو پر ہی ترے دردِ دل سے پر خالی عبانِ سحر میں غم کو نے ہر نقطہ کمر خالی تو کہتے ہیں کہ چپ رہیے نگے میرا سر خالی چلا آتا ہو کیون کو سے بتائے نامہِ بر خالی ہماری آہ کا اکثر گیا یوں ہی اثر خالی رہے پھر کیوں ز عالم میں کفنِ اہل ہنر خالی
---	---

نہیں کہتے سحر ہرگز یادہ کوئی میں
فریب ہو صداقت سے نہواں شعر اگر خالی

مین یہی کہتا کہ بندہ ہون چوں کا واسطہ
اک طرف سحر اگر ساری خدائی ہوتی

جو تجھے ناز و داد آفت جان آتا ہے
خطا نہ کرنے سے نہ کیوں کم ہو بہارِ عارض
نکے نالے مرے کہتا ہے یہ ایک ایک سے وہ
بھول جاتے ہیں گلستانین اکو نا تمنا د
دیکھتے ملتی ہے جاگیرِ شہادت کسکو
ملک الموت مؤذن ہے مرا وحل کی رات
دن کو خورشید سمجھتا ہے جانِ شب کو قمر
بغداد حور و پری گو وہ کہاں آتا ہے
بھول کھلاتے ہیں جب و زخراں آتا ہے
کون کرتا ہوا یان شب کو فغان آتا ہے
پر گلگشت جو وہ سرور وان آتا ہے
آج شمشیر بخت دشمن جان آتا ہے
وہ منکجا تا ہے جب وقت اذان آتا ہے
تو لب بام جوای جانِ جان آتا ہے

جائے راحت نہیں ایسی سحر بنو نکا کو چہ
جو وہاں جاتا ہے با آہ و فغان آتا ہے

یون تو روزِ آس آئینہ رو سے لڑائی ہو گئی
اوٹھتے ہی پہلو سے تیرے دم ہو دم میں فنا
جب فرا پا کر لیے ہو سے تو اسنے یہ کہا
رام کہو کچر کیا کہوں وہ بت ہو لے بندگی
اک قطرین نے نہیں دی ہے تیری آفت میں جان
ایک ہوسہ مانگنے پر دین نہروں گالیان
حرکے ہم اور نہ آیا وہ عیادت درکنار
ایکدیت سے سر و گردن میں جھکا اٹھایا
جب گئی دل سے کدورت تب صفائی ہو گئی
موت میری جان کو تیری جدائی ہو گئی
کیا لب شیرین مرا کوئی مٹھائی ہو گئی
ایک برہمن پشہ کی کہہ پائی ہو گئی
ایک صنم تجھ پر فدا ساری حسدائی ہو گئی
کوئی ایسی بھلاہم سے برائی ہو گئی
خلق میں مشہور ہو سکی ہو فانی ہو گئی
دربان جب ہو سکی تیغ آتی صفائی ہو گئی

دیکھنا تاثیر سحر اس کے شہرے رنگ کی
نقرئی زنجیرِ حبِ پنی طسلائی ہو گئی

کس درجہ بہ تنگ آیا ہوں میں ہجرِ صنم سے
لذت تری گالی میں ہے الطاف سے فزون
اشد کہیں موت دے اس وز کے غم سے
غصہ ہی دیکھا ہے میں باز آئے کرم سے

گردن و بال سر ہر کروڑ سپہ ہاتھ صاف	یا ڈال دو گلے میں مرے دو نوں ناکے ہاتھ
لہانے ہن چپا کے مرے نقد دل کو وہ	بازی گرو نکلی طرح سے خالی دکھا کے ہاتھ
پڑنا ہوں پاؤں اب تو نہ ٹکرا رسیجیے	کیون بھاگتے ہو ہاتھ سے پیر چھوڑا کے ہاتھ

اوس خوش ادا کی وجھ مرے دلین اوتر گئی
ای سحر اب تو چڑھ گئے ہم بھی خشنا کے ہاتھ

روین یا سی تھتانی

در کار ہوں نہ باغ نہ سیر چمن مجھے :	کانی ہر طرف کو چنگل پر ہن مجھے
خوابانی سا جہان میں نہیں دوسرا لباس	رکھ دیو یارو قبر میں بس بے کفن مجھے
پونچے عدم میں بھی نہ اکیچھ وہاں جود	آئی نظر کس نہ مختار ادا ہن مجھے
بنا ہر ساتھ لشکر اطفال خوب رو	بستر ہی ہوش سے مراد یوانہ پن مجھے

کیا کب سنا نہ سحر خوشی کے ہاتھ سے
کنا ہو کوئی گنگ کوئی بے سخن مجھے

دام نیو سے اگر اپنی رہائی ہوتی	دل	قیس کی قبر پر زنجیر چڑھا دی ہوتی
منج کے وقت جو شکل اپنی دکھائی ہوتی		وہم آخر مری اسید بر آئی ہوتی
رہنے دم تھے جو صورت نہ دکھائی ہوتی		تو مجھے قبر میں بھی نیستہ د آئی ہوتی
نیکہ اگر آپ سے اور ہم سے لڑائی ہوتی		نہ کسی غیر سے پر آنکھ لڑائی ہوتی
کیون نہ بر عکسی تقدیر سے مانگوں یہ دعا		یا اتھی مری اُس بٹ سے جڈائی ہوتی
سخنِ لطیف و کرم کا تو بھلا ذکر ہو کیا		کوئی گالی ہی مجھے کاش سنائی ہوتی
خوشگئے پر جود دل اذکا ہوا صاف تو کیا		تب مرا تھاجو صفائی میں صفائی ہوتی
سبز درنگو تھے جڈائی کا جو ہوتا سامان		زہر کھانکی مرے جی میں سسائی ہوتی
برغ فردوس کی رہتی نہ ہوس بعد فنا		کو چہ یار میں گرا اپنی رسائی ہوتی
جاننا بیل دل شاخ گل ترا و سکو		پہلے گجرون سے اگر او سکی کلائی ہوتی

نہ ملتا ہو کبھی بوسہ نہ دیتے ہو کبھی گالی
 مناسب کب ہو جو ٹکڑوں میں بوسہ ثانی
 ہر اک فقرہ پر ہر جملہ کی تو ہر بات پر گالی
 بھاری بنید ہانی میں تکلم سے کلام آیا
 یہ کیا اقرار بوسہ کر کے پھر انکار کرتے ہو
 نہ غم نہ واسطے غم کا نہ عدد کی سناو دانی کا
 وہین وہ گنگ بہتر جب کو نالے کی نہیں عادت
 جو ہمراہ اسکے ہوں تو وہ بڑی پیکر یکساں کر
 مرا ہوا خط نکلتے پر وہ خود ہوں وصل کے طالب
 سب جاناں کا حق ہر مٹ ہوا کو دلیسے یارو
 گیا کل ات جو میں اُنکے گھر بیدار کی خاطر
 جلتے چرخ کا مارا زمین پر خود پڑا ہوں میں

تجسّس لے لے کے کوئی مفت کشا ہے جان کیوں ہو
 غم نہ کیا ہو کیسے تم غلام اور جان کیوں ہو
 تم ایسے خواب دہشت ہو کے لہتے ہزاران کیوں ہو
 نہ بولو تم اگر صاحب تو پھر ثابت دہان کیوں ہو
 نہ منظور اگر آخر تو اول ہی سے مان کیوں ہو
 غم نہ ہو چھوٹا گلشن بچھو وہ شاو مان کیوں ہو
 ضرورت ہی میں جتنی بحث مجھ میں بان کیوں ہو
 مرے غم نہ چھپے چھپے پھر تے حضرت سا بیان کیوں ہو
 اگر چیل ازین اغماض تھا پر بعد از ان کیوں ہو
 عبت تم کرتے مضامین سے مشیت سخاں کیوں ہو
 تو بولے مسکرا کر آج تم آگے بیان کیوں ہو
 بنے میرے لیٹا ہے دوسرے تم آسمان کیوں ہو

وہ کہتے ہیں سناؤ کچھ کلام اس کو سنا کر اپنا غم
 ہوئے مشور ورنہ طوطی ہندوستان کیوں ہو

ردیف ہا ہی ہوز

کچھ رُک رہا ہے وہ قتل کو میرے بڑھاکے ہاتھ
 کہتے ہیں مجھے اپنے حنائی دکھا کے ہاتھ
 طوطی سے ہاتھ بھر قند بالا بلند ہو
 رنگین تمام خون شہیدان سے ہو گئے
 بتلا میں کیا کر ہاتھ سے کیا کر بھل گیا
 اس گلبدن کے پاس ہو اکا گز نہیں
 دیکھا جو میرے پہلو میں اسکو قیسمت نے

ہر عاشق تو میں آبرو دانی خدا کے ہاتھ
 ایسے بھی ہونگے نسخہ کسی دلیرا کے ہاتھ
 اگلا طالی میں وہ کہتے ہی ہیں اُٹھا کے ہاتھ
 محتاج ہی نہیں ترے رنگِ خا کے ہاتھ
 دل بچ بیٹھا بیٹا ہم اک یونہی کے ہاتھ
 پیغامِ شاہک جیوں میں باوصیا کے ہاتھ
 کچھ کہ گیا اشارے میں حاسد ہلا کے ہاتھ

روز آتی ہو نظر خواب میں اک عور مجھے
 بھول سے کچھ گئے انسان حری صورت کو
 مصعب رخ کی تلاوت ہو مجھے شام و سحر
 صلح کل کامراندہ سب ہو بھی کیان میں
 ملکبار تہہ والا سے فنا فی المحبوب
 کسی انسان کے دہن پر اُسے قربان و
 نہیں برق سے ہو نور رخ تابان روشن
 شفیقہ جی سے ہوں میں ایک منہ پر کا
 ہر بکھون دوست وہ ہو جائیں دشمن میرے
 دم گر پہی دہتا ہو مجھے خوف بدام
 باز کرتا ہو مجھے عشق بُھان سے زاہد
 باغ امیری یہ امید بر آئے ہیں مرگ

دھوکے ہر روز دیا کرتا ہو شیطان مجھ کو
 یاد سے بھول گئی صورت انسان مجھ کو
 عشق کا فرسے بنایا ہو مسلمان مجھ کو
 ہندو و گہر و نصار او مسلمان مجھ کو
 ایک ہی روز وصال و شب بجران مجھ کو
 کہیں ملجائے اگر چشمہ حیوان مجھ کو
 نظر آتا ہو چہ رخ تہہ دایمان مجھ کو
 حسن ایچا نہ دکھا اویسہ کنعان مجھ کو
 نامبارک رہا ہو کچھ عشق حسینان مجھ کو
 کہ ڈبووے نہ کہیں اشک کا طوفان مجھ کو
 عمل خیر کا مانع ہو شیطان مجھ کو
 خلد میں حور سے صورت جانان مجھ کو

جہلا کچھ کہیں اسی حور نہیں کچھ پروا
 جو سخن قسم ہیں کہتے ہیں سخن دان مجھ کو

اگر وہ مہربان ہو تو فلک نامہ بیان کیں
 نگہ کرتے نہیں ابرو کشیدہ مریجان کیوں ہو
 اگر بر بلبل دلبر غیر سے پھر خوف یان کیوں ہو
 دکھاتے مجھ کو اپنی کا کل عنبر فشان کیوں ہو
 جو ہو وصل صنم تو شوق مرگ ناگہان کیوں ہو
 اہی برشتہ چون تیر گاہ جانتان کیوں ہو
 فنا کے بعد کیا میرے ستائشی ضرورت ہو
 مجھے شک نہ ہو پھر غیر دے ملنے کا تھین مجھ پر
 تھاری زلف کو مشک فتن سے دی اگر نسبت

اگر مسموم سپید صا ہو تو طیر ہا آسمان کیوں ہو
 نہیں گر چھوڑنا ہو تیر تو کھینچے کمان کیوں ہو
 جو راغنی دست ہو اپنا تو خود دشمنان کیوں ہو
 ہیں پابند الفت پھر پیچھے بے یار کیوں ہو
 جو ہو وہ آفت جان پاس آفت میں بہان کیوں ہو
 کشیدہ کل ابرو مجھے ابرو کمان کیوں ہو
 زمین میں فن جو ہو اسکے در پر آسمان کیوں ہو
 نہ تو مہر گمان صاحب تو بندہ ہر گمان کیوں ہو
 ہوئی ہو کیا خطا مجھے تھا اسی جان جان کیوں ہو

جوش و خروش دے دکھایا وہ بیابان مجھ کو
 یاد رہتا ہوں سدا گیسو سے جانان مجھ کو
 غم جانان میں نہیں کچھ بھی غم جان مجھ کو
 مل گیا مفت عدن اور بدخشان مجھ کو
 اوسے لون جان کو دونوں میں نقصان مجھ کو
 باتیں سنوائی ہو کیا کیا نہ مری کم سخن
 شیشہ دلیں مرے جب سے تصور ہی ترا
 تیری ابرو ہو صنم کعبہ کی محراب مجھے
 یا جب چشم تری آئی مجھے صحرائیں
 دیکھ کر اوسکو مری جان فنا ہوتی ہو
 نام کی فکر کچھ رنگ سے طلب ہو مجھے
 قدر دانی پہ میں قربان تری ای ساقی
 ہجر میں باغ میں جاتے ہوئے خوف آتا ہو
 ابر باران میں ہو بجلی کا چمکنا لازم ہو
 ہو گئے آئینہ وہ دیکھ کے آئینہ کو
 ہو گیا آئینہ میں دیکھ کے آئینہ کو
 گہ ذوق پر کبھی غصیب پہ نظر کرتا ہو
 اللہ اللہ سے جنوں بل بے تاب و جیش
 کیا اور اجاتا ہو کاندھے پہ جنازہ میرا
 باغ آندہ اغیار ہوں گھر میں تیرے
 بسکہ لاغر ہوں نظر اُسکو کب آؤں گا میں
 گل نظر راہ کو کافی نہیں دامن نظر
 مر گیا شکر شب وصل میں آواز اسکی

نظر آتی ہی نہیں صورت انسان مجھ کو
 روز آتا ہی نظر خواب پریشان مجھ کو
 یہ نکلیا سے تو ہوا اور بھی آسان مجھ کو
 یاد رہتے ہیں کیسے لب و دندان مجھ کو
 ہی رہ منظور میر جان بدل و جان مجھ کو
 کوئی بیوش ہو کتا کوئی بیجان مجھ کو
 لوگ اُس روز سے کہتے ہیں پر سخوان مجھ کو
 چاہ زمرم ہو ترا چاہ زرخند ان مجھ کو
 آنکھیں دکھلانے لگے غول بیابان مجھ کو
 چشم ضعیف ہیں نجوم شب ہجران مجھ کو
 سر کی پروا ہو نہ درکار ہو سامان مجھ کو
 صاف اغیار کو اور دُور مری جان مجھ کو
 شیر کی آنکھ ہوئی زنگس قتان مجھ کو
 کیون نہ وہ شوخ ہنسے دیکھ کے گریان مجھ کو
 یعنی حیران ہوئے وہ دیکھ کے حیران مجھ کو
 کر دیا یار کی تصویر نے حیران مجھ کو
 لیکے ڈوب گیا کہیں دیدہ گریان مجھ کو
 چاہیے ایک نیا روز گریبان مجھ کو
 بعد مر نیکی ملا سخت سلیمان مجھ کو
 تیری الفت نے بنایا ترا دربان مجھ کو
 دیکھوں اب روکے گا کیونکر ترا دربان مجھ کو
 میرے دامن نے کیا سر بگریبان مجھ کو
 ملک الموت ہوا مرغ سحر خوان مجھ کو

نادین پاتا کی یاد دل اگر آفاق میں +
 ندی رنگوں پر مائل ہے سبب ہو یا نہیں
 اغلا دیتا ہے کیا ترغیبِ جنت تو مجھے
 بید قرآن میں وہ کائے گاکے عشاق کے
 میں وہ ہوں جیسے شرم و یرہ کہ شکرِ حال زار
 ایش غم بھی نہ تجھے سمجھ سکی اگر آبِ شکر

تویدل لیتا بلا شک میں دلِ ناستاد کو
 بالیقین شیطان ہیکتا تا ہی آدم زاد کو
 حور و علماں حسن میں کب ہو سچے آدم زاد کو
 لوگ آتے ہیں ہماری بھی سہا رکباد کو
 رحم میری بیکسی پر آتا ہے صبا کو
 خاک ہو اسید بھر مجھے خانانِ برباد کو

نختِ دل کا غم ہو اسی سحر آئین آنکھ میں
 اضطرابِ آباد سے جا میں سرشکِ آباد کو

نظر ہی وقتِ تزلزل بھی اس شوخِ بزمِ کو
 جگہ لجاے گو کوہِ میں اس کے اپنے بزم کو
 نہ کیوں ہم دیکھ لینگے اپنے گل کھانے جو تیرے کو
 تون نہ غم غیر کا غیر اس کے دیکھے روئے روشن کو
 نظر آ گیا میں جبکہ رکھا ہر ساقی میں
 نہ گر گردن کشتیِ خافل نتیجہ ہو بُرا اسکا
 گریبانِ رنگا باقی جو کچھ ہے سچے دوست میں
 وہی گھر ہو جان پر پیچھے جا میں مار کر اس میں
 جو ہو یہ سخت دل میں نرم کر لون چند باتوں میں
 سمجھتا ہے میں جب اس سے دکھا حال کتابوں
 کیا جس وز سے جو عشقِ شیخِ ابرو سے قاتل
 چمن میں تہنم سے کرکس نظر نیچے کو ڈالے ہی

جو لگیا ہے مرا خونِ چاک ڈالے وہ دن کو
 تو گو یا خلد کو میں ساتھ اپنے لگیا تن کو
 ہین کیا خطا ہو جو سیر کرنے جا میں گلشن کو
 دکھائے دن نہ یہ لفظ ہرگز میرے شمع کو
 تو میں تے دور بھینکا تو بڑ کر شیشہ کی گردن کو
 مناسب ہو کھائے انسانِ نیا اپنی گردن کو
 ہمارے واسطے وہ بھگیا ہر طوق گردن کو
 ہمیں درکار ہو کیا قصہ و ایوان اپنے سکن کو
 میں ہوں داؤد دم میں موم کر دیتا ہوں آہن کو
 خدائے خوبصورت کیوں بنا یا طفل کو دن کو
 جدا ہی جان رکھا تب سے پختہ سر سے گردن کو
 مسی آؤ وہ لمبے ہو خجالتِ برگِ بوسن کو

وصافِ دردِ پیشِ آراغِ داری ہو عملِ اسپر
 نہیں کچھ سحر لکھی پر غزلِ شامِ اش و حسن کو

ورور رہی ہو کتابِ سخنِ جانانِ مجھ کو
 وہ ہو بجا کہنے اگر حافظِ مستراں مجھ کو

<p>گنجا موتی کا نہیں کاغذ کا نہیں عارض کے قریب سنگ اطفال سے چھوٹا ہی کیا سراپنا میں تصور میں کروں سیر جہان کی چاہوں پھر نہ دنیا جو ذرا بھی ہو تنہا انقصان اپنے ہاتھوں سے رقیبوں کو گوری دے کر دیتے ہیں اسکو حشاع قد جاتا ہے مثال قد موزوں پہ ہوا کے رخ رنگین کی بہار خاک پاؤں سے نہاؤں کا ہوں انا ہو کر</p>	<p>پہلو سے ماہ میں ہو عیش و شریا دیکھو میری قسمت کا لکھا خط شکستا دیکھو کیا ہی بڑھکر ہر مرے پاس ہو گنگا دیکھو پہلے تم دیکھے ہیں ایک ہی بوسا دیکھو قتل پر میرے اٹھاتے ہیں وہ بڑا دیکھو سرو کی بات درختوں میں ہی بالا دیکھو سرو میں بھول کھلا ہی رہا چنچا دیکھو اوسے دیکھو مجھے دیکھو یہ تنہا دیکھو</p>
--	--

<p>قہر ہی نرم میں دے غیر کو وہ بوسہ چشم سحر جو کچھ کہہ دکھانا ہی نصیب دیکھو</p>
--

<p>مذہب عشق سکھاتا ہی فراول مجھ کو ضعف سے پاؤں اوٹھانا ہی مشکل مجھ کو رقص سے بڑھکے تماشا ہی پیش میں میری دل شتاق نے آرام پہ پایا دم متل</p>	<p>خوب قسمت سے ملا مرشد کامل مجھ کو دوست دم چلنا ہی سونو کوس کی منزل مجھ کو آپ جاتے ہیں کہاں چھوڑ کے بسمل مجھ کو آگنی نیست نہ خنجر قاتل مجھ کو</p>
--	---

<p>وصف ملک دردندان سے ہوئی نظم نصیب شاعری سحر ہوئی عشق سے حاصل مجھ کو</p>
--

<p>گر مپو نیچتا تو نہیں ظالم ہماری داد کو باغ میں دکھلا دے اپنے قامت آزاد کو بچو دیے پھر میں کچھ کرتا ہوں تپن ہوش کی مشق شفا کی ہوئی کتب ہی سے اس طفل کو قتل غیر دیکھو کیا اور رنگ سے ہم مر گئے کھو لکر ضدین نری کھوتا ہو کیوں جوش جہن دل میں اب حسرت یہ باقی ہوئے ہنگام فرج</p>	<p>پیش حق جا بیٹھکے ہم پیکر نری فریاد کو اک ذرا سپید ہوا بنا دے سرو اور شمشاد کو اچھون بہر حسد اجلہ آخری انداد کو بھکے بسم اللہ بسمل کر دیا استاد کو نیا دیکھا طرز رسم ہوا اوس ستم ایجاد کو جہین آنا ہو کہ دیجے گالیان فصا کو دیکھ لوں گروں پہ چلتے خنجر جلا کو</p>
--	---

بارش باران کا گرا اس سال بھی اساک ہر جی اوٹھے کتنے ہی ٹٹکے اور کتنے مر گئے جنس دلی آپ سے قیمت بھلا کیا لینگے ہم مانگتے ہی اونٹے بوسہ گردیا تو کیا خزا نیری کل شاید ہر فردا سے قیامت سے مراد کوئی صورت نکالیں شکل کیجھیں کس طرح چاندین دیتا ہر اور غور خید کی رنگت ہر زرد	دینگے ہم تکلیف اپنی چشم دریا بار کو صور کیسے بس تری پازیب کی جھنکار کو منفت ماضی ہر اگر دور کار ہوسہ کار کو لطف اسمن ہر کہ کچھ کچھ غل ہو تکرار کو آج بھی کل پر ہر ٹالا و عدہ دیدار کو گردیا ہر بند اونٹے روزن دیوار کو کبر سے دن تشبیہ پھر مین پار کے زسار کو
--	---

سحر کیا ہی سحر ہے تیرے کلام نظم میں
پڑھتا پھر تا ہر وہ بٹ اکثر ترے شمار کو

ذرا دیدار تم اپنا دکھا دو بہ ہنسکریات کو میری اوڑھا دو مرے پہلو میں آکر بیٹھ جاؤ زیادہ کی پیس مجھ کو نہیں ہر لگا کر تیغ قاتل نے ہنسا یا تھارا منہ کرین ٹھاہم اے شیخ نہ دکھاؤ ذرا منہ کی تسلی	ولہ	مجھے نام خدا موسیٰ بنا دو تو بوسہ تو اک بہر خدا دو ہاند و شرم آپس سے اٹھا دو مجھے دلب کا بوسہ ایک یا دو دبان زخم سے پار و عا دو جو شیرین لب کے بوسے کی عا دو تو صاحب لن ترانی ہی سنا دو
--	-----	---

میسائی کا دعویٰ ہے جو تم کو
تو سحر مرده کو آکر جلا دو

چرخ پو بجے کا سنا ہو جو تماشا دیکھو اے رقیبہ نکر و عشق میں دعویٰ دیکھو دونوں باتو نہیں سے اک بات کرو منظور غیر کے گھر پہ نجا و غضب آجائے گا شون سے قتل کرو ہر کو گریا در سے	ولہ	دل مرا زلف میں تم اپنے جو لٹکا دیکھو اور جو دعویٰ ہے تو میدان میں ذرا آدیکھو اپنی صورت مجھے دکھلاؤ مجھے یاد دیکھو میرے کہنے کا منہ سے جو یقین جا دیکھو ہم عاشق نہ کوئی اور ملیگا دیکھو
---	-----	--

ای دل تو دیکھ اوسکی ہر زلف میں نہ جا
کچھ آج یہ بھی آتا ہی رند و پیسے ہوتے

نادان ہی سر پہ جو رکھے کالے کے پھن کے پاتون
ٹپتے ہیں بیکے بیکے جو شیخ زمیں کے پاتون

یہونچا ہی اب تو سحر کلام اپنا دور دور
شہرت سے لگ گئے ہیں ہمارے سخن کے پاتون

اوسکے فرگان کا تصور ہو کھٹکا دل میں
کچھ طلب دین کی نہ کچھ الفت دنیا دل میں

کیا کروں آہ مرے پیچھے گیا کاٹھا دل میں
نکر امرو زہ ہو نہ عیشِ فردا دل میں

سہلو سے غیر میں ہو یا ر مقرر ٹھیکسا
در و بے وجہ تو میرے نہیں اٹھا دل میں

آگئے آپ جو وعدہ پہ بڑی خیر ہوئی
ور نہ اس وقت مرے اور ہی کچھ تھا دل میں

اللہ اللہ رے اگر عشق لب شیرین کا
درد بھی سحر جو اٹھتا ہی تو بیٹھا دل میں

رویت واو

تھہرنا ہی کیوں سمجھوں غائبہ دلدار کو
رہا ہو اوس شعلہ عارض سے زلف یار کو

پیار کرتا ہی دل زار اپنا چشم یار کو
وصل کی تدبیر بن پڑتی نہیں ہر کوئی رست

حسرت دیدار میں چشم تصور سے دم
و غیر آفاق میں مجھسا نہو گا نگہ دان

فرقت دلدار میں رو نیکو امی و غطرز دک
اشتیاق و صلح نامن ہو آخر وصال

چاہیے معشوق ہو طرار کم ہن چلبلا
کہا تب ہجر تبا نہ ہو گی طلع

کبک بصورت پکا
اپون

فوق ہر غزل ہمارے سایہ دیوار کو
ہر تعجب عشق آتش سے ہوا ہی باز کو

ہر تعجب ربط ہی بیمار سے بیمار کو
بغض ہمسے کس قدر رہی جہنم کج رفتار کو

یار نے دیکھا ہمیں اور ہم نے دیکھا یار کو
چار سو بوسے میں لون کندے اگر وہ چار کو

قتل کرو نیاروا ہی مانع الامطار کو
صحت کامل خدا نے آج دی بیمار کو

دل کوئی کیا خاک دیو سے صورت دیوار کو
کیوں سنا تا ہی ہین واعط عذاب لٹار کو

کیوں چپا تا ہی وہ مجھ سے آتشیں رخسار کو

ایں تصور میں شبیر یار ہو پیش نظر
 جسم انسا کو بر غریبانی بھی کیا عمدہ لباس
 در وقت سے میں اپنے ہوشیں کو قوت پہ
 تیج ہنہ پیش کی قتل اُس نے غیروں کو کیا
 بسبب کچھ نہیں برو میں بل زلفوں میں چین
 جبکی آئی ہو وہی جا بگیا شک اسپین میں
 بغض باطن دور کرنا ہو اوس کے اختیار
 زندگی کے یار میں سب چشم گوشت و پیا
 جان ہی تن سے نکلیا دے تو نکلوں میری جا
 میں تو ہلاتا ہوں مچلا جاتا ہر طفل شرک
 بار تو ہر گھر میں اپنے دل بیان ہی بقیرار
 اللہ اللہ ناز کی چہرہ عرفی آکودہ ہے
 کہے پھر کس طور سے ہوو محبت کا نباہ
 کیوں نہ چلے کچھ کو جب اُس کے آگے مل نکل

دروان سحر
 بزم عشرت میں ہمارے آغل کچا نہیں
 مچاڑنے چھین نہیں تش سے جل کچا نہیں
 کس گھڑی یا غش نہیں ہر کون بل کچا نہیں
 وہ سمجھ حسن الطلب کا حاصل کتنا نہیں
 اپنی بر تقدیر کا ہر بل نکل کتنا نہیں
 کہ خطا ہرگز کما ندر اجل کتنا نہیں
 لطیف ظاہر جس پر وہ فی المل کتنا نہیں
 جب چلے یا نے تو کوئی ساتھ چل کچا نہیں
 جیسے جی نو میں زے گھر سے نکل کتنا نہیں
 یہ بھی کیا عاشق کا دل ہو چہل کچا نہیں
 وہ نکل کچا نہیں اور یہ بل کتنا نہیں
 مانتے ہیں اُسے پر وعدہ بھی مل کچا نہیں
 اُنکی عادت اور میرا دل بدل کچا نہیں
 ورنہ یونہی تو غیر مجھے چل نکل کچا نہیں

سکام تیار تیری کیا مضمون کچھے ہیں سحر کے
 اس زمین میں سحر کوئی لکھ غزل کچا نہیں

تانی کے کوچہ میں بہت جاؤں کے پاؤں
 کہ پھر کھوئیں سیر کو اندر چمن کے پاؤں
 بخاری ہیں ناز کی سے ہوتی ہیں سنے پاؤں
 کیا ساتھ میرا نشت نور دی میں کر کے
 ہاتھو نکو ہو ہوا سے گریبان درمی ہانوز
 آنا ہو ویر ویر تو جانا ہو جند بسند
 حد سے ہاتھ کے کہیں گنا اور تر نہ جا سے

مکر ہی نا کہ سو گدوا پاؤں تن کے پاؤں
 ایک عمر سے تو ہو رہا جو گرہیں تن کے پاؤں
 کہتے ہیں کہ دیر سے کیوں لاکھ من کے پاؤں
 دو چار چوڑی میں گئے تھک ہر کے پاؤں
 صبر اطلب ہیں مکے بھی اندر رفتن کے پاؤں
 رفتن کے اور میں ترے اور آمدن کے پاؤں
 کیونکہ وہ پاؤں اس بچ ناز کبدن کے پاؤں

اپنے عاشق سے کیدن تو بولو خلوت میں
کچھ تو ہو صورت تسکین بجان ناشاد
یہ تو امید نہیں ہووے محرابو سہ لب
نہ سہی بوسہ ذرا جلوہ دکھاو اکبار
بوزے اک بات بھلی نہیں سے نہیں ہونگی

حسرت وصل میں درجائے نہ وہ زار میں
نہ بولو سہ ہی ویدو اسے اکبار کہیں
شکر ہی ویدو اگر سہ رخسار کہیں
دل سے نکلے تو بھلا حسرت ویدو کہیں
جتنی باتیں کہیں سب آپ نے بیکار کہیں

نہیں امی سحر کچھ اوس شوخ کی بالو کھٹیک
جسکا اقرار اوسی بات کا انکار کہیں

زور کچھ تقدیر پر انسان کا چل سکتا نہیں
ووقدم بھی غصے باعث چل سکتا نہیں
فقہ جھوٹے وعدہ نکاب پھر تو چل سکتا نہیں
وہ نہ پچانیں کچھ ایسا جو چل سکتا نہیں
مجھے چلنے میں کوئی آگے نکل سکتا نہیں
گھر سے کیا میں آپ سے باہر نکل سکتا نہیں
سیر دریا سے بھی وحشت کچھ نہیں ہوتی ہی کم
بوسہ رخسار ہی دید و ندوب کا مگر
روز ہجران بھی ہی کیا روز قیامت کا جواب
ان بتو سکے دل سے لوبا مانتا آہن بھی ہی
کس تر و تین پڑی ہی جان روز ہجران
مہربان جو اندون وہ آفتاب جس ہی
نم و ہی ہو میں وہی اب کیا ہو اُسید وفا
آگئی جب مٹ پھر ہو حکم لایست اخرون
ہر نفس کے ساتھ دو جنت میں ہر جنت شکر
بے اثر سب بات ہو اوس بادشاہ حسن پر

لکھ گیا قسمت میں جو کچھ نہ بدل سکتا نہیں
بلکہ ستر بھی میں کر وٹ بدل سکتا نہیں
نم بدل سکے نہیں کچھ میں بدل سکتا نہیں
جاؤں کیونکر انکے گھر صورت بدل سکتا نہیں
دشت و حشت میں بگو لا ساتھ چل سکتا نہیں
میں تو کیا چلنے کو میرا جی بھی چل سکتا نہیں
باع میں جاؤں تو وہاں بھی نہ چل سکتا نہیں
اسطرح ارمان تو دل کا نکل سکتا نہیں
عمر ٹھہرنے آئی یہ بخت ڈھل سکتا نہیں
ورنہ آہن کو لٹا ہی جو کچھ بدل سکتا نہیں
یار آسکتا نہیں اور جی نکل سکتا نہیں
کر ہمارا چرخ بھی کچھ آج کل سکتا نہیں
جو مزاج انسان کا ہی وہ بدل سکتا نہیں
وقت اچھو پچا تو اک ساعت کوٹل سکتا نہیں
ہو ادا شکر خدائے عز و جل سکتا نہیں
وان عمل بھی تو کچھ اپنا کر عمل سکتا نہیں

مخت باتیں جو مجھے آپ نے دوچار کہیں
 تجھ سے دیکھا نہیں دنیا میں جفا کار کہیں
 ایسی برش نہیں رکھتی کوئی تلوار کہیں
 ابھی آیا ہے چلا جائے نہ پھر بار کہیں
 نکلیں اس کا شتری بزم سے اغیار کہیں
 ہووے معدوم ہی ثابت کمر بار کہیں
 جو کہیں باتیں اشاروں ہی میں دوچار کہیں
 شیخ جی جاتے تو ہو غفلتِ زندان میں تم
 ہم مقرر ہیں کہ جو دو بھی تو نہ لینگے بوسہ
 چشمِ بیمار کار ہوتا ہے شب و روز خیال
 ہم قیامت سے بھی خوش ہیں وہ کہ کر تی وعدہ
 تھے جو بات ہیں کہیں نہیں کر دیتے ہو
 پر مجھے دشتِ نوردی میں بھی رہنا خیال
 دل سمجھاتا ہی نہیں اسکو لیے پھرنا ہوں
 کوئے قاتل میں ہو کیا خوب شہیدِ دیکھی بہار
 کہ اوپر سے اشارہ نہ کسی جانب کو
 عزیزِ زلف کو دی مشک سے تھے شہید
 آج بوسہ کی بدی ہے ہر اس یار نے شرط
 سو و کیا دل تھیں دین ایک بھی بوسہ نہ
 لاغری کا جو یہی زور ہو تو آخر کار
 اب بُرا مانا کیا میرے بھی آخر منہ تھا
 دلیں شکر گان رہے سینے میں چھپا تیرا تر
 ایک دن میں نے کہا تختِ دل آزار ہو تم

و کہ اور ہی ہو جاوے نہ برہم یوں زار کہیں
 چرخ سے تو ہی سوا جو رہیں امی بار کہیں
 تیغِ بزان سے سوا ہی نظر یار کہیں
 فرصت دیدہ دے اے دیدہ خونبار کہیں
 اور اپنا ترے دربار میں ہو بار کہیں
 کشف ہو دین تو کی طرح یہ اسرار کہیں
 تاکہ ثابت نہ وہن ہو دم گفتار کہیں
 ڈر ہی مجھ کو کہ نہ بکھری پھرے دُشکار کہیں
 آپ دینے کا تو کر دیجیے اقرار کہیں
 وہم ہی مجھ کو کہ ہو جاؤں نہ ہمار کہیں
 دل سے نکلے تو بھلا حسرت دیدار کہیں
 ہنسنے دیکھی نہیں ایسی نہیں زہار کہیں
 ٹوٹ جائے نہ کفِ پا سے سرخار کہیں
 روز و شب گھر کہیں صحر کہیں گھسار کہیں
 کہیں دُشمن ہیں سبیل پڑے دوچار کہیں
 بزمِ عشاق میں چل جائے نہ تلوار کہیں
 یہی ڈر ہو کہ نہ ٹھہرا کو خطا وار کہیں
 اے دل آج بیت کہیں جلد ہے یا ہمار کہیں
 جاؤں اب اور ہی بھلا لینگے سو بار کہیں
 میں نہو جاؤں جواب کمر بار کہیں
 تھے دُشمن ہیں کہیں میں نے بھی دوچار کہیں
 تیر ہو چکا کہیں اور رہ گیا سو تار کہیں
 ہوتا ہر قسم بھی دیکھا نہیں زہار کہیں

نہ آیا یار تو آتی اجل بھی کب ہی دلا
فلک پہ یار پر دل پر اجل قسمت پر
شب فراق نہیں کب ہی میرے پیش نظر
بجز ترے بچدا میرا ہی غم دلدار
میں بوسہ گل رخسار چھوڑ بھی دوں گا
ہوس تو کہتی ہو سارا جان ہمارا ہی
میں بوسہ شرط کا لیلو نگا وعدہ کیا بانوں
فقط ہو بوسہ کی خواہش کہ ہو محبت پاک
ہماری زلیست ہی وعدہ ترا عجب کیا ہو
مزا نہیں وہ شکر لب نہو جو محفل میں
کھلا نہیں کسی بوسہ میں اپنا غنچہ دل
نہ حل کرے جو اسے طبع ہو شگاف مری
خدا کے واسطے اک اور جام بھی سناقی
جو میں نے بوسہ لینے میں سے سوا او سکے
خدا کی شان یہ میں اپنے دل میں سمجھا تھا
مگر وہ شوخ و ہین مسکرا کے یوں بولا

نہیں جو اوسہ تو اسپر بھی اختیار نہیں
کسی کا انہ زبانی میں اختیار نہیں
یہ دیو چھاتی یہ کس دم مری سہا نہیں
شب فراق میں کوئی بھی ٹنگا نہیں
اگرچہ ایک نہیں تم کرو ہزار نہیں
جھڑک کے کہتی ہو پر عمر مستعار نہیں
جوئے کی بازی میں ہوتا کمین اودھار نہیں
کچھ اور بات کا میں تم سے خواستگار نہیں
مثال زلیست جو ادسکا بھی اعتبار نہیں
وہ گل نہو دے تو گلشن میں کچھ ہزار نہیں
یہ بلغ وہ ہو کہ جہین کبھی ہزار نہیں
کچھ ایسا زلف کا مضمون سچا نہیں
مرا تری قسم اوترا بھی خسار نہیں
اگرچہ دل سے زیادہ کا تھا قرار نہیں
کہ بھولے ہائے ہیں اتنا انھیں شمار نہیں
کہ سمجھے کیا ہو میں ایسا زاکنوار نہیں

قطع

جو گھر کے جانے کو امرا شبہ ہ کرے لگے
گران نگہ کرے تو رہ جاؤں رات یہیں
تو بوسے دل ہی بیان صاف جھینکا گیا ہو
مگر یہ بات ذرا کان کھو لکر سن لو

تو بولا میں کہ رکھائی تو اچھی یا نہیں
کہ رات میں تو کوئی تم کو کاروبار نہیں
ہمیں تو رات کے رہ جانے میں بھی عار نہیں
جو آپ سوچے ہیں وہ بات ہونہار نہیں

خط غبار میں کیوں آئے خط لکھا ای سحر
اگر اس کے دل میں مری سمت سے غبار نہیں

پسندیدہ نہوای سحر کیوں سب کو کلام اپنا
رہے ہم مدقون دہلی میں چھانا لکھنؤ برسوں

ہزار بار جو بان ہو تو لاکھ بار نہیں
ثبات بھر جان میں جباب وار نہیں
تھارے وعدے میر جان کا اعتبار نہیں
نباہ کی ہمیں امید تجھ سے یا نہیں
جو بوسہ کہتے ہو دو لے لے دینگے چار نہیں
تری محبت ظاہر کا اعتبار نہیں
وہ گشتی ہی جو دل غم سے بھر نہیں
ترے مزاج تو اک طور پر تیار نہیں
ہزار بار ہی بان اور ہزار بار نہیں
بتا تو کچھ مری جان یہ بھی کیا مراد دل ہو
ہر تیرے واسطے شبنم بھی اشکبار اسے گل
جوابات منہ سے نکلتی ہی ہوتی ہی شیریں
جو جیتوں شرطین بوسوں کی ہر سراسر حبیب
کیون ہر شک جو ہوں اغبار تیری خلوت میں
ہزاروں ہیں تیرے سودا سے زلف میں مجنون
کسا جو پینے یہ ادھنے ستم سے باز آؤ
کیا حرم کا نہ خاطر میں بھی کبھی حرم
خدا نے چاہنے کے واسطے بنائی ہو
ٹھنی ہی دل میں یہ ہونا ہی ایک دن حساب
شراب پینے کو ساقی تو پوچھتا کیا ہی
سڑپ ٹپ کے اڑتا ہی قہر کے پڑے

تری نہیں کا نہیں بان کا اعتبار نہیں
حیات و موت کا انسان کی اعتبار نہیں
تمہارے قول کو دلوں سے قرار نہیں
نبی جو دشمنی بان یہ بھی اعتبار نہیں
تمہارے وعدہ کا بھی اب کچھ اعتبار نہیں
تو سب کا یار ہو اور پھر کیسا کا یا نہیں
جگر وہ سوختی ہی جو داغ انداز نہیں
تو مہربان بھی اگر ہو تو اعتبار نہیں
عجیب قول ترا ہی جسے قرار نہیں
جو ایک پل بھی ترے قول کو قرار نہیں
مرا ہی کچھ تری فرقت میں حال زار نہیں
ترے دہن کی تو گالی بھی ناگوار نہیں
جو ہار جاؤں بھی بالفرض تو بھی ہار نہیں
وہ غیر ہیں ہیں اپنا بھی اعتبار نہیں
مجھی یہ خاص بڑی کچھ خدا کی ہار نہیں
تو بولے کیا کروں عادت پہ اختیار نہیں
خدا کا شکر چٹوٹے میں شرمسار نہیں
تمہاری شکل پہ آتا ہی کسی کو پیار نہیں
کہ یا قریب نہیں یا یہ جان نشا ر نہیں
نہیں تو بادہ سے کر نیکے بادہ خوار نہیں
پس از فنا بھی دل زار کو فدا نہیں

دیوان مین وصف زلف ہی ای سحر سر سبز
مضمون مین سحیدار چاری کتاب مین

بہت ای لاغری آئی ہمارے کام تو برسوں
رکھوں کبتک دیکھن اپنے باقی آرزو برسوں
ہوئے نقل مین بیان جوش پر آیا ہو برسوں
مرثہ زلف و خط وابر و رہے دلکے عدو برسوں
نہ زخم دل بھرا اکدن نہ بخیر ہو سکا ممکن
مثالی ماہ روز و شب مجھے گردش رہی اکثر
کبھی اکدن کیا تھا نیسے شکو و بزم راجی کا
کون کیا جھجھ سے میرے ماہ سال کھتے ہیں
میں مین فقط دور روز غائب ماہ رہتا ہو
سوا دول رہا غیرت وہ ملک خشن اکثر
کبھی بھولے سے بھی اکدن نہیں تم یاد کرتے ہو
نہ نکلا عشق بٹ اپنے دل کا فرسے گوہنے
کرے گرد و عدو شب صنم ایدل سمجھتے
خدا راضی ہو اتم سے نہ اکدن شیخ جی صفا
بہت ہم سے رہے اب کچھ تھا غیر دلے ہو جاؤ
ابھی سے حضرت دل کیسی ہمت ہار جاتے ہو
بھلا کیا ماہ کا منہ ہو جو ہو دے تم سے پچھو
کر کا ہر نشان ملتا نہ ثابت ہو دین ہوتا
رہے وہ آرزوے جان مینے بھرے گھر مین
بہت مدت اٹھایا خوب عیش زندگی تھنے
بدایت شیخ کرتے تھے بہت بہر نماز اکثر

دل نپایا مجھ کو کی ہر چند اجل سے جستجو برسوں
مجھے ہی شوق وصل در طالتا ہی یاد تو برسوں
متناے شہادت مین کٹا اپنا گلہ برسوں
بجائی کا فر و لے تھنے اپنی آبرو برسوں
بہت خریم لگا یا اور کیا اسکے رخو برسوں
کسی موش کی الفت مین پھرا ہوں کو سمجھ برسوں
نہ بولابن فقط اسبات پر وہ تندر برسوں
کبھو بیوش رہتا ہوں مہینوں اور کبھو برسوں
تعجب ہی نہیں آنا نظر وہ ماہ دور برسوں
رہی خاطر مین اپنے یاد زلف شکو برسوں
رہی ہی یاد تیری میرے دل مین خبرو برسوں
مہینوں و ردالاک کیا اور ذکر ہو برسوں
مہینوں جان فردا کو سمجھ پو کو تو برسوں
پڑھیں برسوں نماز مین اور کیا تھنے وضو برسوں
یہ کیا مینے دہاتے جو نہیں تم طرز خبر برسوں
تلاش یار مین ہم تو پھر سے ہیں کو بکو برسوں
ہمیشہ ٹھہ کی کھائی ہی تمھارے روبرو برسوں
رہی گزشتہ کی تو اسکی گفت گو برسوں
فقط مین رہی اپنے ہی اک آرزو برسوں
رہے آنکھ مین اپنی ہزاروں خبرو برسوں
جو طرہا بھی پڑی تو تھنے ٹالی بے وضو برسوں

آؤں بیان بھی ہر قماش کبھی کبھی
 گئے در عاشقوں ہی میں اپنے نہیں تھے
 خوفِ فراق وصل میں فراق میں فکر و عمل
 ہر جی میں جاؤں عالمِ علوی کی سیر کو
 کس بات کا ہر سوچ مرے قتل میں تھیں
 ساقی نہ دیر کر یہ خدا ساز بات ہر
 دیتے کیے عارضِ سادہ سے ہم مثال
 دل تو جلا چکے کبھی نہیں بھی تو دیکھے
 جانے کا کرتے ہیں وہ تقاضا کھڑی گھڑی
 سوئے تمام رات وہ آغوش میں مری
 کہتے ہیں جبکہ خواب شب ہجر یار میں
 ظاہر نہ کیجے پیری میں نابالغ آپ کو
 بک بک کے چائے نہ مرا سفرِ شمع جی
 ہوتے ہیں ناز کی سے پسینے میں غرق وہ
 دو دنوں کا کر چکا ہوں میں سو بار تجر بہ
 ہو گا وصال بندہ سے اُس بٹ کا یا نہیں
 رے صبح یار میں خال ایک بھی نہیں
 چہرے یار کے ہر عیانِ سرخی شراب
 چلتی ہر ساتھ ساتھ میں جاتا ہوں جھگم
 ہر دم نیا سوال بھارا ہر یار سے
 دو نو کو بے ثباتی میں تشبیہ تام ہر
 محرومِ خلد میں ہر شرابِ طور سے
 سو قوتِ شرب می یہ ہر ساقی ہمارے

دریا کی سیر ہی مری چشمِ پُر آب میں
 میں کوئی چیز ہی نہیں اُن سے حساب میں
 دو دنوں طرح سے جان پڑی ہر غراب میں
 مٹی خراب اپنی ہی دیرِ خراب میں
 تاخیر کیا ضرور ہی کارِ تو اب میں
 ہر لطفِ آفتاب شبِ ماہتاب میں
 ہوتا فطرتِ شعاع نہ گر آفتاب میں
 ہوتا نازک ضرور ہی صاحبِ کباب میں
 قسمت میری ہیں اگر گئے بھی خواب میں
 محکوم علی یہ دولت بیدار خواب میں
 ہیں کیا مرے فرشتوں نے دیکھا نہ خواب میں
 رنگ رنگ کے شجرِ ریش مبارکِ خضاب میں
 یہ عزمِ ہر جنابِ فضیلت مآب میں
 مدت کے بعد میں کبھی آئے یہ خواب میں
 ہر لطف سے بھی لطفِ سوا کچھ عتاب میں
 یہ فال دیکھنا ہر خدا کی کتاب میں
 نقطہ کہیں نہیں ہر تمام اس کتاب میں
 ہی آفتاب جلوہ نما آفتاب میں
 فوجِ غنیمت و الم مرے ہر دم رکاب میں
 کہیو کو نہ پھر سکوت کرے وہ جواب میں
 تجنیں ہر حیات کی لفظِ حساب میں
 دنیا میں جو کہ عجب و شرب میں
 کشتیِ عمر چلتی ہی موجِ شراب میں

وصفِ شرہ راہ میں - ہوں جب قدم
وہ جان سے گذر گیا جس پر پڑ گئی
آتا نہیں ہر اپنی تو آنکھوں میں گاہ خواب
جائے فنا نہ اپنی کمون داستانِ غم
سادہ رنج حبیب کو کس سے مثالِ دن
عاشق رسول کا تھا خدا بھی تو نا صحا
بوسہ لپٹ کر لی ہی لون پھر ہو جو کچھ کہ ہو
فاصل ہو خواہ نہیں کسی کو فراقِ دوست
اللہ سے جذبِ الفت و پاسِ نگاہ
وہ ہیں مقروضِ مال کے مانعِ رقیب ہی
دلین کچھ آرزو نہیں رکھتے فقیر بھی
دیکھا ہو حالِ طائرِ دل کیوں نہ ہو

نہ خار چھتے ہیں پاسے نگاہ میں
برجھی کاہر اثر تری تر جھی نگاہ میں
جس وقت پوچھو او کو تو ہیں خواب گاہ میں
دے دخل مجھ کو اپنی جو وہ خواب گاہ میں
خطِ شعاعِ مہر میں دھتیا ہر ماہ میں
داخل ہر عشق کیسے تو کیونکر گناہ میں
لمبائے کاش مجھ کو کسی دن وہ راہ میں
دشمن کو بھی خدا رکھے اس سے پناہ میں
دُزدیدہ دیکھتے گئے وہ ہم کو راہ میں
سستی ہو مدعی میں تو جُستی گواہ میں
شرفِ آب کاہر کو نسا برباد شاہ میں
دُور سے ہیں لال یار کی پُرسنیاہ میں

پڑتی ہر جیسے آ وہ ہو جاتا ہی
کیا ہی ہے ہر تمھاری نگاہ میں

قاصد ہی دعا ہو خدا جناب میں
دیکھے نہ غیر چہرہ چہپا لونقاب میں
فرق میں عیش تلخ ہی جان ہر لذائذ میں
ہو کر ہم تمھارے دہن کے نقاب میں
ہر بار ایک سے گئے وہ طفلِ یا خدا
فہم میں لکھ دیا مرے کیوں عیاب میں
صفر وہ ہیں سے چہرے میں ہر اندویش میں
شامت ہر کیسلی کہ بلا آئی والی ہی
کا آپ کے کیونکر کردن شمار

آجائے یار خود مرے خط جواب میں
شیطان پڑھ تجھے خدا کی کتاب میں
ساقی پلا دے زہر ملا کر شراب میں
آبِ حیات کا ساغرہ ہر شراب میں
ہر بار بوسہ دینے میں بھولے حساب میں
او مجھو نگاہ میں خدا سے بھی جا کر حساب میں
وہ چند ہی جمال ہمارے حساب میں
زلفوں کے بال کیلے ہیں تیج و تاب میں
طرح عیاب کو لاؤں حساب میں

سینا پو چھتے ہر دوستانہ دل کی مرے تیر	معاہدہ میں نہیں کہ گمان ہر گمان نہیں
ہم پاکباز و صاحب دیر اور ہرین غنیمت	انبار کی طبع ہو سہا این و آن نہیں
ہر یہ زبان نیست انسان کا تیر	اچھے وہی ہیں جنگدہن میں بان نہیں
ٹوڑا یہ ہر باقی سے نقصان میں	نہت جانتے تھے در نہ تھارے بان نہیں
ہر ہستادہ منزل آفت کی انتہا	اس مرحلہ کو حاجت سنگ نشان نہیں

ایک سحر اس جہان میں بہت غرض کی جو
چند استاد و دانش دوستان نہیں

پہنچ کے ہوتے کب ل مرنا شاہ نہیں	ولہ کس لکڑی لب پر مرے مار و فریاد نہیں
یہ سے کا کب شکوہ کی بیدار نہیں	تب تک آئی کبھی ہرگز مرے فریاد نہیں
کہوت نسل ہی جو آپ کا ایمان نہیں	کہون خالہ ہی ہو کتنا تمہیں استاد نہیں
جب گمراہی سے سبق مجھ سے وفاقا پڑا	ہنسکے کہنے لگے کچھ تم مرے استاد نہیں
ایک دن میں لے گیا اتو زری رحم کرو	ایک برس کی کچھ ایسی بڑی بنیاد نہیں
آپ نے وعدہ بھی اگر دیا تھا مجھے	نالی جاتا تو کبھی آپ کا ارشاد نہیں
یا وہ وعدہ تو آج اوس کو وفا ہی کرو	ہنسکے زمانے لگے ہو تو کچھ یاد نہیں

گویندے دانشمن کی ترے ای سحر کراٹ
خواب آتش نہیں ناخ نہیں آباہ نہیں

آنکھوں میں محو سن تیر رشک ماہ میں	ولہ مناب کی ہر سیر ہماری نگاہ میں
انقصان بہت آپ کا کیا رک تھا وہ میں	داخل نہیں نگاہ مرے سجان گناہ میں
ہزاروں کی جو چوک ہر کسب کی گناہ میں	ایسی ہنسیانہ مہر میں جو اور نہ ماہ میں
کاکل سے دل اڑھا یا تو غیب میں جا پڑا	بھاگے جو سانپ کے تو اُسے بھاگے چاہ میں
عشاق میں وجود مرا بھی غرور ہے	افسر مزور چاہے کوئی سہا پائ میں
عاشق سے پہلے ہوتی ہر مشو کو طلب	یوسف گرہ کو پہلے زینا سے چاہ میں
آفت میں اسکی کہتے ہی جی سے گزر گئے	جھانکے کوئین ہزاروں اس بٹائی چاہ میں

غزل لکھ دوسری بھی اس زمین پر تیر دیوان میں

بجا ہو کر کون شانِ خط و خسار جانان میں
جو عشق لبِ بینِ دون اشکِ لعل بے بہا ہو
کوئی لبِ لب و انگیر ہو خوف ہی مجھ کو
یقین ہی خوب یہ اگر وز آئیگی اصل لیکن
فرشتے اب کہاں لکھینگے اب کیا خوف ہی ہو
وہ ہی حیوانِ مطلق جو تجھے انسان سمجھتا ہی
جو کیا ہے زمان ہی شیخ تو زہد و عبادت میں
شوق پر حیل کالی گھٹائیں آکے چھائی ہوں
بہی ہی وہ مقرر ہی متفر کا یہی باعث
وہی دوزخ ہو صحبت میں آبیٹھے کوئی زاہد
جو نہ کو پوجتے ہیں صنعتِ خالق کے قائل ہیں
نہ ای غافل کبھی نومید ہو فضلِ الہی سے
شرابِ نقل اس زراہد کمانے منع ثابت ہی
کہا میں دلِ ناکام ہو کہ اس ارمان میں
کہا لبرچسپ رہو بیفائدہ بچنے سے کیا حاصل

لکھا قرآن کو اللہ نے ہی خطِ ریحان میں
گہر ہو جائیں آنسو و دُونِ گر میں یادِ زندان میں
نکل دے اس کسانِ قاتل نہ تو کچھ شہیدان میں
بڑا احسان کرے ہم پر اگر آجائے ہجران میں
جگہ باقی رہی مطلق نہ اپنی فرو عیسان میں
خدا کے نور کا جلوہ ہو ظاہر جسمِ انسان میں
تو میں بھی تو وحیدِ عصر ہوں نہ فی عیسان میں
مسی کی ہی اور ادھٹ یوں جھلکتی شمعِ ناپ میں
وگر دجی لگا کر تا ہی ہر انسان کا انسان میں
جسے جنتِ سنابل بیٹھنا ہو وہ عیسان میں
بنائے جو ہیں کا فر خلل ہے اسکے ایمان میں
خدا پر رکھ نظر لا تعظوا آ یا ہی قرآن میں
کلوا اور اشربوا اللہ فرماتا ہی قرآن میں
کہ مل جاؤ کسبِ دہم سے تم فصلِ بہار ان میں
وہ ہو سکتی ہی کچھ کو نہ کر نہیں جو بات امکان میں

اگر ہی سحر میرا نام تو پھر کیا لعل ہی
کہ ہو دے وہ پری پیکرِ یر و میرے فرمان میں

تھیلے مید پوسہ اب ای جانِ جانِ نہیں
کیون نکلے سوے جانے ہو کچھ میرا حال زار
کیا ہو وہ سر نہ چین ہو سودا زلفِ یار
میرِ فلک بھی پہلے غضب ہو گا خیر و
کیون نہ بیا آئے کاکیا ہو مزہ بیان
جب عرض کی تو گلی کبھی مجھ سے ہاں نہیں
قصہ نہیں کہانی نہیں داستان نہیں
کیا ہی وہ دل جو مالِ حسنِ بتان نہیں
طفلی کے جور یا دین گواہ جو ان نہیں
کیون نہ بتاؤں میں مرے مجھ میں زبان نہیں

یا در وطن میں نالے میں کرتا ہوں اس طرح
 کیونکر نہ اہل مایہ کے دشمن ہزار ہوں
 سر روہین اوٹھا کے رکھوں وہ بے بہت
 پوچھیں تو صاف کہوں کہ ہوں بندہ بے تاب

جیسے کہ دیس گاتا ہر کوئی ملار میں
 پتھر لگاتے ہیں شجر میوہ دار میں
 پاؤں جو سنگریزہ کوئی رکھزار میں
 سنگرنوں فرشتہ لئے بھی مزار میں

بے گنتی شمع روکے ہیں پروانے آج کل
 تو سحر اوس کے زور و ہر کس شمار میں

نچھوٹا پھر چھپا جو اُس صنم کی زلف چچا نہیں
 چھڑی بھونکنی یہ ہرگز نہیں ہر دست جانا نہیں
 سچا چھتے ہی جالسی آگئی کچھ جسم بچان میں
 تراوشی جو باہر شہر سے آیا بایا بان میں
 پرشی شاہل آدے کوئی ایسی پرستان میں
 تری گھونکی ٹوخی ہر کہاں چشم غزالان میں
 تصور اُس رخ دندان کا یوں ہر چشم گریا نہیں
 جو ہر وحشی گیا صحر کو عشق چشم فشان میں
 لکھوں گر شعر کوئی اُسکے جیوت چشم فشان میں
 معلّم سے وہ گل نہسکر یہ کتا ہو گلستان میں
 رہی حاصل بہ آزادی مجھے سیر بابا بان میں
 سنا ہر حبیب وہ بے تاج ہر زم زم تیا بان میں
 نہ کلائے میں نہ افور میں نہ اُمی میں نہ ثعبان میں
 عجب کیا ہر عدد و رہتا اگر ہر کوئی جانا بان میں
 وبال جان ہوتی ہر جان ہر کوئی بھر جانا بان میں
 مبارک بلبلان کو ہر دین خوش وہ گلستان میں

نہ نکلا حشر تک وہ جو گرا چاہو زنجیران میں
 لگائی شاخ گل کی ہر قلم پر شاخ مرجان میں
 ہمارے تیر کی پیکان بھی ہر آب حیوان میں
 تو پیچھے دوڑے لڑکے بھر کے پتھر اپنے دامان میں
 ترانائی نہیں ہر خورشید ہر جنس انسان میں
 زمین و آسمان کا فرق ہر انسان حیوان میں
 چک جاتی ہر بجلی جیل سے اہر باران میں
 تو آنکھیں غول دکھلائے لگے جھکویا بائیں
 قلم زکس کا رکھنا چاہیے جھکو قلمدان میں
 نہیں لبل کر دین کیوں میں سوت خوانی گلستان میں
 نہ اونچا تیر ادا میں بھی کبھی خوار فیضان میں
 قسم اللہ کی تب سے نہیں ہر جان مری جان میں
 بلا کے سچ ہیں صاحب تمھاری زلف پچان میں
 سنا ہر تپنے پون شیطان بھی تھا باغ رضوان میں
 اکی آئے وہ یا موت ہی آجائے ہجران میں
 ہمیں اللہ نے ہر عیش و نشاط کو سے جانا بان میں

لکھا مطلع ہی مطلع شعر کی جا سحر کیا کہنا

بنے تو خیر کاٹ دی رو کر تمام شنب
 دہن بوسے اُسے مانگے کے لینے لگے جو ہم
 کہنے لگے زیادہ نہ لینا سدا رہے
 صحرابین خاک قیس نے چھائی تمام عمر
 ہو کو خدا نے لائق فردوس جانکر
 قاصد کو پہنچے بھیجا بلا نیکو اوٹے پاس
 سوئے دہشوق وصل میں تا صبح کوئی دم
 قاصد نے آگے اتھے میں دی جھکویہ خبر
 شرم لگا کے آنکھوں میں زلفیں بنا چکے
 الفصہ ساری رات یوہن خستم ہو گئی
 کیوں منع کرنا ہو مجھے آنے کو اور قیہ
 بلبل شگفتہ دل ہن چن میں بزرگ گل
 آیا تھا کون کون گیا جانتا ہو کون
 آئینہ رو کے دل سے کدورت نہیں گئی
 عاشق سے کچھ سوال جو دہ سیم تن کرے
 سراپاؤں پر جو یار کے رکھیں تو عیب کیا
 خاموشی ہی ہزاروں سوالوں کا ہو جواب
 نیکو نگے حق میں ظلم ہی آرام سے سوا
 معشوق کوئی ہو کہ نہیں با وفا ملا
 آباد میں کدہ رہے ساقی ترا مدام
 اوس زلف سے مثال اگر دین تو ہو خطا
 لیکن نہیں جو چشم کو اکب طے

فرق آگیا حضور کے برا اعتبار میں
 اور بھولے پن سے بھول گئے وہ شمار میں
 فرق آنجائے آپ کے پھر اعتبار میں
 سدا مارا کو کہن نے بہت کو ہمار میں
 بھلاہ یا ہر چین سے بس کوے یار میں
 ہم بقرار بیٹھے رہے انتظار میں
 حسرت بھری رہی دل امیدوار میں
 آج آئنگے وہ فرق نہو گاتر میں
 لے لے ہن اب مسی گسر آبدار میں
 یان گدڑی انتظار میں اور وان نگار میں
 بتلا ترا جارہ ہو کچھ کوے یار میں
 مطلق خزان کا خوف نہیں ہر ہار میں
 بتلا میں خاک زندگی مستعار میں
 لکھا ہیں جو خط بھی تو خط غبار میں
 ہم جان دیدین مال تو ہی کس شمار میں
 عاشق کی کسر نشان نہیں بھار میں
 حاصل کیا یہ اوستے کمال اختیار میں
 اصحاب کہت چین سے سوئے ہن خار میں
 ہر چند کی تلاش بہت ہر دیار میں
 اک جام بادہ اور عطا کر خسار میں
 خوشبو کی طرح کی ہو شک تار میں
 عالم ہو انتخاب کا اوسکے عذار میں
 چن چاؤن خود نہ میں کہیں اشکوئے تار میں

دیوانہ بن ہی مانگ کے اک بوسہ زلف کا
 درجائیں زہر کھا کے تو بھولیں غم فراق
 کھانا نہیں جو میری سب بار استخوان
 رند و نکی کچھ سمجھ میں نہ آئیگا ناصحا
 افسوس غیر کو تو بٹھائیں قریب آپ

اوس غیرت پر ہی کے جو دلوں خا کرین
 کب تک بٹو گئے سہر میں یا قضا کرین
 آئے اگر ہا تو اوس کا بھلا کرین
 کب تک یہ دہیات سخن ہم سنا کرین
 اور ہم غریب دور کھڑے منہ کا کرین

ای سحر آت بھی ہم نکرینگے خدا گواہ
 جو چاہیں وہ جفا یہ بت بیوفا کرین

زنگت کہیں ہو گل سے سواروے یارین
 قامت کا ہو خیال دل دا غدار میں
 روشن ہو چٹیل پھر ہی کی صفت چشم زار میں
 کب برق کی ٹپ ہو دل بیت زار میں
 زلف سید میں کا کل و گیوے یار میں
 کیگو ہو خوف مرگ غم ہجر یار میں
 حیران ہوں معاملہ روزگار میں
 کیا گھر بنا میں ہستی نا پاپار میں
 پار گر ان ہو دوش پہ سر ہجر یار میں
 باقی نہیں ہو تپاک مرے جسم زار میں
 اس رنگ سے ہیں داغ مرے جسم زار میں
 اوسنگدل خدا کے لیے اب تو منہ دکھا
 ناصح میں ترک عشق بیان تو ابھی کروں
 زلف تو نہیں چھیں گئے جو ہوا رخ کا عشق کہ
 داغ جگر کی روشنی کافی ہو بعد مرگ
 غل آپ وعدہ کر کے نہ آئے جوش کو بیان

بلبل تو کیا ہو ہم تو یہ کدین ہزار میں
 گویا اوگا ہو سرو کوئی لالہ زار میں
 شعلہ ہیں بخت دل مرے شکونکے تار میں
 بجلی دلی ہوئی ہو ہمارے کنار میں
 دل پنا پھنس ہوا خنیں تین چار میں
 آرام سے تو سو بیگے گنج مزار میں
 کیا کیا یہ رنگ لاتا ہو بیل و شمار میں
 آخر تو ایک روز ہو جانا مزار میں
 بارب ہی ہو یا وہ بت اپنے کنار میں
 کیونکر عزیز اوتارینگے جھکاؤ مزار میں
 گویا کھلے ہیں پھول ہزار ایک خار میں
 پتھر اگئی ہیں آنکھیں مری انتظار میں
 پردل نہیں خدا کی قسم ہست یار میں
 ہم آجے غلب سے نکل کر تار میں
 حاجت نہیں چراغ کی گنج مزار میں
 گزری منام رات ہیں انتظار میں

اس طرح میں غزل کا لکھنا ہو غیبِ ممکن
اے سحر کوئی باندھے گواہ ہزار پانچون

کبھی زبان سے نہ شکوہ نہ آہ کرتے ہیں
خدا نے حسنِ بٹان دیکھنے کو آنکھیں دیں
نہ جھپکی آنکھ کبھی تانے نہ خدا کی قسم
وہ آنکھ اوٹھا کے نہیں دیکھتے حیا میں
غنی و لونکو کسی شہو کی جستیا ج نہیں
جنون میں کاوشِ دل بے سبب نہیں ہرگز

وہ ظلم کرتے ہیں اور ہم نباہ کرتے ہیں
جو تلمو دیکھتے ہیں کیا گناہ کرتے ہیں
شبِ فران کو اپنا گواہ کرتے ہیں
جو عاشقانہ کبھی ہمسنگاہ کرتے ہیں
فقیر کب ہوسِ غرور جاہ کرتے ہیں
ہم اپنے دل سے ترے دینِ اہ کرتے ہیں

ہمارا حال تماشا سمجھتے ہیں اے سحر
ہمس آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہیں

وہ جاہنِ ہمسہ جو کرین یا جنا کرین
کب تک ترے فراق کا صدمہ ہا کرین
وہ دن کے بعد قبر میں سونا ہو غافل
دیکھا کسی حسین کو جانِ جان پر نبی
شکوہ نہیں پھری ہو جو اسی دل نگاہ یار
دعوے ہو گر علاجِ مریضانِ عشق کا
بارانِ بغیرِ لطفِ نہیں ہو کا ساقیا
اندازِ اونکے رقص کا عشر سے کم نہیں
لگ جائے آگ اس دلِ نادان کو یا خدا
اپنے کتابی نسخ کو ہیں چوم لینے دو
رند و نکو و اعطو کی نصیحت کیے گی انہیں
کند و یہ بابلو نے ہیں اُستادِ عشق ہوں
ہم دلِ جلوں کی آہ کو سمجھو نہ بے اثر

ہم سے کبھی نہ ہو گا جو ادب کا گلا کرین
پہلو میں دل ٹپتا ہو ایجان کیا کرین
دنیا میں خاک پھر ہو سس کیسا کرین
آفت میں ڈال رکھا ہو اس نل کو کیا کرین
قسمت ہی پھر گئی ہو تو کس کا گلا کرین
عسی خود اپنے ہوش کی پہلے دوا کرین
بارش کی کہدے شیخ سے ہمدردا کرین
ٹھوکر لگا کے کیوں نہ قیامت بپا کرین
شعلہ رخونکے عشق میں کیتک جلا کرین
قرآن کھلا ہو اس کا ادب تو ذرا کرین
کون اونکی بات سنتا ہو بیٹھے بکا کرین
وہ بوستان کا مجھ سے سبن پڑ لیا کرین
نالہ جو دل سے کھینچیں تو محشر بپا کرین

<p>تری تصویر بنائیں جو صنم خانے میں فائدہ کیا دل بیتا کے ترسانے میں جبین ہر آگ لگا دوں ابھی سینا نے میں دیو جس طرح نظر آئے پرینا نے میں</p>	<p>بٹ بھی سجدہ کریں جھک کر عجب کیا اسکا ترس کھا اوٹ ترسا مجھے دے اک بوہ ہجر میں کس کو پسند آتا ہو جام و مینا نفل یار میں یوں غیر عیان ہے گویا</p>
--	--

وہل میں سحر حیا او کی غصبے حافی ہر
 کیا فرہ لٹا ہر راست پر شرانے میں

<p>بعد فساد وہ لائق باغ ارم نہیں اللہ جانتا ہے کہ جھکو بھی غنیمت نہیں لقاقت بدن میں صورت نقش قدم میں بے وجہ آج جسے خاؤہ صنم نہیں سر میں ہوا ہے دولت جاہ و چشم نہیں وہ روز کا سا لطیف نہیں ہو کر صنم نہیں عارض پہ او سکے گیو پڑ چرخ و خم نہیں بیز حسم کوئی تجھ سا خدا کی قسم نہیں</p>	<p>جو زندگی میں طالب کوئی صنم نہیں بندے کا اگر خیال تجھے ابر صنم نہیں پیشا میں حسب گم نہ دہا سے پھر اوٹھ کا غیر دان اس کے کان میں پہونے کا ہر کچھ نہ کچھ باغ جہان میں مجھسا نو کا غنی شہ اور شک جو کونسا مجھ سے ہوا قصور ہرہ ہر گنج حسن پر مار سیاہ کا جہاں دیون تو سیکڑوں دیکھے ہیں ابر صنم</p>
---	---

جرا کلام و سحر کے اشعار اے مسیح
 اے عبا ز عیوی سے کیسی طرح کم نہیں

<p>قربان کر چکا ہوں میں تجھ پر پانچون بیہوشی بے قرار غش تپتہ بھار پانچون گہری امین الیادیں اور ملار پانچون میں کر چکا ہوں پیار سے تجھ پر تار پانچون بیان وعدہ وعدہ قول و قرار پانچون شرکان و چشم دابر و زلف و عذار پانچون ہن خاں سان نظر میں بے لکے یار پانچون</p>	<p>پوش و شکیب تاج سپرد قرار پانچون اک روز ہر سے بس یہ پانچ عارضے ہیں مہربان سپر کے غم میں بجاتے ہیں کیسے دلکو ایمان و دین و مال و دل اور اندر جان بھی اگر تو قسم بھی کھائے جھوٹے ہیں میرے پار کرتے ہیں قتل عالم ظالم یہ عضو تیرے گسار و شمشیر و دریا گلزار و بزم عشرت</p>
--	---

جیسے ہم رہتے ہیں اُس جُدا برسات میں
 ہو میسر مجھ کو وصلِ دربارِ برسات میں
 فخرِ ہواور ساقی ہواور وہ سہ لقا برسات میں
 بارہ نوشی کا ہواور ساقی مزارِ برسات میں
 ہر ہماری جان کا حافظہ خدایا برسات میں
 صورِ محشر ہو پیہو نکی صدایا برسات میں
 ہر بڑیا برق کا لازم پڑا برسات میں
 کیا عجب اسکا جو اپنا گھر جلا برسات میں
 سرزمینِ عشق پر لالہ کھلا برسات میں
 زیب تن آبِ روان کی ہو قبا برسات میں
 آگ لگتے بھی کسی نے ہر سنا برسات میں
 ہی یہ ظاہر چلتی ہو ٹھنڈی ہوا برسات میں
 ہونہ اپنا زخمِ دل کیونکر ہر برسات میں
 موسمِ گرماسے ہر گرمی سوا برسات میں
 رنج ہو اسکی جدائی کا جُدا برسات میں
 خوف رہتا ہو مقرر سانپ کا برسات میں

دل لے یہ آفتِ دشمن پر خدایا برسات میں
 پا خدا مقبول ہوا تیری دعا برسات میں
 یا الٰہی ہو یہ میری التجا برسات میں
 نقشہ کا ہر وقت لاجلدی پلا برسات میں
 اضطرابِ دل بڑھاتی ہو گھٹا برسات میں
 یا عنبرِ لطیف ہم مر جائیں یا برسات میں
 کیونکر گریبان و پیکر مجھ کو منے وہ ماہر و
 ہم جو روئے اور ولین آگ بھڑکی عشق کی
 اشکباریے شگفتہ ہو گیا سینے کا داغ
 روکے ڈوبوں اشک کے دریا میں غریبان اگر
 نار و وزخ کا کسے تر دامن میں خوف ہو
 دل سے میں کھینچوں دم گر یہ کیونکر آؤ سرد
 خطا سہر یار کا رونے میں جب آئے خیال
 وقت گر یہ آہ سوزا نے جلا جانا ہو دل
 پھوڑتا ہو کان میرے غل پیہو کا جُدا
 یا و بارز لہ سے کیونکر نہ رونے میں ڈرون

روئے روتے ہیں کتنوں نے آخر جان دی

سچ سمجھ اے سحر آتی ہو دیا برسات میں

صدرِ پہونچا یا نہیں لطف کے سلجھانے میں
 خامکاری تو ہے بس تیری ہی پروانے میں
 سبھ زنگوئے تصور میں نہیں شوقِ شراب
 جان جاتی ہو مری پہلے کہ تو جاتا ہے
 حسنِ افانے کبھی بڑھکے نہیں حرکاتِ حسن
 دردِ افراطِ نزاکت سے ہوا شانے میں
 انتہا عشق کی سمجھا ہو وہ جلیانے میں
 زہر دے گھول کے ساقی مجھے پیانے میں
 کون تعجیل کرے دیکھیے اب جانے میں
 ہم نہیں آئینے زاہد ترے بہکانے میں

نظر آتے ہو سحر غاشق کسی پر
تمہیں ہر گھڑی چشمِ نرم دیکھتے ہیں

<p>دل ہمارا یوں گرفتار ہوتا نہیں اے پری انسان کوئی بے خطا ہوتا نہیں یوں کوئی بحرِ جہانین آشنا ہوتا نہیں گل کو دیکھو خار سے ہرگز جدا ہوتا نہیں وصل میں بے بوسہ بازی کے فرا ہوتا نہیں کوئی اس رنگت کا اعلیٰ بے بہا ہوتا نہیں بوسہ دینے سے فقط اپنا جلا ہوتا نہیں</p>	<p>دل اوس پری کی زلفت پر گرفتار ہوتا نہیں بے اجازت لے لیا بوسہ خطا کیجے مخاں اپنے مطلب کے لیے ہر ایک بنجاما ہر دوست ساتھ چھوڑے خیر کا کیونکر ہر ارشکِ حین غیر چینی نہیں کچھ سیر گلشن کی بہار سرخ میں جیسے لبِ نازک ترے اے رشکِ گل دوس کا بھی کیجیے اقرار عرضی ہو اگر</p>
--	--

بیونانی کا نہیں کچھ سحر شکوہ بار سے
حق یہ ہر معشوق کوئی با وفا ہوتا نہیں

<p>دل آدمی آپ بھی آخر کو ہیں کچھ دور نہیں سنگِ اندوہ سے کب شیشہ دل چور نہیں چشمِ نرگس کے ہی برتیری سی غمور نہیں کون دنیا میں حسین ہے کہ جو غمور نہیں جو مرے دلمین ہو اُس بٹ کو وہ منظور نہیں صبح تک دم جو نکلیاے تو کچھ دور نہیں دلِ نادان مرا بیچار کا مزدور نہیں کر سگین بات مرے سامنے مقدور نہیں بولے وہ دیکھ کے درخواست یہ منظور نہیں اپنا مطلب بھی کل آئے تو کچھ دور نہیں</p>	<p>دل غم نہیں تم کو اگر دوستی منظور نہیں میری آغوش سے کس دم وہ پری دور نہیں گل کے عارض ہو کر تیرا پُر نور نہیں ساحبِ حسن کا اکثر نہیں ملتا ہو مزاج ہنرِ شب و صبحِ خدا خیر کرے کیا ہو گا یا دیکھو میں سہرِ شام سے اوجھن ہو کمال بیٹھے بٹھلائے اوٹھاوے جو عیثِ بارِ فراق یارِ داغیاں میں گو خفیہ محبت ہو دوسے لکھنے کا غم نہ دیا ہے سوالِ بوسہ یارِ داغیاں میں بگڑی ہو جو کل جگر دے میں</p>
--	---

شعرا سر دے کیوں دیتے ہیں اسی سحرِ مثال
قامتِ بار سے بڑھ کر شجرِ طور نہیں

کشش دل ہو سو کے کعبہ ابرو کے صنم
ہم سے کیا پوچھتے ہو ہمد موانساے فراق
اوسکے ہم سایہ سے ہیں خسرو ملک و شہنشاہ

زہاد پچھ اسے قبلہ نکالتے ہیں
آفت و رنج و غم و قہر و قضا کتے ہیں
تیرے زلف و نکو پری بال ہا کتے ہیں

مہربان آپ سے بندے پہ ہوا ہر وہ صنم
اسکو اسی سحر عنایات خدا کتے ہیں

جب تمہیں ہجر میں ہم یاد کیا کرتے ہیں
سچ ہر یزیت کا باعث ہر مے اُکھا دروغ
ظلم وہ کرتے ہیں جب انگٹا ہوں کہ پیو
ستم و لطف سے ہر دم مرے ملک و ملک
آپ ہی شوق و ہم جا کے قفس میں ہو قید
سر و اوس غیرت شمشاد کا ہمسرب ہر
آنکھ اپنی تری ابرو پہ جمی رہتی ہی

وصل کی یاد میں فریاد کیا کرتے ہیں
جھوٹے وعدوں سے وہ دل شاد کیا کرتے ہیں
داد کرتے نہیں بید او کیا کرتے ہیں
کبھی ویران کبھی آباد کیا کرتے ہیں
پھر عیش شکوہ صیاد کیا کرتے ہیں
ایسے بند و نکو وہ آزاد کیا کرتے ہیں
روز اس بیت پہ ہم صاد کیا کرتے ہیں

کیسی یہ رسم محبت کی ہی اولٹی اسی سحر
وہ ہمیں بھولے ہیں ہم یاد کیا کرتے ہیں

کہیں کیا کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہیں
کبھی آہ نفسہ کبھی کھینچتے ہیں
خاطر نوشت اپنا ہم پڑھ رہے ہیں
مرے رویہ و وہ بہم غیر سے ہیں
رہی کرتا شش کروں ہی ہم کو
ہزاروں گمان دلیں ہوتے ہیں پیرا
نہیں جاتا کدن تو غیروں کے گھر پر
نہیں آرزو کچھ بھی بوسے کی ہکو
جو عالم کہ دیکھا ہو کوئے بیان میں

لکھا ہی جو قسمت میں ہم دیکھتے ہیں
ہم اس ساز کا زیرو ہم دیکھتے ہیں
تمھارا جو نقش قدم دیکھتے ہیں
ندیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہیں
کوئی دم میں ملک عدم دیکھتے ہیں
ترے ہاتھ میں جب قلم دیکھتے ہیں
صریحا تو آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں
مگر مجھ تمھارا کرم دیکھتے ہیں
خدا کی حسدائی میں کم دیکھتے ہیں

ول اُس بُست کا یار بپسےجے گا کو نگر
ترسے عشق سے دونوں عالم سے کدو یا

نہیں خاک اثر اپنی آہ و فغان میں
ٹھکانا نہیں اب زمین آسمان میں

جو عاشق دایرِ سحر ہوئے کیسے
تو آتے ہر دیوان سے کیوں ہسوان میں

پاس اسی سیمتِ مال نہ زر رکھتے ہیں
کیا مثال اُنکو لبِ سینخ و دُر و ندائے
دل کی بھینپی جیسے گی نہ مرے اشکوں سے
ہم پیالہ ہیں وہ کھڑے ہوئے بیخوف و خطر
سیکشن کی نہیں باغِ جہان میں پروا
کیا عجب پاک جو مانندِ کمان ہو سینہ
عالم و ہم میں بھی اُسکا پنا کچھ نہ ملا
کوچ اپنا بھی کوئی آن میں نہ جزوِ نیاز ہے
یادِ جہانان نہ گئی دل سے مے تا دمِ نزع
خاک اوڑھتے ہوئے پھرتے ہیں بدِ آشنِ بیا

ولہ

کشتہ عشق فدا کر کے کدو سر رکھتے ہیں
یہ کمان رنگ و نہا محل دگر رکھتے ہیں
خوب جاسوس یہ ہر دم کی خبر رکھتے ہیں
خوف رسوائی نہ بدنامی کا ڈر رکھتے ہیں
اپنا ہم داغوں سے گلزارِ جگر رکھتے ہیں
دل میں ہم عشقِ بہشتِ رشکِ فقر رکھتے ہیں
کون کہتا ہو کہ مثنوی کمر رکھتے ہیں
آپ اسی جان اگر غمِ سفر رکھتے ہیں
یار کی جبری میں بھی خبر رکھتے ہیں
خانہِ ربا و وطن اور نہ گھر رکھتے ہیں

پس

رام کو ذکرِ شوالِ اندا سے وہ بہت
کچھ تخلص ہی نہیں سحر اثر رکھتے ہیں

لوگ اسے شیشہ زلفِ دوتا کہتے ہیں
شعرا رخ کو ترے نورِ خدا کہتے ہیں
دستِ نازک میں کمان ایسے ملی ہونہدی
عشقِ جہان میں ہوا یوں جو میں رسوا کجاں
و دشمنِ جان میں حسین لہے نہ بلِ مان کہا
یہ جو کہتے ہو نہیں تم سے خفا ہم لیکن
واہ کیا دار لگائے ہیں ہستِ مگر کاری

ولہ

ہم فقط و لگو گرفتارِ بلا کہتے ہیں
اور حقیقت میں جو پوچھو تو بجا کہتے ہیں
خونِ تھان ہر سب جھکو خا کہتے ہیں
وہ بھلا کرتے ہیں جو بھلو بُرا کہتے ہیں
دوستانہ یہی ہم تجھ سے دلا کہتے ہیں
چپکے کیوں بیٹھے ہو بولو اسے کیا کہتے ہیں
دہن زخم بھی جو وصلِ علا کہتے ہیں

خُلدِ برین کا باغ ہر پہ سہواں نہیں

آپ کی سُنکے بار بار نہیں
کچھ ترے جھوٹ کا شمار نہیں
مُخِ رنگین پہ نازِ بیبا ہے
بوسہ مانگا تو بوسے جھنجھلا کر
ایک سے ایک ہو حسین بہتر
سب ہیں مطلب کے دوستِ نیاں
جسین ہر قصہ ترکِ عشقِ بجاں
لیں کر دل پہ میرے قیرنگا ہ
گلِ عارض کا لونگا میں بوسہ
بھول کر عیش پاؤں کھینچت
کیوں لکھا ہو خطِ غبار میں خط
وقتِ برق و شِش میں ٹپے گا
پھر اُسے کیا ہو قدِ رِخو دینی

دل
ا بتو بان کا بھی اعتبار نہیں
سچ بھی اب کہ تو اعتبار نہیں
کیا کوئی اور گلزار تھیں
آپ کا کچھ میں قرضدار نہیں
حسن کا تم پہ کچھ مزار نہیں
سچ ہو کوئی کس کا یا نہیں
بمخدا دل پہ اختیار نہیں
اس سے بہتر کوئی شکار نہیں
آپ اگر کیجیے ہزار نہیں
نشہ کے بعد کیا خماریں
دلین او کے اگر عیار نہیں
بے سبب ل کا اضطراب نہیں
ابھی آئینے سے دو چار نہیں

دیکھ کر اوسکے کان کی بجلی
سمجھ دلوں سے قرار نہیں

مردن جا کے کیونکر میں گویے بجاں میں
غضب ہو ملن سوزِ غم کے بیان میں
ہیں بھول جاؤ گے غیبت میں ایسا
نہ دیکھو مجھے ترجیحی نظر و نئے صاحب
دکھا یا اثرِ ٹھنڈی سانوں نے ایسا
کہے ہیں یہ آہوں کے تیروں نے روزِ ن
گ گئی جبکہ زگرے نے گھورا

دل
کہاں اتنی طاقت تنِ ناتوان میں
ابھی تک چھو لے پڑے ہیں زبان میں
نہ بھی نرم سے یہ بات ہرگز گمان میں
اجی تیر سیدھا تو رکھو کسان میں
حرارت بھی باقی نہیں استخوان میں
ستارے نمایاں نہیں آسمان میں
گئے آپ کیوں سیر کو بوستان میں

ہلکے تپ فرات سے آت نہیں کبھی نہ کی
شہنشاہ کو ترسے قدموں سے کیا مثال
بب تک نہ واں عشق کیلئے کبھی مٹاں ہو
اللہ کی قسم نہ پس جا بیٹوں کا دل
زرا ہر بھی ایک دشمن بیان ہر شبہ مال
بخود ہی ایسا وقت رشاک مسیح میں
آس دیگہ مند لی کا ہون بیمار طرب
فائل کے زراتا جی ابرو کی تیغ سے

میرا سانا شقون میں کیا بکار نہیں
چہرہ نہیں یہ سینہ نہیں یہ کمر نہیں
بے گل کسی درخت میں آتا شکر نہیں
شاہد ہمارے آہ میں مطلق اثر نہیں
تینا بلا سے نالہ نخر سحر نہیں
کب جان بلی جن سے یہ دل کو خیر نہیں
اجتا جو ہو دوا سے یہ وہ درد سحر نہیں
جاننا کو نہا ہر جو سینہ سپر نہیں

بیکار فنی شعر میں ہر خواہش کمال
یاں سحر کچھ بھی پریش اہل ہنر نہیں

مردم میں اپنا خاک بھی باقی نشان نہیں
کچھ ماجرا سے عشق بیمار انسان نہیں
بردم ستا ہر غم بانان میں درد دل
رخصا یا نہیں ہر جو خط ہی تو کیا عجب
کیونکر نہ ہر سجدہ تکیاں شیخ و برہمن
بولادہ شنگے شنگہ افسانہ مشرق
اک دل تھا سودہ نذر کیا اب ہر کیا تلاش
اک بو سے کی غرض میں دل اپنا ہیں بچے
وصف بان یار میں ہر ہر قدر میں چپ
تن سے نکلے پیر نہیں آتا کیا دم
ہیں مٹی تو زہر پیر فلک لاکھ ماہر و
چرمہ رو داغ دل ہوں کیوں بے خیال یار

وہ کوئی نہ ہو تو ایک نام کو بھی انخوان نہیں
وہ کونسی ہر جا کہ یہ چرچا جہان نہیں
بے وجہ لب پہ کچھ مرے آہ و فغان نہیں
آتش وہ کونسی ہر کہ جسم میں ہوا نہیں
ہر سجدہ گاہِ خلق ترا آستان نہیں
لو لائی اس سے بڑھکے کوئی دان نہیں
کچھ میرے پاس یا نہ اون کی دکان نہیں
لے لیجیے یہ نعت ہی سودا گران نہیں
گو یا کہ خود ہمارے دہن میں زبان نہیں
آب روان سمجھ اسے عمر روان نہیں
اُس غیرت قمر سا کوئی نوجوان نہیں
پھولا ہوا ہر باغ گر باغبان نہیں

ای سحر رنگ بھر جو ہر یان ہر اک حسین

شکوہ نہ کیا بتوں کا مر کے
وحشت میں چلے جو رفتہ رفتہ
زار اور ہونے تھے جو آنسو

اللہ سے بھی مکر گئے ہم
معلوم نہیں کدھر گئے ہم
دیر یا کی طرح اوڑھ گئے ہم

چین آیا کہین نہ دلو اور سحر
فرقت میں ادھر ادھر گئے ہم

کر کے دفتر غم کیا کوئی ارف نام تمام
دیکھنے پایا نہ میں روئے دل آرام تمام
ہاتھ پائی یہ رہی اُس سے دم ہوس و کھار
خاک بھی اُس کے تجس میں پھر اکی برباد
خود میں سمجھاتا ہوا ساتھ گیا قاصد کے
خاک مر مر کے بھی عاشق ہوں تو یہ جہنم کھائیں
اوسکا مضمون دہن کچھ نہ سمجھ میں آیا
بوجھ سے نامے کے توجیل نسکے ای قاصد
دور ساغر کو نہ کر ختم کہ کوئی دم میں
یار کی تیزی تقریب ہے گویا تلوار

یہ وہ مضمون ہی جو ہو گا دم تمام تمام
ایک ہی وار میں قاتل نے کیا کام تمام
گر گئے اوسکے شلو کے کے جو بوتام تمام
عاشقو کی نہوئی گردش آیا م تمام
نواشوق ملاقات کا پیغام تمام
حن نے پتھر کے بنائے دل ہننام تمام
شعر فکر میں ہیں پیر واد ہام تمام
بارِ فرقت کا جو احوال ہو ارف نام تمام
دورہ عمر ہی بان ساقی گلغام تمام
جنش تیغ زبان سے ہو ایان کام تمام

ہاتھ سے اپنے وہ بٹا سحر کو دے ساغر کو
یا خدا جیکے ہوں اغیار بد اخبام تمام

رویف نوں

دنیا میں اب حضور سا غافل بشر نہیں
دل صاف ہی ہوں سے تمنائے زہین
مثل دہن کی کو وہ آتی نظر نہیں
جائے میں آیا دھر تو میں مر جاؤ گا دگر

ہم مر رہے ہیں آپ کو مطلق خب نہیں
اِس آئینہ کو چاہیے سونے کا گھر نہیں
سب لوگ جانتے ہیں کہ تیرے کمر نہیں
میرا سفر ہی آپ کا غمِ سفہ نہیں

کھو دیتے ایک حشر پاتیر سے جس میں
 کیا کیا ترے خطاب و حکم کے لفظ ہیں
 وہ دیکھتے وہم عشق میں پابند کر لیا
 بگو پچھاڑ دے ہر زمین پر شب فراق
 دینا کا قصد آج جسے کیا و مال کی
 کرتے نہیں جنا بھی شکایت سے اب مری
 معنوں غزل میں لکھے نہیں قہار کے
 دلوں پسند شانہ اگر رنگ گندمی
 پر ہمیں بے سبب نہیں آوار و غفل اشک
 گل راہ میں دو کرتے تھے غیبی تھے غفلت
 چنے کو بونہ دل ہی تو کھاتے کو غم بہت
 انسوؤں پر کہیٹے رقبہ کے پاس دو
 اقرب و عمل نامہ و بر سے ہر زبان
 دنیا سے کچھ نہ التی نہ غیبی سے کچھ نہ
 میں لے لیا کہ خاں دل میں کرو گذر
 بولے گئے نہ چوری کہیں مہر و ہوش کی
 کرنا ہوں عرض حال تو کہتے ہیں سر نہ کیا

کچھ نامہ و بر دیکھتے آؤ و نشان سے ہم
 تو ہوا اور آپ کو اپنی زبان سے ہم
 لاسہ لگا کے سچ تو یہ جو خوب پہانتے ہم
 کشمی میں ہار جاتے ہیں اس پہاڑ سے ہم
 کیا ہی جو ہوتے جاتے ہیں کچھ شاد ہوتے ہم
 حامل ہوئے ہیں آپ ہی اپنی زبان سے ہم
 لاتے ہیں اس زمین پر آوار آسمان سے ہم
 ڈالے گئے زمین پر کیوں آسمان سے ہم
 رکھتے ہیں عشق ایک بٹ نہ جو اس سے ہم
 ستر کے جلدیے وہ ہیں جب آگے کا نئے ہم
 شکر خدا کہ تنگ نہیں آب و مان سے ہم
 مثل قباب اوٹھائے گئے درمیان سے ہم
 پہانتے ہیں خط کے خط تو امان سے ہم
 ناخوش نہ کچھ دہانے نہ خوش کچھ نہ ہاں
 حاضر ہیں بندگی کے لیے اپنی ہائے ہم
 ڈرنے میں آنے جاتے پرانے مکان سے ہم
 تنگ آنے سنتے سنتے نرمی داستان سے ہم

ایسی سحر دیکھتے ہیں کیسے آبدار

خواص لوگ سحر سے طبع روان سے ہم

وہ ہر نام تو بار کر گئے ہم
 کیا بار ابھی سے مر گئے ہم
 اک آدھ گھڑی ٹھہر گئے ہم
 ہوس کے لیے بستر گئے ہم

لو عشق میں ترے مر گئے ہم
 ہونے مرے غیر پر نہ کر سلم
 وہ نزع میں دیکھتے جو آئے
 اُسے جو ذرا بھی نہیں لگایا

اپنی غرض کے وقت خوشامد درست ہو
 کچھ بنگانی ہنسے مقرر او خین ہوئی
 جلتے ہیں دل ہی دل میں ہمیشہ بنگ شمع
 مطلب یہ ہو کہ روئے کتابی کی یاد آئے
 بعد فنا شکایت گردون سے فائدہ
 قمری سے یوں وہ باغ میں کہتے ہیں فخر سے
 کہتا تو سہل بات ہی کرنا محال ہے
 لے لیتے ہیں بلائیں سدا زلف یار کی
 کہتے ہیں فخر سے کہ بڑی قتل عام خلق
 کہنا جو تھا وہ آپ تو سب کہ چلے پر اب
 جو جو ہیں اپنے دل میں تمنا امڈ رہیں
 ہن ہکو تم سے لاکھ طرح کی شکایتیں
 غیر دیکھے اور بھارے سنے ہیں جو تھلاط
 دل اپنا خواستگار ہی جس شکر کا آپ سے
 کہنا ہی قبیس مجھ سے کہ امی رشہ برین
 در سے ہیں اوٹھاتے ہو جان جان مگر
 سب سے ہن جانے کئے لگا دی ہو آگ سی
 پتھر پڑے ہیں عقل پہ ایسے کہ رکھتے ہیں
 اوٹھ جائیں خود ہی بزم سے ہوں کیسے خفیف
 تم تو ہماری جان کے دشمن بنے ہو پر
 جب وہ چلے تو ہنسنے نہ سونا خدا کو بھی
 برعکس قول ہی جو ترافل اس لیے
 قسمت تو جانے کہ ہماری بھی لڑائی

پیش آئے کس تپاک سے ہن دار بانسے ہم
 کہتے ہیں عقل دو ہم و قیاس و گمان سے ہم
 ظاہر میں گو کہتے نہیں کچھ زبان سے ہم
 رکھتے ہیں انس جو سبق بوستانے ہم
 لڑتے ہیں کیوں زمین کے تلے آسانسے ہم
 قامت بلند ہیں ترے سرور دانسے ہم
 جو کر گزرتے ہیں نہیں کہتے زبانسے ہم
 سودا خیر سے ہیں جنون کی دکا لے ہم
 بڑھکر ہیں شاہ نادور و جنگیز خاںسے ہم
 ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زبانسے ہم
 ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زبانسے ہم
 ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زبانسے ہم
 ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زبانسے ہم
 ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زبانسے ہم
 یان سے اوٹھے تو جانو کہ اوٹھے جہانسے ہم
 پاتے ہیں بوکباب کی ہر استخوانسے ہم
 امید مہر اک بت نامہربان سے ہم
 دلچیز گزرتے آپ کے ہیں کچھ گرانسے ہم
 رکھتے ہیں دوست تلو سوا اپنی جانسے ہم
 اونکے لیے ہر ایک سے ہیں بد گمانسے ہم
 تیری نہیں سے خوش ہیں نہیں تیری بانسے ہم
 جسدن زبان لدا میں تمہاری زبانسے ہم

کس در غم غم ہوں ابھی صورت پہ جالتے ہم
 طبع زبان بیان کریں کس زبان سے ہم
 جائیں کہیں گل کے تیرا آسمان سے ہم
 کتے ہیں عشق حسن و جمال بھان سے ہم
 گو دق میں بدو و پاش تیرا آسمان سے ہم
 ابرو کشید دو یکھو کے خوف جالتے ہم
 کر کے سب راہنیں اسکو زبان سے ہم
 عشق یہ غم من گئے جیکہ جان سے ہم
 اچھوٹے تیرے تنگ ہیں اچھوٹے جنون
 تھا ایک دل رہا نذر ترے عشق کے ہوا
 دل لیکر بھر گرتے ہو کتے ہو لا گواہ
 مجھے تاکیب شخص سے کتے ہو صبر کر
 صبرے ترے خزان کے کس طرح سہا سکیں
 دل میں نہیں ہر خاک غم بار کے لیے
 ہر طبع ندرگی نہ نکلتی ہر تن سے جان
 جالتے ہیں دونوں جیت کا دم دل پر
 اسلام سے غرض نہ تعرض ہر کفر سے
 ظاہر ہر حرب و تدبیر ضمیر اسکی بات سے
 مضمون نکالتے ہیں جو نشانے و معنی ہیں
 دل لینے کو جالتے ہو جھوٹی محبتیں
 آؤ نہ گھر سے تو بڑاؤ گھر اپنے ہی
 عدو نے اونٹن سے اتارنے کو دل پر چڑھایا
 آئیں وہی تو طلع ہر کیا جذبہ ل چھا

اور شاہ ہو تو غرض کریں کچھ زبان سے ہم
 عاجز ہیں حیرت حسن بیان کے بیان سے ہم
 اب آگے ہیں تنگ بہت اس مگلتے ہم
 پھر جاہن کیلے ہیں بند و ستائے ہم
 محسوس ہو کر جاہن کیا انکو بیان سے ہم
 نادان تھے کہ سم گئے اس گانے ہم
 اظہار درد کرنے ہیں آہ و فغان سے ہم
 زندہ ہوے نہ عیسیٰ پھر بیان سے ہم
 نائین بنا تو روز گریبان کمانے ہم
 لائین ترے کرشمہ کو لائین اب کمانے ہم
 ہو ہی نہیں گواہ تو لائین کمانے ہم
 بے صبر ہوں تو صبر کریں پھر کمانے ہم
 پھر کا دل تراش کے لائین کمانے ہم
 نادم ہیں غلطی کے سبب مہمان سے ہم
 ہر جان ہے تنگ تو ہیں تنگ جالتے ہم
 انغوش سے ہمارے صنم اور جان سے ہم
 چھوٹے ہیں خوب خصلہ ہیں واک سے ہم
 مطلوب ہیں سے غیر ہر مقصود اک سے ہم
 لکھتے بھی ہیں پھر اکو چن اور چان سے ہم
 پہچاتے ہیں آپ کے پر خوب جالتے ہم
 ناغوش ہیں یا نے آپ خوش ہیں یا نے ہم
 ظاہر ہیں گو دکھاتے ہیں سب کو جالتے ہم
 آنے مکان پہ جاہن جو اپنے مکان سے ہم

<p>نہروں سے پاس منہم کو جو آتا نہیں ہو رسم نالہ بھی لب پہ آ نہیں سکتا ہر ضعف سے کیا جانیں کون لے گیا یار و کمان گیا رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا یاروں کے طرطوط غبار بھی سے حرا ہوں اپنے تو بوسہ عتاب سرخ لب کچھ کہ سکے نہ رعب سے اس شاو سن کے خون جگر فراق میں کیونکر پسین نہ ہم سانی جو اپنے ہاتھ سے غیر و نکو سے شراب</p>	<p>کیا شاگد رکھ دیا جو خدا نے بجائے دل فرقت میں ہائے ٹوٹ گیا کیا اعلیٰ دل کیا پوچھتے ہو مجھ سے بھلا ماجرا سے دل قابل بھی تھا اسی کے یہی تھی منزل دل کیا کیا نصیب تین نہ اوٹھا میں برا سے دل دیدیجیے کہ ہو کہیں حاصل شفا سے دل دل ہی میں رہ گئے فرسے رب مدعا سے دل کھانیکے پر لے ہو ٹم جانان غذا سے دل غشتے کی طرح کیوں نہ مرا ٹوٹا جا سے دل</p>
---	---

کس درجہ جل رہا ہوں شب ہجر یار سے
 پہلو میں سحر آگ لگی ہے بجائے دل

<p>دل میں اوٹھا ہوں بخار غم دل کا بادل میرے گھر آنے میں آج اُنکو ہو غم بارش برق آسینہ سوزا نے مقابل ہو مے قوت سے چونک اٹھے گر کبھی بجلی جلی</p>	<p>ساقیا بادہ کہ پھر چھو م کے آیا بادل دوست تو دشمن جانی ہے ہمارا بادل چشم تر سے مرے کرکٹ ذرا آ بادل ڈر کے وہ چنچ پڑے جب کبھی گر جا بادل</p>
--	---

اشک زریں سے عجب کیا جو چڑھے سحر بخار
 استحالہ سے تو ہو جاتا ہے دریا بادل

روایت میسم

<p>ایسے ہیں تنگ دوستی دوستان سے ہم آئے ہیں اس جہان میں عبت اس جہان سے ہم ہوئے ہیں رموز دہائے ہم مائے حاضر ہیں جانے</p>	<p>جانی عدد و دوست سمجھتے ہیں جانے ہم ابتدا پڑے ہیں کمان پر کمان سے ہم ہوتے چلے ہیں ابتداء رغب دان سے ہم کرتے نہیں ہر اس کبھی امتحان سے ہم</p>
---	---

تیرا سا او سپر روپ نہ تیرا سا پار رنگ
ہاتھو میں اپنے منہ دی لگاتے ہو کس لیے
لاسا قیا کر کیا ہر زمانے کا اعتبار
لے ہاتھ میں مراد دل خون گشتہ کس طرح
دھالی جھنکی فاختی مونگیا لباس
ابترے سرخے بدن نازنین یار

برسے ہزاروں ترسے آگے ہزار رنگ
بہتر ہر اس سے خون کا ہر سا چکار رنگ
اک پل میں یہ بدلنا ہر ظالم ہر اوز رنگ
ہونا زکی سے جسکو جاکا بھی بار رنگ
وہ شیخ ایک دن میں بدلتا ہر چار رنگ
چمن چین کے باہر آتا ہر کپڑے پار رنگ

لے لیکے قرض پیتے تو ہو مسخر شمع مری
پردہ کھنڈا دکھا یگا اکدن او صحرارنگ

روایت نام

عجبت میرے جی کو جلائے سے حاصل
بھلا آپ سے دل لگانے سے حاصل
کہیں رات کو تم رہے سچ تو یوں ہو
کبھی اب نہ لونگا میں بوسہ نہ لونگا
حقیقت میں دنیا یہ مہمان سرا ہو
اوتارو کہیں تیغ ابرو سے سر کو
پیسے بٹ مستگل جب نہ سنکے
سے رنج و غم بھر میں جان کھوئی
اٹھاؤ نہ پیلو سے غیروں کو جنتک
کیا زندگی میں تو برباد و تم نے

سنائے ہوئے کو سنائے سے حاصل
بھلے چنگے جی کو کڑھانے سے حاصل
بھلا جھوٹی باتیں بنانے سے حاصل
پگڑتے ہو کیوں منہ بنانے سے حاصل
ہیان غافل و گھر بنانے سے حاصل
یہ ہر بار خنجر دکھانے سے حاصل
مرا حال اوسکو سنائے سے حاصل
ہوا ہمو کو یہ دل لگانے سے حاصل
مجھے بزم میں پھر بٹھانے سے حاصل
مرے بعد پھر خاک اوڑھانے سے حاصل

خدا را یوں کو نہ اسی سر جا ہو
بھلا جان اپنی گنوا نے سے حاصل

اُس غیرت چین کو جو پہلو میں پاسے دل
ولہ سینے میں پھر خوشی سے نہ چھو لوں سدا دل

مشہور ہو گئے تھے اشعار ہر طرف

روین قاف

مین ہاے کس سے کہوں اپنا میرے فراق
جلاے دیتی ہے دل کو مرے ہوا سے فراق
دورا جو خط مین لکھوں اُسکو ماجرا سے فراق
سب آفتون سے گر سخت ہے جلاے فراق

نہ غمگسار ہو کوئی نہ آشنا سے فراق
جلن ہر آہ شریار مین قیامت کی
یقین ہو دفتر کو تین سے زیادہ ہو
ہزاروں یون تو ہیں عشق تباں مین تیج و دم

دعا ہے سحر میری ہے جناب باری سے
مدد بھی میری طرح ہو نہ بتلاے فراق

روین کاف

جس سے کھلا نہ عقدہ و بچ دہان تلک
نالہ جگر سے آئین سکنا زبان تلک
ہی یہ بار بار عرض رنگین خزان تلک
کہ ظلم تجھ سے ہو سکے ظالم جان تلک
ڈھونڈھ آئی اپنی فکر رسالہ اسکان تلک
پارِ غم فراق اوٹھاؤں کسان تلک
ہو بخون مین زندگی مین جو کوئے تباں تلک
کیسی زمین ہلنے لگے آسمان تلک

کب پہونچے ہاتھ فکر کا سوی میان تلک
پہونچی ہے اپنے ضعف کی نوبت بیان تلک
اگر رشک گل و حسن دورِ زہ پہ تاز کر
ثابت قدم ہوں پاؤں نہ سر کاؤنگا بھی
مضمون میان تمھاری کمر کا نہ مل سکا
ایجان اب تو ضعف سے دل مٹھا جا جا ہی
دلگو نہ بعدِ مرگ رہے غلہ کی ہوس
بیاہ ہو کے ہجر مین کھینچی جو دل سے آہ

صد حیف ایک بو سے پر خم پھرتے ہوئے
اور سمجھ کو عزیز نہیں تم سے جان تلک

روین گان فارسی

لکھی غزل تو خوب مگر یہ ضرور ہے
پڑ حنا تب اسکو سحر چاہی نہ ہوں جمع

روایت نعین

<p>سیر چمن کا شوق نہ دیکھو ہوا سے باغ وہ رشک باغ جبکہ پو سیر آئے باغ دیکھی ہر چہ کو چہ دہزار کی ہزار وقت میں جل رہا کسی رشک چمن کی ہون</p>	<p>داغوں سے سینہ باغ ہر خود ہی بجائے باغ کیونکر پیر اپنے نامہ میں بچوں سما باغ پھر کس طرح اپنی نظر میں ہمارے باغ کسکو داغ سیر ہی چوٹے میں جا باغ</p>
--	--

غیر دیکھے ساتھ جانے میں وہ سیر باغ کو
اگر سحر آج دیکھے کیا گل کھلائے باغ

روایت فا

<p>بہل ہیں جس کے کوچہ چمن و چار ہر طرف مخورت و کھار اسے شہر اجلہ اگر قسم کافی تھی اک نظر دل عشاق سے لے لے کیونکر اوٹھاؤں جانب کوئے بستان قدم دیکھو چکا اوس پر کیونکر کسب دن تو بام پر چھایا ہوا ابر آبر ساقی ہر باغ میں پتھر نہیں جو غیر و غم و غم و غم و غم پتھر لے ہوئے ترے وحشی کی فکر میں اک اک حسین پر غیرت یوسف جہان میں یوسف جمال کوئی بھی نیتا نہیں بدست</p>	<p>کیا کیا ترپ رہے چمن دل انگار ہر طرف مکے ہیں ترے طالب ویدار ہر طرف کیونکر ترے لگا لگاتے ہو دو چار ہر طرف پیشے ہیں گمات میں مری اغیار ہر طرف پھر نا ہوں زیر سایہ دیوار ہر طرف کیا دل شکستہ پھر تے میں بخوار ہر طرف پھر کیوں ہیں یار و رزن دیوار ہر طرف مکے ہیں رشکے راہ میں ہشیار ہر طرف کیسا ہو گرم حشمت کا بازار ہر طرف دل بیتے ہیں آؤ کے خریدار ہر طرف</p>
--	--

اگر سحر تیری شاعری کی کیوں نہ دوں مہم ہو

اوس رشک گل کو پہنے تو بھیجے ہزار خط
 بھیجا خزان نے جانبِ فصل بہار خط
 اہل صفا سمجھتے ہیں دوزارِ دلِ حسن
 شاید مزاج ہم سے مکدر ہی پار کا
 لکھا مگر نہ اوس نے ہمیں ایک بار خط
 نکلا ہر گز صدفِ رخسارِ پار خط
 آئینہ دیکھتے تو نظر آئین چار خط
 لکھا ہے اوس نے ہر خطِ غبار خط
 چڑھنا نہیں کیا وہ اسدِ بہار خط
 ہر گز جواب خط نہ لکھیا گدہ رشکِ باغ

ای سحر چاہے لکھ لکھے تو بھیجے ہزار خط

روایتِ ظاہر

سنا مت مری کرو فنا کا لحاظ
 خدا کا ہی گھر دل کی گدہ نوٹ
 ترے کو میں سجدہ کیا ہر قدم
 کھن پاتے کیونکر لونِ چشمِ تر
 کہ ہر شرطِ خوب خدا کا لحاظ
 صنم چاہیے کچھ خدا کا لحاظ
 ہی امانت سے نقشِ پا کا لحاظ
 کہ ہر جھک و رنگ خدا کا لحاظ
 سیکو نہیں آشنا کا لحاظ
 زمانے سے دور آشنائی ہوئی

نہ کر اپنی مرضی پر جو کام ہو
 رہے سحر اسکی رضا کا لحاظ

روایتِ عین

دل تنگ و مین رنج و الم شور و شہرِ ہون جمع
 دلین جو فرق ڈال دیا ہر رقیب نے
 جمنے کیا ہی قتل وہی آئے نقشِ پیر
 آئے نہ کام ایک بھی بے یارِ نصیب
 جبرِ آئے خاک گھر میں جب اتنے ضر ہون جمع
 ہو جاے بظن کہیں ہم تم اگر ہون جمع
 کیا فائدہ ہر یون جو ہزار دنِ بشر ہون جمع
 گو ذرات میں کیسی ہزار دنِ ہنر ہون جمع
 اپنے کہیں جو اس بھی وقتِ سفر ہون جمع
 جاتا ہی یارِ انگین نشانی تو کس طرح

ہمارا اونکا ہوا الفت کی ابتدا سے بگاڑ

رولیف زای معجمہ

جب سے دیکھی ہو کینکی ابرو سے خمدار تیز
یار سے حاصل حضور کی کیون نہوا غیار کو
خاک کرو ڈنگا جلا کر گنبد دو اور کوہ
عشق رو سے یار میں سودا ہوا ہر وقت کا
تو یہ دکھلا اپنی صورت پر مری آکھیں تو کھول

جبین آتا ہو گلے پر ریت دون تلوار تیز
پہلو سے گل میں سدا دیکھے ہن چہتے خار تیز
دل سے کھینچو نگا میں جہدم آہ آفتاب تیز
جاتے ہن شہر طلب ہم سو سے تانا تار تیز
اپنی گردن پر میں چلتے دیکھ لوں تلوار تیز

روز و شب کی جیسی کچھ گردش مجھے ایسے سحر ہو
ایسی کب رکھتا ہو گردش گنبد دو اور تیز

رولیف سین مہملہ

سنت دلا جائیو چشم بیت عیار کے پاس
کرے کس منہ سے ترخی جاہ وہاں ہوجھ عہد
اتنا پر ہنر ہو کیوں رہنے ہو کیوں رہی دور
ہو غریز اپنی جو ستا فضیلت اس شین

رہنے دیتے نہیں بیمار کو بیمار کے پاس
نقدیوں بھی تو نہیں تیرے خدیار کے پاس
دو گھڑی بیٹھ لیا کچھ ہلکار کے پاس
دیکھا کر لے کوہ جانا کسی میخوار کے پاس

سحر ہو جاتا ہے ہر شخص مطیع اس کو دیکھ
نقش شخیر مقرر ہو کوئی یار کے پاس

رولیف شین معجمہ

خبروں کو نہ لگی ہر نہی تمام جان جاگرتش
تیرے رونی کا حال لکھ کر دن روانہ چڑھا مار تپا
وہ شعلہ دیا تیرے غیر کے جب نظر پر اگر ہم بوسہ بازی

بجائے کو نہ لگی ہر نہی تمام جان جاگرتش
نہیں عجب کچھ اگر لگ اٹھنے ہن کو تیرے پر میں آتش
لگی جو تلوار تپا اپنے سدا تو سوچنی فی انور میں آتش

ہوتے ہیں قتل لکھون عارض نگین جان پر
 ہجوم خال لب ہر شک گل کے نعل خندان پر
 کوئی زقار کا سہل ہو کوئی تیج ابرو کا
 فقیر بہن بھی پاس اپنے پر رو آنے جانے ہیں
 مقابل آگے اک پل میں ہو آگے آبِ غیر سے
 رقیب رو سے کہو دیکھ ہوسہ تیج ابرو کا
 اسیر بہن عزیز و بی خیال یارِ مدت سے
 دل پر داغ کو کہو کوشن زلف اس شخص سے
 خیال بار نے ایسا کیا سہل دل میں گھر اپنے
 شبِ تاریک میں چشمِ فلک سے گرے ستارے
 دلِ نورِ شیدائیان کا قبا پر جیج چار پر

اگلا نیکان گچین کو بوج گنج شیدان پر
 چڑھائی لشکر زخمی کی ہو شہرِ خندان پر
 قیامت کو نکیو کر شک ہو گنج شیدان پر
 ہمارے بوریے کو فون ہر تخت سلیمان پر
 ہنسے کیونکر نہ اپنی چشم گرہاں ابر باران پر
 چھوڑتا ہے ہر قاتل ہمارے زخم خندان پر
 مراد دل فون رکھتا ہو کہین یوت کے زندان پر
 پر طائوس کی اکثر ہو جاو اوراقِ قرآن پر
 عجب کیا صاحبِ خانہ کا جھوکا ہو جو جہان پر
 کبھی چھڑکی جو نشان بار نے زلفِ پستان پر
 شرت ہو ٹھنڈی سانسو کو مری فصلِ ستان پر

لکھا ہر صفت و صفتِ معصیتِ مرغِ بکلامِ اسمین
 اگلا ان ایو سحر قرآن کا ہو مطلق پیرِ دیوان پر

رویف راہِ فارسی

دلا سمجھ نہ کر اس شوخِ دلِ با سے بگاڑ
 بزمینِ زلف کی ہم آج لیکے چھوڑینگے
 پلاسے بار تو مری لے پاسِ شرعِ نکر
 بنی ہو خلق میں اس شیحِ بان جو تیری
 نہ منجھکوروئے کو انجھگسا زد منع کرو
 وفا کا لفظ جو تھا جا بجا ہر خط میں
 جوابِ بنائی ہو ہے تو مت بگاڑ کرو

بگاڑ جس سے ترے حق میں ہو خدا سے بگاڑ
 بناؤ آبِ رہے ہو جا کے یا بلا سے بگاڑ
 بنے صنم سے اگر شوق سے خدا سے بگاڑ
 خضاب کر کے نہ تو اس کو آبِ یا سے بگاڑ
 تنہا را کیا ہو مرے گریہ و گناہ سے بگاڑ
 تو ہو فانی دیا وہ ہر ایک جا سے بگاڑ
 کہ آشنا کا نہیں خوب آشنا سے بگاڑ

کچھ آج کل ہی نہیں سحر اوئے سے ناچاتی

نہو مطبوع عشق زلف میں کیوں شغل حصہ کا
 بہت کین ہم نے باتیں گو کہ اُسے لیک آخرو
 عبتِ ختم آتشِ غم سے مرے دل کو جلاتے ہو
 وہ جو حسن ہو نہیں نزع کا میری جو وقت آیا
 نہو نے پر کر کے بھی ستم پر ہو کر بستہ
 تمہارا نام لیلیٰ ہی لقب میرا ہی مجنون ہی
 ہو سبازو سننے ہم عشاق کو کتر سمجھتے ہو
 جو خط نکلا تو حسنِ عارضِ رنگین ہوا دونا
 بلا نیلے گھر اپنے اُس سی قد کو تو واضع سے
 کیا اصرار مرنو نشی جو میں نے تو کہا ہر
 وہی ہی مرگ کا باعث جو باعثِ زندگی کا ہے
 جو عاشق ہیں انھیں تڑپتے بنانے سے غرض کیا ہے
 یہ وہ ماتمکہ ہے اسپن شادی تو کب آتی ہے
 ہزاروں بارش پر زخم کھائے ہیں مقتل میں
 گئے ملکِ عدم کو جب قدر دنیا میں عاشق تھے
 جفا بھی اب نہیں کرتے کبھی ای میراں چھپر
 محل ہی تیرا شکِ خلد چھرا کا سبب کیا ہے
 نظارہ قاتل نہ وہ سر کا نہ جان نگلی
 قیامت آئی جبے لاسوون مول کی شب میں
 بجان ہند کی الفت میں مرناسب زمانہ ہی

بخارِ دل نکلتا ہی بہانے سے دھوان ہو کر
 وہی مطلب کی آئی بات ذکرِ این و آن ہو کر
 مکا کو کرتے ہوں غارت اسی صاحبِ مکان ہو کر
 تو عزرا یل آیا صورتِ حورِ جنان ہو کر
 ہزاروں گالیان پیٹے ہو چھکاوید بان ہو کر
 ہوا مشہورِ عالم حالِ ابناءِ استان ہو کر
 ہوئے نافہرِ دانِ عشق ایسے قدر دان ہو کر
 ہمارا آئی تمہارے باغ میں صاحبِ خزان ہو کر
 لگا اس تیر کو لا بیٹے گوشہ میں کمان ہو کر
 کہ آئے تم ہو کچھ میرے لیے پیرِ مغان ہو کر
 ہوا وہ دشمن جانی ہمارا جانِ جان ہو کر
 نشان کی پھر ضرورت کیا ہے نامِ نشان ہو کر
 کبھی غم بھی نہ آیا میرے دلینِ شادمان ہو کر
 سندل مل گئی اکثر ہمارا امتحان ہو کر
 رہا پیچھے فقط اک میں غبارِ کاروان ہو کر
 یہ کی نامہر بانی اور تم نے مہربان ہو کر
 ہر شیطان بیٹھا تیرے در پر پاسبان ہو
 فرسے پورے اٹھائے آج ہم نے نیمجان ہو کر
 صدائے صو پوچی کا نہیں میرے اذان ہو کر
 عد کو راہ شاید ہو گئی ہندوستان ہو کر

لو کھا و شاعر و نکو اپنی بھی جادو کلامی تم

ملا کیوں بیٹھے ہو چھوٹا لبیان

نشانِ بھانہ دلہ لگا میں قیغیان دیوارِ ن پر

کیسی سبز خطی پر ہوا ہون میں مجروح
 اتنی کم نو یہ گویا سے مر جاؤں
 نہ جام پائے شراب طور کا وہ کبھی
 وہ پوچھتے ہیں کہ صورت کیسی مرتے ہو
 نہ کیوں ہو رقص گزان بعد قتل سر میرا
 جو بوسہ لب شیرین نہ دینا بھی نہو
 یہ خلق کتنی ہی ہن آج جلوہ گرد و ماہ
 پشون حور میں سب اتنا سے راہی

لگاؤ مرہم زینکار ز حسن کاری پر
 ہزار جان کشاد دل کی بقیاری پر
 جو اعتراض کرے کوئی بادہ خواری پر
 یہ جہنم آتا ہی بول اوٹھون تمھاری پر
 ہوا ہوں گشتہ میں اک طفل مرہن ہاری پر
 نہ دو جو بھیک ترش بھی نہو بکاری پر
 بوقت شام تجھے دیکھ کر اٹاری پر
 خدا کی لعن ہی اس پار سا شعاری پر

نہ سحر زند کا پوچھو چتا کہیں ہوگا
 پڑا ہو کسی دکان آبکاری پر

نہ کا فر ہو نہیں کہو کرائل حسن بختان ہو کر
 رسائی آسمان تک ہو دعا کو انب کمان ہو کر
 سین دل چاہتا اسکو نکالے آپ سے باہر
 گھر اپنا ہی نہ جھپکا پرے جابا نہ چلے آؤ
 شہیار یک وقت میں چمک جاتی ہر جگہ
 اگرچہ عید فطری میں بھی تم فتنہ ہی تھے لیکن
 اجازت دیکھ بوسہ کی میرکان منع کرتے ہو
 لگاؤ آگ سینہ میں متاع عبرت دین لوٹا
 اٹھایا تھا دلطف نسبت کچھ بھی مول کی شب میں
 جگر اور دل تھامے تیر گانے ہیں دو منفرد
 نہیں میں بار غا طر و ستون کا بار شاطر ہوں
 تجھے کہہ لیں تم سے یہ تعجب کچھ رہا مجھے ہی
 کہا جا ہو میں کچھ ہر چند پر پر غیب ہی او کا

نکیو نکر بت کو پوچھو کن ہندوستان ہو کر
 بخار آہ سترہ ہوا ہی آسمان ہو کر
 تری نوک مرزا کیا ملین بیٹھی تھی ہن ہو کر
 جگر بن بیٹھو دل ہو کر رہو سینہ میں جان ہو کر
 تو رہ جاتا ہو اکثر انکے آنے کا گمان ہو کر
 غضب کچھ اور ہی ڈھالتے لگے ابو جوان ہو کر
 نہیں اب ہو نہیں سکتی کسی صورت میں جان ہو کر
 بورش کی ملک بدل برآپ نے چکین خان ہو کر
 کہ سر پر آپکاری موت فرخ صبح خوان ہو کر
 میان ہو کر بھی ہر اک آہ اک پر ماہ وان ہو کر
 اوٹھاؤں کسے خفت کسی دل پر گران ہو کر
 مجھے لاغر بدن ہو کر تعجب نازک میلان ہو کر
 کہ رہ جاتی ہو تمھاری بات میں ہی زبان ہو کر

کتاب رخ پہ کچھی خطا سبزی جدول
 ہماری جان کے خوابان ہوئے خطا ہو کر
 عزیز ہو کہو نہیں جان بھی تجھے اسی پیارے
 اودھاتا اسکے ستم کون تھا بجز میرے
 جگر کے بعد پھر دل کی سمت تیرے نگہ
 ملال کیا جو رقبہ نئے ہو وہ ہم بستر
 حجاب کرتے لگے وہ جو میں جوان ہوا
 لکھا جو خطا تو ہوا شوق وصل ہی میں تمام
 جولا میں غیر کو ساتھ آپ تو خدا کے لیے
 یہ جبین پھر ہر لکھون چشم پار کے اوصاف
 وہ میرے اور ہی معشوق افوا کا لہو و لعب
 جو چاہتے ہو سو غم مجھ کو کہتے رہتے ہو
 پس فنا بھی رہا ساتھ اس غم جانان
 میں اپنے بد عملوں سے ہوں اہل قدر نام
 مرے گنا ہوں نکو تب گن سکین جو دو کی جگہ
 ثبات کا ترے وعدہ دیکھ ہو یقین کیونکر
 نہ یار آیا ابھی تک نہ موت ہی آئی ہے
 ہر دو لگو عشق تری بھولی بھولی باتوں کا

چڑھایا جاشہ یہ اور دھندلاری پر
 یہ غصہ ایک ہی دوسری کی خوشگاری پر
 دل آیا جب سے تری شکل پیاری پیاری پر
 جفا کو ناز ہے میری وفا شعار ہی پر
 اتنے آگے جان بھی ہوت ہو گئی اپنی باری پر
 ہمیں بھی نکمہ ہر فضل جناب پیاری پر
 ہر بیشی کو شرف میری ہوشیاری پر
 ہو بچنے پائے نہ ہم بد حال نگاری پر
 بٹھاپے نہ برابر اس سے سواری پر
 پھر آج اپنی طبیعت ہو سحر کاری پر
 میں اونہ اور وہ عاشق ہیں سواری پر
 یہ بات کیا کہ بگڑتے ہو اپنی باری پر
 نثار جان مری تیری غمگساری پر
 کہ شرم آتی ہی خود اپنی شرمساری پر
 ہزار ہو وین فرشتے گنہ شمار ہی پر
 یہاں یقین نہیں دنیا کی پاداری پر
 یہ انتظار بڑھا اور انتظار ہی پر
 نثار جان ہو تری شکل پیاری پیاری پر

غزل اک اور بھی لکھ بھیج سحر تو ادلو

وہ گایا کرتے ہیں اکثر غزل شاری پر

دیا ر حسم کبھی میری آہ و زاری پر
 ہو حشر نشو و نما میری شکستاری پر
 نہ کھینچ نالہ دلا کر نہ راز عشق کو فاش
 وہ اور قہقہہ کرتے ہیں اشکباری پر
 بجا ہی باج اگر لون میں کاشتکاری پر
 نہ حرف آئے کہیں میری رازداری پر

کر سخاوت خوب نام تک لیجا اپنے ساتھ
 زربان بارتک پیونچے ہوئی چوری خزانہ
 تبت پھر بھی گندمی رنگون پھرنے لوگ بین
 دور گر دون کا تسلسل ختم ہوگا ایک دن
 عشق پشیمان سنہ سے اس قدر جون ڈر گیا
 میرے آگے یون و بک جانا جو غیر سنگ مفت
 بھولے پائے میں ابھی کہ عمر بین نادان بین
 یاد چہرہ آگیا چشمہ رود بین کے وصال بین
 جاے شادی کر رہا جو غم کا سامان اختیار
 شکل بکھلائے نہیں ان ان کو خود ویری

مشتہر دنیا بین ذکر خبر خاندان کی جگر
 بوگنی نخیل کاٹل شریح سسر کی جگر
 ایک گندم کی بدولت خالی آؤم و جگر
 یہ قتبہ ملک بڑا نان سسر کی جگر
 خوف کھا جانا ہونین باوایم تو دم کی جگر
 جس طرح رو باد بھاگے شکل غنیمت کی جگر
 خوف کھاتے ہیں ابھی تشوہ غنیمت کی جگر
 حافظ قرآن ہوا بین پارہ غنیمت کی جگر
 دل ہلال غنیمت کی شکل غنیمت کی جگر
 حسن بین اور جان شے آپ کو کہہ کی جگر

سحر کس خوش چشم کی فرقت میں حالت زار پر
 رونا آنا ہر تھین با چشم پر نہر کی جگر

نہیں ہی خال کوئی ایسی نکلنداری پر
 جتنا کو چھوڑ کے آئے خود پر وہ داری پر
 پری کو رشک ہوا تیری و غنیمت کی پر
 جو چشم رحمت حق میری شرمساری پر
 شکر خدا ہو تری لب کی خوشگوار پر
 لگا کے دل ہوئے مجبور دل اٹھانے سے
 یہ عمر اور یہ غم سے خدا کی قدرت ہو
 زوال نشہ ہو وہ ایک جام اور بھی شے
 یہ آج کیسے نظارے کا منتظر ہی باغ
 ہوا وہ قتل پر غمت تو ہو گئے کتے
 جلانے کے آتش غم سے کیا مجھے برباد

میں غش ہوں علی قدرت کی سادو کاری پر
 صلہ دلا یہ چار خواجہ گشتاری پر
 شرف علی کیا خالی کو جمع لے ناری پر
 ہو تاز عشق کو ابھی سیاہ کاری پر
 گھر شمار ہو دانوں کی آہداری پر
 اب اختیار نہیں امر اختیار کی پر
 عجب ہی پیر فلک کی تتم شماری پر
 جو کیت باد کشتی ساقب اخبار کی پر
 کجلی ہو زکس شلا ہر اک کیاری پر
 دلیل غمت ہو غم و کی خامکاری پر
 یہ یاری کیا ہو غم سے خاک ایسی یاری پر

راگ میں بھی آپ کے عاشق کشی کا رنگ ہی
 پوسنہ کا کل تو ہنسنے لے لیا پر ڈر گئے
 خوب آیا جسم بیمار محبت پر اور نہیں
 مشک رکھ اسی چارہ کرتا چھوٹ کر بنے لگین
 صبح کو بعد وصال اندر سے اُنکا حجاب
 ابرو باران میں چمکنا برق کا بھی ہو ضرور
 ادعا سے حسن کج بخشی سے کرتا تھا ہلال
 میں وہ ہوں غم آشنا ہنسنا ہوں گر برہمن بھی
 کوئے جانان سے چلا آتا ہی قاصد شاد شاد
 جل جائیں ہاتھ تیرے پھل جا تیں انگلیاں
 خوب پھل بابا تری فرقت میں جا کر باغ میں
 چھتیاں کہ کہ کے ہنسا مجھ پر وہ رست قد
 کس گھڑی وہ مجھ کو غریبان دیکھ نہیں تیہ نہیں
 گل بھی اسی گلروہی تیرے ہجر میں گرے نہان
 بعد میرے کون ہو گا دوسرا غم آشنا
 ہاتھ لکھ رہ گئے بس بت پڑا ہمسے نہ کچھ
 چرمصیبت اسقدر ہی منزل الفت جسے
 کوہ و ہامون میں چھپے فرما دے خون شرم سے
 مجھ کو ابرو کا یقین حجاب کب سے پر ہوا
 بت تو بت تقسیم سنگ راہ تک لمخوٹا ہے
 رنگ گبا دل دیکھ خط سے وسعت عارض تنگ
 مژدہ دنیا کے لیے ایدل ذرا عبرت پکڑ
 کوئے جانان میں نے بانا قلندر کو مرنے کے بعد

مر گیا میں آپ کی ہر نال کا ستم دیکھ کر
 زلف کی صورت مزاج یار برہم دیکھ کر
 ہو گئے برہم وہ میرا حال درہم دیکھ کر
 زخم ہنسنے ہیں ہمارے شکل مرہم دیکھ کر
 سر جھکا لیتے ہیں میری سمت ہر دم دیکھ کر
 کیوں نہ خندان ہو وہ میری چشم پر دم دیکھ کر
 ہو گیا سبہ حادہ ابرو کا تری خم دیکھ کر
 لوگ کرتے ہیں تعجب شاد و خرم دیکھ کر
 خوش ہوا جاتا ہوں نہیں بھی اُسکو خرم دیکھ کر
 زخم پر اسی چارہ گر رکھنا تو مرہم دیکھ کر
 شمع غم دل پر لگی میرے سپر غم دیکھ کر
 جسم میرا ناتواقی کے سبب خسم دیکھ کر
 رو نہیں دیتا میں خندان اُنکو کس دم دیکھ کر
 ہو گیا ثابت ہمیں قطرات شبنم دیکھ کر
 غم کو میں روتا ہوں روتا ہی مجھے غم دیکھ کر
 وقفہ سینہ بجز آغا غم سے محسوس دیکھ کر
 ہنسنے کو مجھ کو بھول جائے اپنے رستم دیکھ کر
 مجھے نئی عاشقی میں آپ کو کم دیکھ کر
 شک گیا چاہ ذوق کا چاہ زمرم دیکھ کر
 پاؤں رکھتے ہیں زمین پر بھی بت ہم دیکھ کر
 ٹھہر جاتے ہیں مسافر لوگ دن کم دیکھ کر
 قبر گر گور سکندر زببت جم دیکھ کر
 جسست اغیار سمجھا میں جہنم دیکھ کر

رنگتے دیدہ و دل ساغر و منیا بنکر

بھکی یون جان حزمین غائے تن سے باہر اولہ
جان کو اپنی نکلیا سے بدن سے باہر
جو ہر انسان کا کھلتا ہی وطن سے باہر
کیا کہا بیٹے جو غیر دلتے یہ کہتے ہیں آپ
کامیان مجھ کو عبث اپنے لاکھوں دی بن
دام کا کل میں چننا جو وہ نہ چھوٹا تا حشر
تنگ آیا ہوں یہ دین ہر نکل جاؤں میں
ناؤک آہ مرا جیخ کو بر ما جائے
شمع کو ٹوٹے سے ترے مے کوئی احمق تشبیہ
آپکے حکم کی تعمیل میں کت عذر کیا
اُن ری سوزش نل سوزان کی کہ بھڑو
میں وہ ہوں بلبیل بدخت کہ مجھ کو مٹاؤ
آئے گرمیرے جنازے پہ وہ بہر تکبیر
یون تیر زلفت سے اُس ماہ کا چہرہ چمکا
لب پان خور وہ کی الفت نے رو لایا لہو

جون سفر کو کوئی جاتا ہی وطن سے باہر
دخل کیا راز کا ہو عرف دہن سے باہر
لعل کی ہوتی ہو قدر آکے میں سے باہر
سز نکلو اوزبان اسکی دہن سے باہر
ایک بھی بات نہ نکلی تھی دہن سے باہر
گر سز نکلا نہ کوئی چاہ دہن سے باہر
چھوڑ کر دل کو تو چرخ کُن سے باہر
یاد میں تیری اگر نکلتے دہن سے باہر
چار انگل ہی زبان جسکی دہن سے باہر
کتب ہوا آپکے میں مائے سخن سے باہر
شہر آہ نکلتے ہیں کفن سے باہر
ذبح کرنا بھی اگر ہو تو چمن سے باہر
ہاتھ پھیلا کے نکل آؤں کفن سے باہر
چاند جیسے نکل آتا ہی گمن سے باہر
ہو گیا سیکردن من خون بدن سے باہر

گر چہ تھی طرح کے مصع کی زین سخت اسو سحر
نہوا تو بھی مگر طرز سخن سے باہر

کچھ نہیں مجھ کو تجلی اک فقط ہم دیکھ کر
کچھ نہ حکمت کام آئی مجھ کو بیدم دیکھ کر
غیر خوش ہوتے ہیں مجھ کو نال غم دیکھ کر
ہجر میں جہدم کبھی گلشن میں ہونا ہی گذر
وہ قیامت کی عمارت میں نہ نور ان میں ہی

ایک عالم غش ہی ترے رخ کا عالم دیکھ کر
ہو گئے بس دم بخود عیسیٰ مریم دیکھ کر
عید کرتے ہیں مرے گھر میں محرم دیکھ کر
رنگ آتا ہی گل و بیل کو باہم دیکھ کر
لڑتا ہی لگ پر جبکو جہنم دیکھ کر

لہو آنکھوں سے جو رنیکا لکھن حال اس سحر
خونق نشان چاہیے ہو یا رے کے خطا کا کاغذ

رویتِ راسی مہملہ

دہ بات نکیوں چھپرون ہن جس کھاؤ
کت بکے مرے چاہنے سے وصل کی صورت
کیا انکی جفا سے میں کروں شکوہ و فریاد
جو تیرے گنہ بخش گاد اعظا دہ مرے بھی
آئے ہو بہت روز و نین ایجان کے گھر

جون جون ہ ترش ہوتے ہیں لٹا ہی مزا اور
ہاں وہ بھی اگر چاہیں تو بچہ چاہیے کیا اور
وہ شکوہ و فریاد سے ہوتے ہیں نھا اور
کیا تیرا خدا اور ہی بندہ کا خدا اور
جاؤ نہ ابھی بہر خدا بیٹھو ذرا اور

تجھ کو تو بہت سحر سے ہیں عاشقِ جانِ باد
پر تیری شمع اُسکو نہیں تیرے سوا اور

وقتِ لبِ مین ٹپے ہم رہے مُردا بنکر
قدمِ یار سے روشن ہو کہیں خانہِ چشم
ہاتھ مہندی سے ترے ہو گئے کیسے پر نور
وصل کا کر کے وہ اقرار کر جاتے ہیں
شوقِ نغارہ اطفالِ حینان ہر کمال
آئی جب یادِ بستانِ یادِ خدا کے بدلے
دل شگفتہ ہوا چھوٹو کا خوشی سے بھولے
دیکھ کر اُسکا ذوق کچھ بھی نہ سو جھاد کیو
بوسہ لب سے نہ منہ بھیرے مر جاؤ گا
جاگا سونے سے ترے حلقہ گیسو کا نصیب
دیتے ہیں مجھ کو شبِ وصل میں کیا کیا اٹھو کے

تم نہ آئے کبھی بالین پر سجا بنکر
آنکھیں داہن مری آغوشِ تمنا بنکر
رہ گیا ہر دشت کیا یہ نصیب بنکر
کیا بگڑ جاتا ہی عاشق کا نصیب بنکر
مدرسے جاتا ہو نین مہورت ملّا بنکر
رہ گیا کعبہ دل اپنا کلیسا بنکر
پونچے اُس گل کی کٹائی پہ جو گہرا بنکر
گر پڑا آپ سے میں چاہ میں اندھا بنکر
استا بیمار سے پر مہیند سجا بنکر
بوسہ لیتا ہو ترے کان کا بالابنکر
موتی کا لون کے ترے عقدِ ثریا بنکر

یادِ مرقّتِ مانی میں جو آئی اس سحر

باران میں لٹت پادۂ گلگون ہو ساقیا سودائی اُس پری کی ہزرت سیا و کا ہین جو کہ تیرے زگرے بیمار کے دیش الفت ہو کیون نہ لب سے فزون خستہ کی خستہ ہیں تیرے لٹت جو ہو لٹت سے سوا	تراہ کی کیون نہ آئی یہ ہکو دعا پسند کیون نہ دل ہوا چاہا بلا کا بلا پسند ہرگز کبھی نہیں اُتھیں اپنی شفا پسند آب بقا سے زہر ہی ہکو سوا پسند اطاعت سے زیادہ ہر ہکو چٹا پسند
--	--

لکھ سحر اسکی مع بین کوئی غزل تمام
اُس بُت کا ہر مزاج نہایت ثنا پسند

رولیف وال ہندی

کچھ نہ اپنی آہ کی ہو این سائی پر گھنٹ دیکھتے ہی اُس منہ کو کی جبین سائی قبول حسن بھی دولت ہو دولت پاکے ہوتا جو دور خطا کی جب آمد ہوئی جا تا رہیگا خبہ دور وقت پر فوس گام آ پانہ اپنے کوئی یار	یا خدا ہکو تو ہو تیری خدائی پر گھنٹ تھا بہت زراہد کو اپنی پار سائی پر گھنٹ کیون نہو اُس خوش ادا کو خوش دانی پر گھنٹ ہر جہت رخسار کی تم کو معافی پر گھنٹ آشناؤں کی غلط تھا آشنائی پر گھنٹ
---	--

اُسکی مثل میں نہیں مثل آج کل ہر سحر کو
ہر قیو نہ کو بہت دان کی سائی پر گھنٹ

رولیف ذال معجمہ

دل کی بیانی سے جب یار کو لکھا کاغذ سج رنگین کی صفت لکھنے سے پیدا کاغذ اضطراب دل و حسی نہ چھپے گا و سپر خط نہ لکھنے سے یہ ثابت ہو کہ وہ بُت پرست قاصد احوال زبانی بھی بیان کر نہ تو	ہو بچا اُڑتا ہوا خود شوق سے اپنا کاغذ عرف گل شکے گزرا کا تخت کاغذ خط کی چاہیجا ہو شے اُسے سادا کاغذ یا قلم بر و زبان یا نہیں ملتا کاغذ میرے محبوب کو کتابت نہیں کرنا کاغذ
--	---

خدا وقتِ رخسار حامی رہے پڑا رمان رہہ یار میں مر گئے نہ طوفانِ عالم میں آجائے پھر ہوں برباد اغیارِ فحاشہ خراب سنبھالوں میں کیونکر جدائی دل ہو اس بت کی نازک کمر بی طرح	سفر میں ہوا یہ سفر بے طرح ہوئی ہو مری چشم تر بی طرح کیا ہی ترے دل میں گھر بی طرح سناتا ہی دردِ جاگر بے طرح
--	---

سحر دیکھیں اسی سحر ہوتا ہے کیا
تڑپتے کٹی رات بھر بے طرح

رولیفِ خاں مجسمہ

آہ لئے کر دیے یوں میرے جگر میں سوراخ ناوکِ آہ کا دیکھو تو ہمارے پلہ سخت دل دیتے ہیں جانی گھر و نکو کاوش نہیں منظور کہ نظارہ کرے عاشق زار	تیرے جیسے کوئی کر دے سپر میں سوراخ نہیں تائے یہ ہیں گرد و نکی سپر میں سوراخ کرنا ہی ریزہ الماس گھر میں سوراخ یار رکھتا نہیں اسوا سٹے گھر میں سوراخ
---	---

ضبطِ گریہ کو اسی سحر کہہ روئے روتے
پر گئے اب تو ترے دیدہ تر میں سوراخ

رولیفِ دالِ محلہ

ای بار جسکے دلوں ہی تیری اداسپند ای رشکِ گل ہو مصرعِ سر و اسکو کیا پسند ساقی و جام و باد و مینا و سپرِ باغ کوئے تہان کی زلیست میں کھائی جوتھی ہوا نعمتِ ہر اک جہان کی کیون نا پسند ہو اُس بادشاہِ حسن کو اک روز دُعا گناہِ نذر	عالم میں او سکا نام نہو کیون قضا پسند ہو جسکے دلوں قاصدِ موزون ترا پسند سب کچھ ترے فراق میں ہی ہکا و نا پسند آئی نہ باغِ خلد کی ہکا و نا پسند ہی دلوں اس کے بوسے لپکا کرنا پسند دل میرا نا پسند اُسے آئے یا پسند
---	---

روایتِ حبیم

کیا کر سکیں گے میرا اطبّا بھلا علاج
 عشقِ بجان میں دل پہ گذرتی ہیں سختیاں
 ہر قصد ترک عشقِ بجان گو خدا گواہ
 امید زبیت قطع ہوئی لاکھ لاکھ شکر
 طب کے رسالے سیکڑوں دیکھے جہا نہیں
 غما لبِ ثواب دہن شربتِ وصال

مجھ کو تو دوستو ہی مرضِ سخت لا علاج
 قابل بھی تھا اسی کے یہی اسکا تھا علاج
 تا یو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا علاج
 تیرے درپیش ہجر کا آب ہو چکا علاج
 پاپا نہ بننے پر عرضِ عشق کا علاج
 بیمارِ عشق کا نہیں اس کے سوا علاج

ای سحر تھا جو میں لبِ جان بخش کا درش
 عیسیٰ سے بھی نہ میرا کبھی ہو سکا علاج

روایتِ حبیم فارسی

غیر کھوسے گرہ زلفِ گرہ گیر کا بیج
 بارِ غم سے یہ خمیدہ میں ہوا زندانِ بین
 بھول جاؤ گے یہ سب بیج کی باتیں کرنا
 خط کا مضمون نہیں کچھ صاف سمجھ میں آتا
 غم کی گنت بھی غضب لکھو تبھی لیتی ہے
 کر دیا گیوسے پر بیج میں اس مثل کے قید

مجھ سے سخت کی بالکل ہی یہ تقدیر کا بیج
 سر کو ابھانے لگا پاؤں کی زنجیر کا بیج
 چل گیا اپنی اگر ایک بھی تدبیر کا بیج
 بڑھ کے تقریر سے ہی یار کی تحریر کا بیج
 لطف دینا ہی ہر اک بات میں تقریر کا بیج
 چل گیا مجھے یہ غضب یہ فلک سپر کا بیج

باقول ہے بیج میں ہر اک کو وہ لے آتا ہے
 ایسا ہی سحر ہے اس شوخ کی تقریر کا بیج

روایتِ حامیِ معلّم

تری چال ہی نقشہ گر بے طرح

گچلتا ہی لاکھوں کا سر بے طرح

یارب کسی مومن کو پڑے اس سے نہ پالا نکلا نہیں گر ماہ تو کچھ غم نہیں اسکا ہم در پہ پڑے ہیں وہ بہم غیر سے گھر میں نارنگی میں یاں ایک سے ہی ایک زیادہ مرے ہیں ب اکبار یہ ہو طرفہ تماشا	ہو ایک ستمگار یہ کاوشِ شبِ فرقت یاں داغِ جگر سے منور شبِ فرقت اندر ہو شبِ وصل تو با ہر شبِ فرقت طالعِ مرا وہ زلفِ مغنِ شبِ فرقت مر جانا ہوں اے دوستو میں ہر شبِ فرقت
--	--

ای سحر قدم رنجہ کر گئی سحر وصل
لیجا بیگی نشتر لبت کبھی گر شبِ فرقت

وصل سے تب بھرے ہزار اسپٹ تھک گئے ہم تو بھرنے بھرتے اسے صاف دریائے حسن کا ہے پاٹ ناٹ تیری ہو یارِ ناٹہ شک	سپٹ سے جب ملے تمھارا سپٹ کھاتے کھاتے کبھی نہ ہارا سپٹ کیسا دھپسپ ہی تمھارا سپٹ اور فضاے ختن ہے سارا سپٹ
---	--

ہو انظارِ شکم نہ نصیب
سحر ہر چند ہنسے مارا سپٹ

رویفِ ثنائے مشک

پاس مرے نا صحا بکنے کو مت اعبث ہو گا وہی بیگیاں جو ہی جبین میں لکھا حسن پہ مغرور خود مئے غصین کر دیا حسن کی تقاد ہین پہلے پرکھتی ہیں یہ میں تو نہیں سخت جان آپ ہیں نازک بدن لا تو ابھی منہش ہیں ورنہ ہی یان چلچلاؤ	خود ہیں مصیبت میں ہوں میرا نہ سر کعبث ہو کے تو مضطرب لا اترنا نہ گھبرا عبت آئنے اے جانِ جانِ نکو دکھایا عبت آنکھوں کی تقصیر ہو شکوہ ہو دکا عبت قتل نہ میں گر ہوا شکوہ ہی میرا عبت پھر اُسے لایا بھی تو یار تو لایا عبت
---	---

اوسکی بھی تخمین ہو سحر دشمنِ قدِ سخن
سامنے نا فہم کے شعر ہی پڑھنا عبت

ہر تمنا بس ہی اپنی میان کو بے دوست
سیکڑوں بسیل پڑے ہونگے میان کو بے دوست
دیکھ کر مجھ کو اگر بولے گے کہ صنم
ہا جیاں کعبہ مقصد کا یہ مسجود ہے
عیش کرتے ہیں جنھیں اُس ترک نے بسیل کیا
سجدہ کرنے ہیں وہاں حاجی بہان عاشق تمام
تھامیں وہ نفرت زدہ دنیا میں جو بعد فنا

دیوان مسخر

سر ہوا اپنا اور سنگ آستان کو سے دوست
قاصدا کا فی ہر تجھ کو یہ نشان کو سے دوست
مین پکاروں السلام ای پاسان کو سے دوست
سنگ اسود کیے سنگ آستان کو سے دوست
داخل حثبت ہیں گو یا کشنگان کو سے دوست
شان کعبہ سے نہیں کچھ کم ہر شان کو سے دوست
پڑیاں میری نہیں کھاتے سنگان کو سے دوست

دوستو تم سے وصیت سحر کی ہے بعد مرگ
دفن کرنا غش کو اسکی میان کوئی دوست

1.

۱۱۷۲

جاتی نہیں ہٹ کر کہیں دم بھر شبِ فرقت
دکھلائے کیس کو نہ مفرد شبِ فرقت
جا جا کے پھر آئی ہی مگر شبِ فرقت
سر پٹیا ہو جو نہ نہیں ناصح نادان
کیونکر سحر وصل مرے گھر میں گدے رہائے
اللہ سے یہ طول کہ کائے طہ نہیں کشتی
جون توں مرے سر سے یہ بلا آج ٹلی ہے
ہوتا نہیں اک رات بھی وصلِ اُس کا میسر
سُتھڑھا نیکے ٹم سو جو رہے وصل کی شبِ بین
کب ہی یہ ہلالِ اسمین تامل نہیں ہرگز
محبسِ سا نظر آتا ہو مجھ کو مہِ کامل
اُس آئنے رو کی ہو جدائی میں یہ حشت
نالہ ہو مرا صور میں ہوں رشکِ سرائیل
ریحِ و الم و دردِ و غمِ و گر یہ و نالہ

نہ کوئی دوست
موجود ہی ہر وقت مرے گھر شبِ فرقت
بیشک ہی شبِ گور سے بدتر شبِ فرقت
کب نہت پھر آئی مرے سر پر شبِ فرقت
کب نہت پھر آئی مرے سر پر شبِ فرقت
در پر ہی لگائے ہوئے بستر شبِ فرقت
ہر روز قیامت سے فروں تر شبِ فرقت
پھر مجھ کو دکھائے نہ مقدر شبِ فرقت
جو شب ہی گزرتی وہ برابر شبِ فرقت
اس سے تو ہر بیان ہی بہتر شبِ فرقت
لائی ہی مرے قتل کو ختم شبِ فرقت
انگڑ مجھے ہو جانے ہیں اختر شبِ فرقت
ہوں اپنی ہی صورت سے کد شبِ فرقت
ہو روکشیں ہنگامہ محشر شبِ فرقت
کیا مجھ پہ چڑھا لائی ہی لشکر شبِ فرقت

مہربان گر کچھ وہ آیتہ رو ہو جائیگا

رویت بار عربی

واعظ بہشت میں بھی یقین ہوئے شراب
کبدر جہ کر رہا ہو ریاضت پئے شراب
جب جام بھر کے ہاتھ سے پار اپنے شراب
چھوٹی نہ ایک دم کو کبھی ہاتھ سے شراب
غرت خدا نے بخشی ہو کیا تجھ کو شراب
بھیجی ہو یا رنے یہ مرے واسطے شراب
ہو کشف کی ہو تو پیا کر ابے شراب
بتا ہوں شرط باندھ کے مین گھر شراب

دنیا میں ایک دن بھی رہے ہم بے شراب
زاہد کو ہو طمع جو شراب طور کی
کافر ہو پھر جو شرع کا کچھ بھی کرے خیال
کس کیفیت سے بسر ہوئی اپنی تمام عمر
جو مست ہو معات ہو اس شخص کو نماز
پی جاؤں کیوں نہ شوق سے درویش الم
کرنا ہو عمر کس لیے زاہد تو راہ گان
ساتی بھلا مراد ہو پیا لون سے کیا بھلا

تب ہی مزاج ابر ہو اور گنج باغ ہو
اور بھر کے جام یون وہ کئے سحر شراب

رویت بار فارسی

کسی صورت پہ چلا آتا ہو پیار آپ سے
مٹھ تک آتا ہو مرے جیسا شرار آپ سے
جل رہی ہو بڑی کیوں شاخ چار آپ سے
سب یہ اوڑ جائیگی چہر کی بہار آپ سے
چھٹ گئی ہاتھ سے ناقہ کی مہار آپ سے

جان سے کس پہ ہو دل بنا غار آپ سے
سوزِ فرقت سے عجب آگ لگی ہو دل میں
سوزِ غم دستِ خانی کا اگر دل میں نہیں
رُخِ رنگین پہ جو خط نکلیگا اور شکِ چمن
یا وِ جنون سے ہوئی نجد میں لیلیٰ بیتاب

دیکھنا زگرِ جادو میں غضب ہے تاخیر
دلگو اس سحر ہوئی الفتِ یار آپ سے

رویت تارے فوقانی

پاؤنہن زنجیر ہی اور جوش پر فیصلہ گل	اب بتا تیرا ارادہ ہو دل نا شا د کیا
سحر خود ہو جاتے ہیں یہ ماہر فن ستم خوبرو کیوں کے لیے ہو حاجت اُشا د کیا	
نالہ کوئی جو میرے دہن سے نکل گیا بوسے کا وعدہ اُسکے دہن سے نکل گیا پایسی ہی جان رہ گئی بجان کے آب کی اُس رشک گل کو دیکھ کے اڑے نہ ہوش چھوٹا جو زلف سے تو ہوا عشق دے صاف	ماں سب تیر جرجہ کس سے نکل گیا مطلب ہمارا ایک سخن سے نکل گیا تیرا سکا پار سینے کے تن سے نکل گیا فرغِ جن برا یک چمن سے نکل گیا ہو نیا حلقہ بن جب میں سخن سے نکل گیا
عربانی اپنی یاد جو آئی پس فنا لاشہ تڑپ کے سحر کفن سے نکل گیا	
نالہ سوز ان اگر آتش نشان ہو جائیگا کمر سی نک سب غور و خوش جالی کی ہر زیب	جلکے خاک اور دل زمین آسمان ہو جائیگا حسن رہنے کا نہیں جب توجہ ان ہو جائیگا
آج کل ہر بار کو کچھ سحر میرا بھی خیال رفتہ رفتہ اب یقین ہو مہربان ہو جائیگا	
آپکا ثابت دہن بے جستجو ہو جائیگا اور بھی رہم وہ وقت آرزو ہو جائیگا ہم کرین شکوہ جفا کا اور کرو تم اعتراض زخمِ دل سنی جائیگا اگر اک نظارہ ہو گیا گر ہا جوشِ جنون یوں ہی ہمارا جوش پر روٹو گیا یا دلِ سب رنگین جانان میں اگر مصعب رخسار کا بوسہ اگر مل جائیگا جب تلک سیراب خنجر سے کر گیا تو مجھے	حل یہ عقدہ اپنا وقت گفتگو ہو جائیگا اب تو آرزو ہو اور دل پھر عدو ہو جائیگا فیصلہ اپنا تھارادو بدو ہو جائیگا چشم کا تارِ نگہ تارِ رنو ہو جائیگا یہ دل دیوانہ رسوا کو بکو ہو جائیگا اشک جو آئیگا آنکھوں میں لہو ہو جائیگا بھکو ثابت مطلب لا تقنطوا ہو جائیگا تب تلک عہد ابھی یہ تشنہ گلو ہو جائیگا
وقت کا اپنے سکدر میں بھی ہو جاؤنگا سحر	

قشقہ نہیں پیشانی پہ اُس ماہ جبین کے
 ابرو میں ہر بل گیسو و فر کا نہیں بھی خم ہو
 آیا جو نظر رنگِ طلائی او سے پرکھا
 مدت ہوئی کھانے کو قسم تک نہیں کھانا
 ہو صبح قیامت نہیں صبح شبِ فرقت
 تم بھی نہ ملے کچھ نئی طاعتِ حق بھی
 مایوس بھی ہو جاؤں تو چھٹ جاؤں بلا
 اولاد ہوئے جاتی ہو اس پیرِ فلک کی
 ہو چشمِ پری کا سا گمان سیریِ نظر کو
 یہ ملک عدم بھی کوئی دھچپ جگہ ہو
 تقدیر سے اُس مرحلہ میں راہ سپر ہوں
 آفت میں رفوگر ہو مے بندہ کو سی کر
 خورشید کو کب کوئی بھلا دیکھ سکا ہو
 کیونکر ٹپھے وہ کسی بُری موت مواہوں
 دل میرا لیا تھے تو اسکو کرو آباد
 خونخوار تو یا تک ہو کہ بے پان چکا
 کیا غیر سے ہو ضبط بھلا رازِ محبت
 غیروں میں نبار روزِ نظر ایک ہو آتا

اللہ نے یہ حسن کے فرمن کو ہی چاہا
 وہ شوخ ہو بانکا نہیں ہر عضو ہو بانکا
 جو سیم بدن دیکھا تو ہم نے اُسے آنکا
 ہو گھر مرے کل سال مینا رمضان کا
 ہو صورتِ سراپیل نہیں شور اذان کا
 رکھا مجھے تمنے نہ یہاں کانہ وہاں کا
 کچھ تیری بھروسہ نہ نہیں کا ہو نہ بان کا
 بڑھا ہو مگر کام یہ دیتا ہے جو ان کا
 یہ روزِ دیوار سے کس شوخ نے جھانکا
 آیا نہ پلٹ کر کبھی بان کوئی وہاں کا
 جبین کہ نشان تک بھی نہیں نگ نشان کا
 سو جا سے کھلا زخم جو اک جا سے ٹانکا
 برقع سے عبث چہرہ انور کو ہے ڈھانکا
 رقت سے ہو دم بند مرے مرثیہ خوان کا
 ضامن ہو کمینِ طلق میں تعمیرِ مکان کا
 ہوتا ہو گمان لب پہ ترے سُرخِ پان کا
 کم ظرف ہو دون طبع ہو بھرا ہو زبان کا
 فرمائے آج اور یہ پچانسا ہو کہاں کا

مضمون ہیں افسون ہر اک شعر ہی جادو

واللہ سخن ہو یہ کسی سحرِ زبان کا

عشق میں جو رجھاے بارے فریاد کیا
 لاکھ کینچیں آپکو بخوت سے وہ قاتل بند
 میرے ہوئے آپ غیر و لکو جو فرماتے ہیں قل
 دل آپ آکر دامن پھر شکوہ صبا د کیا
 کیا ہوں اُسکے قد کے ہمسرہ کیا شمشاد کیا
 اس سے بڑھکر اور ہوگی بدعت و بیداد کیا

میںے آنسے یوں کہا مرتے ہیں اب تو بجز میں
دل تڑپتا ہی جدا سینہ جدا ہی بیقرار
و لکھتے تھے دو نون ہاتھوں سے پڑا رہتا ہوں
بھرتے بھرتے آہ چھالے سبے بائیں پڑ گئے
مجھ کو یوں کتا ہی کوئی اب بچہ کا جانا ہی یہ
کوئی کتا ہی اسے آسیب کا ہی کچھ خلل
کوئی کتا ہی کہ اسکو صرع کا ہی عارضہ
کوئی کتا ہی کہ ہی ہیجان صفر کا اسے
میر سجان صد حیف رحم اس پر بھی کچھ تنگبختین
مار کر وہ قہقہہ بولے ابھی روتے ہو کیا

دشمن جان عشق اسے جانی تمہارا ہو گیا
چین پڑتا ہی نہیں کیا جانیسے کیا ہو گیا
ہاتھ بند سے اٹھایا درد پیدا ہو گیا
روتے روتے خون خالی سب کلبا ہو گیا
کوئی کتا ہی یہ کوئی دم میں ٹھنڈا ہو گیا
کوئی کتا ہی ہر پر کا اسکو سایا ہو گیا
کوئی بنشین دیکھ کر کتا ہو سکتا ہو گیا
کوئی کتا ہے مقرر اسکو سودا ہو گیا
کیا دل لو ہے کا پتھر کا کلبہ ہو گیا
دل لگانا آپ کے نزدیک ٹھٹھا ہو گیا

سحر سانا چیر فیض صحبت او شاد سے
اوستاد نظر آردو سے معلماً ہو گیا

تجما ایک تو غم مجھ کو بیان ایک زبان کا
ہر شوقی شون لب سے ترے لفظ میں ہانکا
کیونکر مردان دشوار نکلتا ابھی ہر جان کا
لکھے کوئی کیا وصفت ترے تنگ دہان کا
اسوقت ہر سرمہ سی دشمن مریجان کا
حازم ہی یہ دل کو چھ گیسو سے نشان کا
واغظ مجھے مانع ہی تو کیوں عشق بیان کا
جو ساتھ کبھی جو کہ لعاب اسکی زبان کا
ہر تکیہ سخن جو نہیں اس آفت جان کا
ہی جان دگر تو تری ملکیت کا غم ہے
دریا سے سرشار پناہا لے گیا مجھ کو

یہ اور غم عشق کل آیا کہان کا
ہر کام مرا نکو ملانا ہے زبان کا
سو بار سے کچھ کم نہیں یان ہر بھی بھانکا
ہو پئے نہ جان دہم و گمان ہم و گمان کا
یہ وصل کی شب سو انگ نکالا ہر کہان کا
کیا جانے کہان جائیگا مارا یہ کہان کا
ایسا کوئی نواب تو آیا ہے کہان کا
اتیک وہی شیریں ہی فرامیرے دہان کا
ہان وان بھی نہیں ہووے جو موقع کہیں ان کا
قاتل مجھے غم کچھ نہ جگر کا ہر نہ جان کا
آنکھوں نے کفن مجھ کو دیا آب روان کا

اللہ اللہ یار کے رنگ ملائی کا اثر
 سرو سے تشبیہ بجا ہو قدر و لدار کو
 ماہ کو حق نے بنایا تیرے چہرے کی شبیہ
 مجھ کو سکھلایا نخل طعنت اغیار نے
 تیرے کلفت جسکا جی چاہے وہ شیریں کام ہو
 شامِ فرقت پر گمانِ روز قیامت کا ہوا
 جی گیا میں ہجر کی شب موت بآئی مری
 ماہواری بوسے دل ملتے ہیں آپ دو کی جگہ
 ساقیا کیا ہجر کی شب مجھ کو دیتا ہو شراب
 مجھ کو سمجھاتے ہونا صبح تم سمجھتے یہ نہیں
 راہِ اسوقوتِ فرصت ہو شامی کس لیے
 پارِ سا ظاہر میں ہر چہ چھپے پتا ہر شراب
 جب بنا پینے وہ غیر و نہیں بچاتے ہیں سہار
 چار بوسے روز پر ہم آج نوکر ہو گئے
 نالہ اپنا سنگ کے ولین بھی کرتا تھا اثر
 منع جب مینے کیا غیر و لئے لئے کو انھن
 وصل اُس بٹ سے ہوا بندہ ہوں تیرا پانچرا
 پر اک سائیں کیوں صبر و طاقت دیویش تو ان
 روز آکر کڑی باتیں کیا کرتا تھا شیخ
 مجھ کو قتل آنے کیا فرائض اغیار سے
 لطفِ دینی ہی تری ہر باتِ شیریں مثال
 غیر سیر و کوکرا

سادہ گزتا جب کبھی ہننا زری کا ہو گیا
 راستی تو ہی مگر بے ڈول لبنا ہو گیا
 کی بہت صنعت مگر آخر کو بھڑا ہو گیا
 یعنی میں سن کے برا کشتے سے بچتا ہو گیا
 آپ کا شیریں دہن کیا خوان بچا ہو گیا
 صور کا شور اذان پر مجھ کو دھوکا ہو گیا
 مجھ کو غرا یسئل پر عیسیٰ کا دھوکا ہو گیا
 تھی بہت تنخواہ کم اب کچھ اضافہ ہو گیا
 زہر کا سا غر مجھے اب جامِ صہیا ہو گیا
 چھوڑ دو نگا عشق میں نکو بھر دسا ہو گیا
 توبہ توبہ سہل ایسا توبہ کرنا ہو گیا
 پیتے پیتے تو شکم زاہد کا ٹھکا ہو گیا
 ہجر کی شب دلو میرے اور کھٹکا ہو گیا
 تھے بہت تنگ اب گذر کا کچھ ٹھکانا ہو گیا
 کام آتا تھا بہت پر اب نکسا ہو گیا
 بولے کیا میرا تمھارے نام ٹیکہ ہو گیا
 ہو گیا مطلب میرا میرے مولا ہو گیا
 ملکِ دل میں آج کل سنتے ہیں بلوا ہو گیا
 سخت میں بھی ہو گیا تو آج ٹھیلنا ہو گیا
 جو کہ اپنا تھا وہ غیر اور غیر اپنا ہو گیا
 جو سخن نکلا دہن سے وہ لطیفہ ہو گیا
 میں نے مانگا تو بہت کچھ لال پیا ہو گیا

اسکے لینے کی طمع رکھتے ہیں سب مصلحِ حسین
 منع کرتا ہر مجھے جانے کو جو تو اسی قریب
 میرے زخموں کو انہی کس بلا کی چاٹ ہی
 آنکھ ہنسنے بند کر لی دلیں بٹھلا کر اوسے
 خوش قدی پر غم کج طبعی سے تھسا سو ہی
 میرے رونے پر انھیں رحم آگیا شانِ خدا
 تو خدا ہی اسی قسم بندہ نمازی بن گیا
 ہلکے شکوے کی بھی جائے نہ ملنے پر نہیں
 ہاتھ میں تیغ اُسے لی سب نے اٹھایا جانے لگے
 آئینہ حیران ہو تیرے لئے روشن کے حضور
 اک پری سیکر کی اُلفت میں جو دیوانہ ہو نہیں
 نقدِ دل دیکر بلاک بوسہ گیسو ہمیں
 میں عادتیا ہوں گالی آپ مڑتے ہیں مجھے
 وہ مڑا پایا ہی بوسے میں کہہ سکتا نہیں
 عہدِ طفلی سے ہوا بہتر بہر صورت شباب
 اب بھی کیا جانیں ہوا ٹھنڈا تر دلی یا نہیں
 سیر گل کو اب تو تم جانے لگے غم کے ساتھ
 ہیں پھنسے ہر جہ میں اسکے ہزار دن مرغِ دل
 ہو وہیں بربخ وجود و نیستی کے درمیان
 جان فدا کرتے تھے جب تک دلیں تھا جوشِ جنون
 کس قدر مجھ سے جلنِ غیر یہ صورت کو ہی
 مجھسا عاشق ہو نہ دنیا میں تجھسا ہی حسین
 اس قدر کیوں گرے بیٹے کیا بگاڑا آپ کا

دل ہمارا کیا ہوا کوئی کھلونا ہو گیا
 کیا ترا اُس بٹ کے کو جے میں اجا رہ گیا
 ہو گیا نایاب لون اور شک منہ لگا ہو گیا
 اب نہیں کچھ خوف ہر جانب پر دا ہو گیا
 دیکھ کر اُس رست قد کو خوب سیدھا ہو گیا
 آبِ گریہ سے ہر انخل تپتا ہو گیا
 تیرا در مسجد ترا کو چہ مضلا ہو گیا
 امتحانِ جذب کا اچھا بہانا ہو گیا
 پاتون رکھا قتل گہ میں حشر برپا ہو گیا
 تیری صورت دیکھ گیا اسکو سکنا ہو گیا
 لوگ کہتے ہیں اسے سایہ پری کا ہو گیا
 عشق کے بازار میں کیا خوب سودا ہو گیا
 آپ کا اندازِ عالم سے ترالا ہو گیا
 اور بھی تکرار سے کچھ لطف دینا ہو گیا
 خط جو نکلا اور بھی کچھ مشن دونا ہو گیا
 اب جو سبیل تیرا قاتل خوب ٹھنڈا ہو گیا
 گل کھلا یہ اور پیدا اک شکوہ ہو گیا
 حلقہ زلفِ صنم بالوں کا بھندا ہو گیا
 اب ہمیں اچھی طرح حل یہ معما ہو گیا
 اب مرین کیا خاک تیرے دل ہی مڑا ہو گیا
 دیکھا میری شکل کو اور جلنے کو لا ہو گیا
 حسن کا تو عاشقی کا میں نمونہ ہو گیا
 ایک بوسہ لے لیا غم رائے کیا ہو گیا

واغ دل نقدی مین جاگیر مین صحرایا
انگو چوب دیکھکے خوش ہو کے لگا مین ہنسنے
کیا وہ ماد تو ایسا ہوا از خود رفتہ
ہجر اغیار کا خواہان تھا ہوا بھلا نصیب

ہنسنے بھی عشق کی سرکار سے کیا کیا پایا
بولے یوں ہنسکے کہ کیوں آپ ہنسے کیا پایا
کہ کئی سال مین پھر آپ مین مین آیا
الغرض جیسا کیا ویسا نتیجہ پایا

سحر آجائے جو قابو مین ہست جادو چشم
ہنسنے جادو بھی تو کوئی نہیں ایسا پایا

حضرت ناصح مجھے کہتے ہو سودا ہو گیا
ہجر مین رو یا تو میرا گھر جزیرہ ہو گیا
پھنس گیا چاودہ قن مین دل لے گیا ہو گیا
جسم انور سے ترے روشن بچھونا ہو گیا
رو بروے روے روشن کیا چنچھا ہو گیا
خنجر بڑان سے جو سینہ مرا وا ہو گیا
رو بروہا نتونکے گوہر حاتم میلہ ہو گیا
جمع میری نعل پر ہر سمت میلہ ہو گیا
غم نہیں گر مین تری الفت مین سوا ہو گیا
شہر جو لکھا غزل مین فرد و کینا ہو گیا
میرا اذکار کا جا بجا مشور چرا ہو گیا
شعربہ ہنسنے لکھا وصف دہان تنگ مین
یار آتا تھا عیادت کو جو مین بیمار تھا
دیکھ کر اس گل کو نا فرمان بھی فرمانبر ہوا
کشتی عمر روان جو تھی بڑی گرداب مین
آج بوسے ملے ہن اس دہان تنگ کے
دیکھتے ہی دیکھتے دُنيا کہتے چلے

مچھو سودا ہو گیا اور آپ کو کیا ہو گیا
چار جانب سوچ زن انگو نکا دریا ہو گیا
گر پڑا اندھے کنو مین مین گینا اندھا ہو گیا
چاندنی چادر ہوئی خورشید تکیا ہو گیا
ہو گیا خورشید ماہ اور ماہ تارا ہو گیا
وید قاتل کے لیے در تک یہ رستا ہو گیا
گل کا نیرے منہ کے آگے رنگ پھیکا ہو گیا
تیرا کشتہ کیا ہوا کوئی تماشا ہو گیا
نام روشن ہو گیا عالم مین شہر ہو گیا
قافیہ جو دیکھے وہا میرا حصہ ہو گیا
عشق اپنا لیلی و مجنون کا قصہ ہو گیا
ظاہر مضمون ہوا کھاتے ہی خفا ہو گیا
یہ ہوا حق مین برا میرے کہ اچھا ہو گیا
سرد جو آزاد تھا وہ اسکا بندہ ہو گیا
گھاٹ پر تیغ منہم کے پار پڑا ہو گیا
کام جو منظور مدت سے ہمیں تھا ہو گیا
آگے اپنی آنکھوں کے کتوں کا بچھا ہو گیا

تھا جہاں در پہونگی دیوار سیل گریہ سے
 ہو گیا میں ناتوان اور تھانواؤں کی اچھٹم
 دوست سے شکوہ عیث ہو یونانی کا نہیں
 وصف جیساں لعل جان پرور کے ہم لکھنے لگے
 نام تمام اشک رہا معشوق اسی نامہ بر
 بزم چاناتے کسی صورت سے اونٹنا ہی نہیں
 بوسے ملتے ہیں طلب میں روز مجھکو چار باغ
 مجھ سے برگشتہ رہا کرنا ہی جو تو آج کل
 گنجہ جو کھیلے دیکھا اُسے اغیار سے
 چارون جانب ہی ہمیشہ موج زن سیل سرشک
 اُس دہان تنگ کے بوسہ کا لکھتا تھا جو شوق
 گر گیا گلشن کو یاد گیسوے بڑی بیچ میں
 میکرہ ہو یا کہ مسجد کعبہ ہو یا دیر ہو
 داغ سینہ ہی بیان مہر نبوت کی جگہ
 دیکھئے خیرنگ قدرت سر پر ہنہ ہی کوئی
 کچھ نہیں شک ہی تصور ماڈہ تصدیق کا
 باعث آئینہ خود بینی ہوئی اُس شوخ کو
 وصل کی شب بس اذان کے سنتے ہی میں مریا
 میں بیابان گرد ہوں میں شہت چشتاں کا
 بے سبب ہرگز نہیں اپنا پریشان حال ہی

جس جگہ دیوار تھی وان ٹوٹ کر در ہو گیا
 قدرت خالق ہی میں اور تو پر ابر ہو گیا
 دشمن جان جیسے کہ خود اپنا مقدر ہو گیا
 جدول آب بھا ہر تار مستطرد ہو گیا
 اور لکھتے لکھتے ہی بان ایک دفتر ہو گیا
 غیر بدینت مری چھاتی کا پتھر ہو گیا
 حسن کی سرکار میں اب میں بھی نوکر ہو گیا
 تو بھی کیا اسی جان جان میرا مقدر ہو گیا
 رشک نے سر کاٹ ڈالا حال اب ہو گیا
 اک جزیرہ میرے رونے سے مرا گھر ہو گیا
 دیتے ہی خط آنکھ سے غائب کبوتر ہو گیا
 سنبل بچان مری آنکھوں میں اثر ہو گیا
 پھر وہیں پر گھر ہی حجاب اپنا بس ہو گیا
 اسی صمیم تو ہی خدا بندہ پیسر ہو گیا
 اور کوئی صاحب دیہیم واقف ہو گیا
 یاد میں موسے کمر کی میں بھی لاغر ہو گیا
 جان جانے کامرے باعث سکندر ہو گیا
 مجھکو سیفی نعرۃ اللہ اکبر ہو گیا
 ساتھ چلنے سے مرے گمراہ رہا ہو گیا
 سر کو سودا اُسکے گیو کا مقرر ہو گیا

۱۱۱

۱۱۲

کس قدر ہی سحر اپنی فیض صحبت کا اثر

چارون جو پاس بیٹھا وہ سخنور ہو گیا

کوئی معشوق وفادار نہ سلا پایا ولہ وہ جُرا نکلا بظاہر جے اچھا پایا

روز سنتا ہو ستم اس پٹ سنگین دل کے اپنے در سے مجھے یوں کیسے اٹھا تا ہر وہ شوخ ہجرتی مین بھی بیکار نہیں ہم دشمن	دل ہی آہن مرا اور سینہ ہی پتھر اپنا یوں ہی مرنا ہو تو کیا بھول گیا گھر اپنا اشک خونین ہی مری اور چشم ہو ساغر اپنا
---	---

آجوں کے ہو تو دو چار گھڑی بیٹھ بھی لو
سحر کے گھر کو یہی سمجھو کہ ہو گھر اپنا

رو برو ہو جو گلزار اپنا بسکہ لاغر ہو جسم زار اپنا ہم کہیں کس سے حال زار اپنا ہم وہ ہن خاکسار بد قسمت حسن جانان پر جبکہ آنکھ پڑی دوڑ کر چھو سکا نہ دامن یار ہجر میں پھر کیسے تڑپیں گے بوسے دیتے ہیں آپ غیر و نکو غیر سے شکوہ عداوت کیا نام سے کچھ غرض نہیں ہم کو باغ عالم میں ہی یزیت کا پھل جان دیتی ہیں حسن پر پر بیان	دل منہ دکھائے نہ پھر بہار اپنا بے نشان چاہیے مزار اپنا نہ کوئی دوست ہو نہ یار اپنا دوست کے دل میں ہر غبار اپنا زیادہ اختیاریا اپنا خاک کام آیا پھر غبار اپنا آج پھر دل ہی بقرار اپنا بات کرنا ہو ناگوار اپنا دشمن جان ہو دوستدار اپنا بے نشان چاہیے مزار اپنا منہ دکھائے وہ اکیلا اپنا غیرت حور ہے نگار اپنا
--	--

میں

جان دی تے عشق میں اس سحر

نہو اخیست پر وہ یار اپنا

بار بار وہ بد گمان ہم سے سنگر ہو گیا روئے عالم تاب سے عالم متور ہو گیا ہو گیا فقور کوئی کوئی قیصر ہو گیا وصل بھی میرے لیے دیوانگی کا ہیوب	دل اپنی آہوں کا اثر بر عکس اکثر ہو گیا ہو گیا خورشید تو گھر تیرا خاور ہو گیا کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا اُسکو غریبان دیکھ میں جامہ سے باہر ہو گیا
--	---

کیونکر اقرار با جگر بن مجھے زنجیر آہن سے
قسم کھاتا ہوں قدموں کی ترے مرغاؤں کا فوراً
عجب ترے ہیں اس کے راہ میں وعدے کی کیا کیا

ہوا ہو سر کو سودا یا رکی زلف منہ کا
جو اکدم میرے پہلو سے تو اے جان جان سدا
ہو چکر اپنے گھر رستہ بنا ہوا مجھے گھر کا

بُجان سین کا ساتھ سونا تخت شاہی ہو
خدا شاہد نہیں اے سحر کچھ محتاج میں زر کا

نہ تو دل اپنا لا بہکونہ دلبر اپنا
چشم عالم کو کھائی نہیں دیتا اصلاً
دل بیاب کے مضمون کا لب کر نامہ
استحان میں نہیں ٹھہر گا دم قتل قریب
مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں ہم فرقت میں
آج کل صاف جو ہو ہے دل آئندہ رو

ولہ ہاے قابو ہو نہ دلبر یہ نہ دل پر اپنا
کسریا کی صورت تن لاغرا اپنا
اؤڑ گیا صورت سیاب کبوتر اپنا
معر کے میں تری تلوار ہو اور سر اپنا
جیتے جی گور سے بدتر ہو تین گھر اپنا
ہو مقدر صفت بخت سکندر اپنا

سحر اُس عارض گل رنگ پر ہم مرتے ہیں
ہو کفن بے خبر فنا چھو لون کی چادر اپنا

نعم سے احوال ہی ناگفتہ ہو بہتر اپنا
اُس کو تحریر کروں حال میں کیونکر اپنا
مجھ کو سر پھوڑنے کو منع نہ کرنا صحیح
اُسکی پستانوں پر غیر و کا جوہن ہو بچا ہوا
چل نہ وہ چال جو اپنے بھی پرانے ہو جان
زعفران کا ہوا تر زردی سُرخ میں میرے
ایک دن چوم لیا میں نے جو تھا نقش قدم
مجھ سے رہتا ہو جو رشتہ ہمیشہ اس بُت
نبض سا قہ ہوئی مرزا ہوا سب کو نصین
ہاں گاجب بوسہ سُرخ بولا وہ یوں آئندہ رو

ولہ تم بھی رو دو ابھی ہم حال کہیں گرا اپنا
دوبدھم ہجر میں احوال ہو بدتر اپنا
تھکوا کیا اپنی ہی دیوار ہو اور سر اپنا
نکل آیا وہیں دل سینہ سے باہر اپنا
لطف و احسان سے بگناہ کو بھی گرا اپنا
پھیر لیتے ہیں جو منہ مجھ سے وہ ہنس کر اپنا
اب وہ رکھتے ہی نہیں پاؤں زمین پر اپنا
ہو گیا میرے لیے تو بھی صفت در اپنا
ہو گیا ہجر میں یہ حال ہو کشتہ اپنا
دیکھیے منہ تو ذرا آئندہ گیکر اپنا

خون ہو جائیگا لاکھوں لاکھوں ہر دم میں
خود فراموشی ہا عشق بے کا فر میں

منہ دی ملتا جو وہ ٹھک ستم ایسا آیا
کبھی بھولے سے نہ بندے کو خدا یاد آیا

صفت چشم میں استاد کو بھی جو غزل

ہو کے ہر شعر پر ایسی سحر ترے صا و آیا

زیر گیسو جو چہرہ گوش تمہارا چمکا
کیچلی سانپ نے ڈالی ہو ہوا لکھن
اور افروں ہوئی خط سے گل عارض کی ہوا
دشت یمن دو گاہو لے کیطرسے چکر
ہو گیا جھکو سر شام سحر کا دھوکا
آسمان پر ہو ستارہ جھوکا دعویٰ
خال عارض کا دیار شب قمر نے بوسہ

ولہ

مجھ کو ثابت ہوا بدلی میں ستارہ چمکا
پاس زلفوں کے جو موباف زریکا چمکا
کچھ عجیب حسن جوانی میں تمہارا چمکا
جس گھڑی سر میں مرے داغ جنو کا چمکا
رنگب خورشید کا جب وصل میں گھڑا چمکا
ای صنم تو بھی ڈر گوش خدارا چمکا
بعد مدت کے مرا شب کو نصیب چمکا

فرحیا سحر غزل خوب لکھی یہ تو نے

ورنہ اس طرح میں کب شعر کیسا چمکا

نہ گچلا آہ سوزا شے عری دل اس سنگر کا
دو پٹے کا جو آنبل رو سے عالیا سے سر کا
اوب سے کیوں نہ آنکھ نہ پٹھانین پایا اٹکو
بہن میں تیا دکھائی لاکھ مردم غور سے پھین
نشانہ تیر گان کا جو ہر پل ہر دل وحشی
نہ تیا ہی جدائی میں جو وہ تیا د پرفن کی
عرق کو وہ ابرو کا دلون کین دیکھے جان بوسہ
جو ہو تقدیر میں تحریرش آئی ہو وہ اکدن
نہ ہو نچی یاز تک تحریر میری ضعیف قیمت سے
خدا شاہد ہوئی گوری نگت کامین گشتہ ہوں

ولہ

نہیں معلوم دل ہو یا کوئی گھڑا ہو پتھر کا
رہا آسمان اصلا ہوش مجھ کو پاؤں اور سر کا
فرشتے سے زیادہ پاک ہو گتا ترے در کا
گمان ہو جسم لاغر پر مرے اب تار تیر کا
خسکار آنکھ پسند آیا ہو صحرائی کبوتر کا
گمان ہو اپنے مرغ دل پر سیما بی کبوتر کا
کہ اک مدت سے ای قاتل ہوں آتشہ آب خنجر کا
نہیں مٹنے کا ای غافل کبھی لکھا مقدر کا
بندھا تھا جبین خط وہ شل ہو باز کبوتر کا
بنانا دوستو مرقد مرا تم سنگ مرمر کا

قدر دان کوئی اہل جو ہر کا

اگر وہ دلربا سرگرم انداز و ادا ہوگا
خدا آگاہ ہر اسے بت نہ تجھسا با وٹا ہوگا
یقین ہر لگتے لگتے ایک دفتر ہو گیا ہوگا
بہم غم و سوز و حسرت جوین جسکی پھر تے ہیں
اگر ہو کیم سینہ چاک کر کے صاف دکھلا دوں
اکیلے میں لپٹ جانا کچھ اُس سے نہیں مشکل
اسی سے آفتیں بڑھاتی ہر زقاریہ کمر سن

تو بجان کوئی دم میں کوئی عزت ہے قضا ہوگا
نہ تجھسا بجز عالم میں کوئی نا آشنا ہوگا
جو حال شوق اُسکو بکھلم منے لکھا ہوگا
وہاں بارشک چشمہ آبِ اُمتا ہوگا
زبان سے تو کبھی مجھ سے نہ حال دل واد ہوگا
مگر یہ خوف ہر دلو کو کہ وہ ناحق خفا ہوگا
توانی میں تو اسکی پال سے محشر یا ہوگا

سب اپنی عمر کوئی سحر تو نے بت پرستی میں
خدا کے سامنے کھڑے ہو کر حال کیا ہوگا

شب کو وہ ماہ اگر زینت بستر ہوتا
بر سرِ رُحس اگر وہ بخت و لب ہوتا
سخت فولا دے بھی دل ہر بت کا فرکا
معصیتِ نوح چھینو سکے زلزل کیا ٹھہرے
روزِ پاپوسی کی لذت مجھے حاصل ہوتی
نہج روشن سے کسی رات جو دینا میں نظیر

شادی و صلہ برین جامہ سے باہر ہوتا
بیعت و اردن کا کبھی حال نہ مضطرب ہوتا
درد نہ ہم موعم بنا لیتے جو چشمہ ہوتا
کوئی جادو نہیں مستر آن پر موثر ہوتا
کاش اُس بت کے میں دروازے کا پتھر ہوتا
جس پر چارم پر دماغ مہ نور ہوتا

شکوہِ نافہم سے کچھ قدر شناسی کا نہیں
دادا کی سحر وہ دینا جو سحر نور ہوتا

خواب میں شب کو نظر وہ ستم ایسا دایا
زاہد عشقِ مجازی ہر حقیقی کی دلیل
بزمِ اغیار میں جسے بچھے دیکھا و جان
کون کہتا ہے کہ ہر کوئی تباہ جاے اسید
لاکھوں رہ جائینگے پس پس کے قفا کب صورت

مالِ خفتہ برابر سہرا دایا
دیکھ کر روئے منہم ہکو خدا یاد آیا
اڑ گئے ہوش کہ دیو و نین پر بڑا دایا
بمخدا جا کے وہاں شاد بھی نا شاد آیا
تمہاری ملنا جو وہ شکر کب ستم ایسا دایا

تویر اشعار پر عید کا تو یقین ہو اس سحر
و ادودہ دیگا تجھے جو کہ سخیں ان ہوگا

جب نقاب اُسکے چہرے سے سر کا
کس قدر سخت دل ہو کسب کا
آب زہرہ ہوا سمند رک کا
حال ایسا ہو جسم لاغر کا
کیا گلہ کیجیے کس تگر کا
جان دہی ہو صبح رنگوں پر
ساقیا کچھ نہیں بڑا نقصان
سروسے سرکشی وہ کرتے ہیں
وقت نگارہ دیدہ حیران
دیکھے مشوق بے وفا بالکل
گھوٹ کر دم کو آب مر جاؤں
سوزش داغ دل سے طے جائے
خط مرا اُس نے جب کیا واپس
منہج ابرو سے فٹل کر ظالم
میں ہوں اور خم ہو دید واک ہو
واعظا عشق میں گناہ ہو کیسا
ایک بو سے کا ہو سوال اپنا
رُخ پر نور پر نہیں افشان
زخیم جب اند مال پر آیا
سات بو سے عیا کیے اُس نے

نرما ہوشن پاؤں اور سر کا
دل ہو ٹکڑا ہو یا کہ پھس کا
دیکھ کر حال دیدہ ترکا
ہر گمان سب کو تار بستر کا
ہر قصور اپنے ہی مقدّر کا
میر امر قد ہو سنگ مر مر کا
میں تو سائل ہوں ایک سانچہ کا
جوڑا چھپا ملا برابر کا
بن گیا خال رو سے انور کا
استحان کر چکا ہوں اکشر کا
واسطہ کیا ضرور خجبر کا
گر ہو پھانا بر سمندر کا
پیش آ یا لکھا مکتد رک کا
کون احسان اٹھائے خنجر کا
ہر بیان اور کون باہر کا
عاشق اللہ ہے پیسہ رک کا
کون طالب ہو ساٹھ ستر کا
ماہ پر ہو ہجوم اختر کا
اور جلاؤ نے دیا چہر کا
بادشہ ہوں میں ہفت کشور کا

خار ہجر رشک گل میں دلہ کھانچکے جو گل
عین گریہ میں لڑائی جب درویشان آئیں گے
لیکھا دل کو چہ کاکل میں بجو جیل سے
بوسہ لبہا سی شیریں ایک بھی دو گے اگر
وہ سیدہ طالع ہوں ہر گل جیسا لگی لہر
ہمنے دانائی سے وہ نکلتے نکالتے عشق میں
صورت ہاروت اس ہر چین کی جاہ میں
آج پھر وہ آئیں گے میرا تماشا دیکھنے
خاکارو سے نہ کہ غافل ذرا دلیں غبار
شوق دید چشم مخمور و سیاہ یار میں
لیکے دیو لے وطن سے ساتھ کلک لگا جو میں
بست کو یہ پوچھا وہ کلمہ ٹھیک کا حسن کا

سینہ پرداغ رشک صد چمن ہو جائیگا
اشک کا قطرہ ہر اک درِ عدل ہو جائیگا
کیا سمجھتا تھا کہ رہبر راہزن ہو جائیگا
کوزہ قند و شکر اپنا دہن ہو جائیگا
صاف پانی آب دریا می چمن ہو جائیگا
عاشقی بھی کچھ دونہیں ایک فن ہو جائیگا
چاہ بابل محکوم وہ چاہ و فن ہو جائیگا
عین ہشیاری مراد یوا نہ بن ہو جائیگا
خاک بعد مرگ تیرا سب بدن ہو جائیگا
نشہ آنکھوں کا غزالوں کی ہر ہو جائیگا
شہر ویران ای رہی آباد بن ہو جائیگا
نذر الفت دین شیخ و برہن ہو جائیگا

سکے وصف آئینہ رومی سے تجھے دیکھنا

صاف حیران مجمع اہل سخن ہو جائیگا

سخت جاتی سے مری سخت پشیمان ہوگا
جسم اپنا کبھی تاحشر نہ دیوان ہوگا
قطرہ اشک ہر اک گو غلطی ہوگا
جان کو خانہ تن حسانہ زندان ہوگا
دل مضطرب از بچہ طفلان ہوگا
خود بخود داغوں سے ان سینہ کشاں ہوگا
وہ کسی بادِ شہ حسن کا داناں ہوگا
جان بلب کوئی و ناناں اور کوئی بیجان ہوگا
ای اہل عہد میں آئیگی تیرا حسان ہوگا

مستعد لاکھ میرے قتل پہ جانان ہوگا
گر بیان سلسلہ زلف پریشان ہوگا
وہ گریہ جو خیال رید و ندان ہوگا
قید سہمی سے نہ فرقت میں رہائی ہوگی
بندا ہو جو یوہن عشق بیان کم سن
کچھ ہیں سیر چمن کی تر ہے گی پروا
بیٹھتا ہی جو غبار اپنا ادب سے آہن
ناصر کو چھ سفاک کا بس ہر یہ نشان
بارِ غم اٹھ نہیں سکنے کا شب و صبح کے بعد

خا کو و مکا فضل چلا زور ما
بن ل ن ن و ل ق م ن ن

روان فصاحتان کما بر غزل نیمه سر سامری هر دو کشته شدیم خورشید غاوی هر کسی



از کربلای شمشیری بر ساد صا سابق سب می انبساط برادونان شیر زنده نانی انبساط

طبع می نشی نو شوا و کا پور من طبع
طبع می نشی نو شوا و کا پور من طبع

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں مثلاً لکھنؤ سے جو علمی و موجودہ اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف اس فن شعر و سخن وغیرہ کی کچھ کتابیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کتب کلیات و دیوانیں اردو

- کلیات ظفر - ہر چار جلد کامل -
- انتخاب کلیات ظفر -
- کلیات مومن -
- کلیات ناسخ -
- کلیات آتش -
- کلیات نصیحتہ مجید -
- کلیات نظام رعنا -
- کلیات امیر اللہ تسلیم -
- کلیات میر تقی -
- کلیات سودا -
- کلیات انشاہ اللہ خان -
- کلیات نساخ -
- شاہد عشرت -
- سخن شعرا -
- کنج تواریخ -
- زبان ریختہ -
- تلمحہ منتخب -

- کلیات نظیر اکبر آبادی -
- کلیات وہبی - کاغذ سفید چکنا -
- ایضاً - کاغذ رسمی -
- دیوان ذوق -
- دیوان خدا - جلد ثانی سے بریاض گلستان -
- دیوان رند - سیسی بہ گلابستہ عشق -
- دیوان غالب - دہلوی -
- دیوان سخن دہلوی - علی قلم کاغذ سفید گندہ -
- ایضاً - کاغذ رسمی -
- دیوان قلق - سیسی پتھر عشق -
- دیوان خواجہ میر درد -
- دیوان بہار عربیہ -
- دیوان لطف -
- دیوان امیر - موسوم بہ چراغ الغیب -
- دیوان غافل - منور خان صاحب -
- دیوان مرغوب جہان - تصنیف سید
- تجمل حسین خاں صاحب -
- دیوان نیاز -
- دیوان نعت سروری -

حسن قزوینی خدیو شیرین زبان

از ایام فرخ ستارمین کلام باغنت نظام عشق وادان

سحر

طامش

چندوختو عیدر انشا انباشتی بری پراختا سحر بر یوز از تعینت

مطبع منشی نعل کشی گان شیرین چرخ

